کراماتِ اولیاء
از
قطب مدینہ حضرت امام
عبداللہ یافعی یمنی

از

قطب مدینہ حضرت امام عبد اللہ یافعی یمنی

اُردُو ترجمہ:

حضرت مولانا جعفر علی نگینوی رح

انتخاب و تسہیل

مولانا اِمداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

عنایت پور، تحصیل جلالپور پیر والا، مُلتان

نام کتاب : کرامات اولیاء

انتخاب از روض الریاحین قطب مدینہ امام عبداللہ یافعی یمنیؒ

انتخاب : مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب دامت برکاتہم

استاذ جامعہ قاسم العلوم ملتان

رئیس التحقیق والتصنیف ادارہ تحقیقات اسلامیہ ملتان

سابق معین التصنیف حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

سابق استاذ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور

سابق معین دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان

ناشر : عزیز اللہ رحمانی دارالمعارف عنایت پور ضلع ملتان

تاریخ طباعت : جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق اکتوبر ۱۹۹۶ء

ہدیہ : روپے -/[illegible]

ملنے کے پتے

مولانا امداد اللہ انور دارالافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

مکتبہ مدنیہ ۱۷ اردو بازار لاہور

ادارہ اسلامیات انار کلی بازار لاہور

مکتبہ مکیہ نزد مکی مسجد علامہ اقبال روڈ لاہور

نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

مولانا محمد اقبال نعمانی آفیسر کالونی گارڈن روڈ کراچی

ماخذ و مصادر

(۱) حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
(۴) شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ شاذلی سکندری رحمۃ اللہ علیہ
(۵) شیخ ابو العباس احمد بن علی قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
(۶) استاذ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ
(۷) شیخ محمد بن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ
(۸) امام شیخ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
(۹) امام عبد اللہ بن ابراہیم خیری رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) امام ابو العباس احمد بن علی ابن الاطر یانی رحمۃ اللہ علیہ

اور دیگر بہت سے بڑے بڑے علماء اور اولیاء عظام

رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

وہ اکابر اولیاء جن کی کرامات اس کتاب میں ہیں

(۱)حضرت ذوالنون مصری۔ (۲)حضرت عبدالواحد بن زید۔ (۳)حضرت سری سقطی۔(۴)حضرت ابو سلیمان دارانی۔ (۵)حضرت مالک بن دینار۔ (۶)حضرت ابن ہارون رشید۔(۷) خواجہ بہلول مجذوب۔(۸)خواجہ سعدون مجنون۔(۹)حضرت تحفہ لونڈی ۔(۱۰)حضرت ریحانہ مجنونہ۔ (۱۱)حضرت شعوانہ۔ (۱۲)حضرت ابوبکر شبلی۔ (۱۳)حضرت سہل بن عبداللہ تستری۔ (۱۴)حضرت جنید بغدادی۔(۱۵)حضرت بشر حافی۔ (۱۶)حضرت ابراہیم خواص آجری۔ (۱۷)امام زین العابدین۔ (۱۸)حضرت شقیق بلخی۔ (۱۹)شیخ فتح موصلی۔ (۲۰)شیخ نجم الدین اصفہانی۔ (۲۱)شیخ ابوبکر کتانی۔ (۲۲)حضرت ابو جعفر دامغانی۔ (۲۳)حضرت ابراہیم بن ادہم۔ (۲۴)شیخ ابو دقاق۔ (۲۵)شیخ ابوالخیراقطع۔ (۲۶)شیخ علی بن موفق۔ (۲۷)حضرت سمنون۔ (۲۸)حضرت ابو یعقوب بصری۔ (۲۹)حضرت ضحاک بن مزاحم ۔ (۳۰)حضرت احمد بن حواری۔ (۳۱)حضرت خضر علیہ السلام۔ (۳۲)حضرت عبداللہ بن مبارک۔ (۳۳)حضرت فضیل بن عیاض۔ (۳۴)حضرت محمد بن حسین بغدادی۔ (۳۵)حضرت رابعہ عدویہ۔ (۳۶)حضرت معروف کرخی۔ (۳۷)حضرت حسن بصری۔ (۳۸)حضرت اویس قرنی۔ (۳۹)شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی۔ (۴۰)حضرت بشربن حارث۔ (۴۱)حضرت حاتم اصم۔ (۴۲)حضرت شیبان مصاب۔ (۴۳)شیخ احمد رفاعی کبیر۔ (۴۴)حضرت حبیب عجمی۔ (۴۵)حضرت عطاء ارزق۔ (۴۶)حضرت شیبان راعی۔ (۴۷)حضرت بایزید بسطامی۔ (۴۸)حضرت ابو معلق ۔ (۴۹)شیخ ابوالحسن شاذلی۔ (۵۰)حضرت ابو سعید خزاز۔ (۵۱)شیخ ابو المغیث۔ (۵۲)حضرت عیسیٰ ہتار یمنی۔ (۵۳)حضرت ابو حازم۔ (۵۴)سید ابو محمد ابن علی فخار۔ (۵۵)شیخ بایزید قرطبی۔ (۵۶)حضرت کذر جرجانی ۔ (۵۷)شیخ ابو الحسن نوری۔ (۵۸)حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ (۵۹)حضرت

لقمان حکیم۔ (۶۰)حضرت مقبل۔ (۶۱)حضرت ابو تراب بخشی۔ (۶۲)حضرت احمد بن خضرویہ۔ (۶۳)حضرت صالح مری۔ (۶۴)شیخ ابو عمران واسطی۔ (۶۵)حضرت محمد عابد۔ (۶۶)حضرت ابو جعفر مدار۔ (۶۷)شیخ ابو العباس۔ (۶۸)حضرت سفیان یمنی۔ (۶۹)شیخ ابو عبداللہ محمد ازہری عجمی۔ (۷۰)شیخ مغاوری۔ (۷۱)عارف عبدالرحمان نوری۔ (۷۲)شیخ ابو محمد ابن کبش۔ (۷۳)حضرت سفیان ثوری۔ (۷۴)حضرت منصور بن عمار واعظ

اور دیگر بہت سے اولیاء کرام قدس اللہ اسرارہم ونفعنا بہم اجمعین

فہرست مضامین

کرامات الاولیاء

رائے گرامی

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی
قدس سرہ العزیز

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت معین کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تھوڑے دنوں کی بعد انشاء اللہ 'اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جائے گی' اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔ دوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہل محبت کے تذکرے دیکھا کرو' میں نے ایک کتاب "روض الریاحین" کا جس میں پانچ سو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کرادیا ہے' پانچ سو دوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کرکے اس کا لقب ہزار داستان رکھا ہے جو عنقریب چھپ جائے گی۔
میرا یقین ہے جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا ضرور عاشق ہو جائے گا' آخر ایک ہزار عشاق کا تذکرہ دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔
اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں مثلاً "احیاء العلوم" "مقاصد الصالحین" وغیرہ الغرض یہ مجموعہ اجزاء محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے پھر سب قصہ سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت نصیب کرے آمین

سلسلہ تبلیغ کا وعظ ۱۳۷ مسمی بہ الامتحان'

رسالہ المبلغ ۴ جلد پنجم بابت ماہ محرم ۱۳۵۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان و بانی دار العلوم کراچی

اولیاء اللہ کی زیارت و صحبت جس طرح انسان کی عملی و اخلاقی اصلاح کے لئے نسخہ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجہ میں ان کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مفید و مجرب ہے لیکن ان حضرات کے حالات و ملفوظات جمع کرنے والوں نے عموماً" نقل و روایت کے معاملے میں بہت تساہل برتا ہے' ان بزرگوں کی طرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جو عوام کے اعمال و اخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس کام کے لئے صرف مستند و معتبر مصنفین کی کتابوں کو پڑھا جائے' آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت و روایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یہ کتاب عربی میں تھی اس کا اردو ترجمہ نزہتہ البساتین کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہو گیا۔ ہمارے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اپنے اصحاب و مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ مگر اب اس کی نایابی کے سبب یہ مشکل ہو گیا تھا۔

اتفاقاً" ایک روز عزیزی محمد زکی صاحب جو مالک مطبع مجیدی کے فرزند ارجمند ہیں سے میری ملاقات ہو گئی تو میں نے ان کو یاد دلایا کہ آپ کے والد ماجد نے ایک بہترین کتاب شائع کی تھی۔ اب وہ عرصہ سے نایاب ہے کیا آپ اس کی طباعت کی طرف توجہ دیں گے؟ موصوف نے بڑی خوش دلی سے اس کو قبول کیا اور بحمد اللہ اب وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین کے سامنے آنے والی ہے (حضرت الحاج گرامی قدر جناب محمد زکی صاحب اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن طبع کرا چکے ہیں احقر امداد

اللہ غفرلہ اللہ نے حضرت حاجی صاحب موصوف کی اجازت سے اس کا اختصار کیا ہے جو کرامات اولیاء کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے) امید ہے کہ اہل دین و اصلاح اس کی قدر پہچانیں گے۔ اور اپنے گھروں میں اس کا مطالعہ کرنے اور دوسرے گھر والوں کو سنانے کا اہتمام کریں گے۔

ضروری ہدایات

لیکن بزرگوں کے حالات (مقالات کا نرا مطالعہ) بعض اوقات غلط فہمیوں کا بھی سبب بن جاتا ہے اس لئے سطور ذیل لکھی جاتی ہیں ان کی رعایت پیش نظر رہے تو مضر پہلو سے نجات ہو سکے۔

(۱) اکابر اولیاء اللہ کے حالات تین طرح کے ہیں، ایک ان کی کشف و کرامت کے واقعات، دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں ان کے اعلیٰ مقامات، تیسرے ان کے ملفوظات و ہدایات جو عام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ارشاد فرمائے، ان میں سے عوام کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے سیکھنے کی چیز تیسرا ہی نمبر ہے، اور ان کی تعلیمات کا خلاصہ اور اصلاح عوام کے لئے اکسیر اعظم ہے اور دوسرے نمبر کے حالات اس حیثیت سے مفید ہیں کہ ان بزرگان دین کی عظمت و محبت دلوں میں پیدا ہو اور اس محبت کے معنوی ثمرات عام لوگوں کو حاصل ہوں۔ لیکن بعض عوام ان اکابر کے اعلیٰ حالات و مجاہدات اور ان کی کشف و کرامت کے عجیب عجیب واقعات دیکھ کر اپنے زمانے کے مشائخ کو اسی معیار سے جانچنے لگتے ہیں اور جب ان میں نظر نہیں آتے تو ان سے غیر معتقد ہو کر ان سے استفادہ کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ آج جس طرح صحابہ و تابعین کا دور لوٹ کر نہیں آسکتا آپ کی اصلاح کے لئے فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ نہیں آسکتے اس طرح جنید و شبلی اور معروف کرخی، ابراہیم بن ادہم، ذوالنون مصری بھی آج آپ کو نہیں ملیں گے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں جو متبع شریعت اللہ والے ہوں جو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دیتے ہوں عام شغل ذکر اللہ یا علم دین کا ہو کسی معروف بزرگ کے خلیفہ مجاز ہوں اتنا دیکھ لینا کافی ہے اور جس کو ایسا کوئی مربی مل جائے اس کو غنیمت جان کر ان کی صحبت و اطاعت اختیار کرے پچھلے بزرگوں کی ریاضت و مجاہدات یا کشف و کرامت اگر ان میں

نظرنہ آئیں تو ان سے بدگمان نہ ہوں بزرگوں کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ تمہارے باطنی حالات اور اخلاق کو درست کردیں اس کو دیکھو۔

(۲) دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقالات میں اگر آپ کو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلاف شرع ہو تو اس کے متعلق ان کی طرف سے اتنا خیال کرلینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے بیان میں غلطی ہوگئی ہو' اس سے بدگمانی سے اپنے آپ کو بچایئے مگر اس کا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرے۔ اتباع اسی چیز کا چاہیے جو جمہور امت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ کتاب کا یہ اردو ترجمہ بہت پرانا ہے اور زبان بھی علمی انداز کی اختیار کی گئی ہے اگر کسی جگہ تردد و تامل ہو تو اپنی رائے سے اس کا فیصلہ نہ کریں کسی عالم سے دریافت کرلیں

(۴) اس کتاب میں بہت سے مواقع میں اصطلاحی الفاظ اور عربی جملے ایسے آئے ہیں جن کو عوام نہیں سمجھ سکتے میرا جی چاہتا تھا کہ دوسری طباعت میں مشکل الفاظ کی تسہیل کرکے اور غیر مترجم عربی عبارات کا ترجمہ کرکے شائع کیا جائے۔ مگر خود اتنی فرصت نہ تھی اس لئے اس وقت اسی کو غنیمت سمجھا کہ پہلی طباعت کی بعینہٖ نقل ہی وجود میں آجائے۔ ممکن ہے تیسری طباعت میں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اس کام پر آمادہ کر دے۔

واللہ الموفق والمعین۔
بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ
دارلعلوم کراچی ' ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

نوٹ۔ الحمد للہ احقر نے کتاب ہذا کے پرانے ترجمہ کو کافی حد تک آسان اور نیا کیا ہے اور عربی الفاظ واصطلاحات کو حسب ضرورت سمجھانے کی کافی کوشش کی ہے اور حکایات وکرامات پر عنوانات بھی لگادیئے ہیں (امداد اللہ انور)

حالات مصنف

قطب وقت مؤرخ محقق حضرت امام

عفیف الدین محمد بن عبداللہ بن اسعد یافعی

ولادت ۶۷۸ھ --- وفات ۷۶۸ھ

آپ نزیل حرمین شریفین ہیں اور ان ائمہ عارفین اور اکابر علماء عاملین میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے جن کے نقوش قدم کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے انوار سے ہدایت ملتی ہے' جس طرح سورج کی صفت کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح سے آپ کی شہرت بھی دلائل کی محتاج نہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے شیخ اور ان دونوں قسم کے حضرات کے امام ہیں۔

آپ کی پیدائش عدن شہر میں ہوئی' وہیں بڑھے پھولے اور تحصیل علم میں ایسے مشغول ہوئے کہ اس میں کمال حاصل فرمایا۔ اس کے بعد حج کیااور واپس شام کی طرف لوٹ آئے اور اللہ تعالی نے آپ کے لئے خلوت کو اور لوگوں سے انقطاع کو محبوب فرمادیا۔ اس کے بعد آپ "حضرت الشیخ علیا طواشی صاحب حلی" کی صحبت میں رہے اور انہیں کے ہو رہے' یہی آپ کے شیخ ہیں جن سے آپ سالک طریقت میں مستفید ہوتے رہے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کچھ دن مجھے فکر اور تردد رہا کہ میں علم کی طرف لگوں یا عبادت کی طرف اس کی مجھے بہت فکر رہی انہیں حالات میں تھا کہ میں نے تبرک و تفاؤل کے طور پر ایک کتاب اٹھائی تو مجھے اس میں ایک ایساورق ملا جس کو میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا حالانکہ وہ کتاب میرے استعمال میں بہت تھی اور میری نظر میں تھی' اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

کن عن همومک معرضا
وکل الامور الی القضا
فلربما اتسع المضیق
ولربما ضاق الفضا

ولرب امر متعب
لک فی عواقبه رضا
والبشر بعاجل فرجته
تنسئی بها ما قد مضی
اله یفعل ما یشا
ء فلا تکن متعرضا

(ترجمہ)

(۱) اپنے تمام غموں اور تمام کاموں سے مونہہ موڑ کر قضا کی طرف متوجہ ہو جا
(۲) بہت مرتبہ تنگی فراخی بن جاتی ہے' اور بہت دفعہ فضا تنگ ہو جاتی ہے
(۳) اور بہت سے تھکا دینے والے کام کے نتائج میں خوشی ملتی ہے۔
(۴) بہت جلد حاصل ہونے والی آسانی کی بشارت سن لیجئے جو آپ کو گذشتہ تکالیف بھلا دے گی۔
(۵) اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں آپ مشکل میں نہ الجھیں۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جو شدت ہو رہی تھی اس سے سکون مل گیا پھر اللہ تعالیٰ نے علم شریعت کے حاصل کرنے کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔

اس غرض کے لئے آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں علم میں مشغول ہوئے۔ اس کے بعد تقریباً دس سال تجرد کی زندگی بسر کی۔

آپ کو مدینہ میں حاضری کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی

روایت ہے کہ جب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اقدس کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو فرمایا میں مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک کہ مجھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت مرحمت نہ فرمائیں گے' چنانچہ آپ مدینہ شریف کے دروازہ پر چودہ روز تک ٹھہرے رہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔

یا عبداللہ انا فی الدنیا نبیک و فی الآخرۃ شفیعک و فی الجنۃ رفیقک

اے عبداللہ میں دنیا میں تمہارا نبی ہوں' آخرت میں تمہارا شفیع ہوں اور جنت میں تمہارا

رفیق ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ نے مزید ارشاد فرمایا

"(اے عبداللہ!) یاد رکھو یمن میں دس حضرات ایسے ہیں جس نے ان کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی اور جس نے تم کو ناراض کیا انہوں نے مجھے ناراض کیا"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون حضرات ہیں؟ فرمایا پانچ حضرات زندہ ہیں اور پانچ مردہ

میں نے عرض کیا زندہ کون سے حضرات ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) شیخ علی طواشی صاحب حلی (۲) شیخ منصور بن جعدار صاحب حرض (۳) محمد بن عبداللہ موذن صاحب منصورہ المہجم (۴) فقیہ عمر بن علی زیلعی صاحب السلامتہ (۵) شیخ محمد بن عمر النہاری صاحب برع

اور مردوں میں (۱) ابو الغیث بن جمیل (۲) فقیہ اسماعیل حضرمی (۳) فقیہ احمد بن موسی بن عجیل (۴) شیخ محمد بن ابوبکر حکمی (۵) فقیہ محمد بن حسین بجلی

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس میں ان حضرات کی طلب میں نکل کھڑا ہوا ولیس الخبر کالمعاینۃ اور جو اس میں شک کرے وہ شرک کرتا ہے۔ پس میں زندہ حضرات کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے گفتگو فرمائی، پھر مردوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے گفتگو فرمائی پھر جب میں حضرت شیخ محمد نہاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو خوش آمدید" میں نے کہا آپ اس مرتبہ تک کیسے پہنچے! فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ) تم اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم عطا فرمادے گا۔

تو میں نے ان کے پاس تین دن قیام کیا، اس کے بعد میں مدینہ رسول ﷺ کی طرف واپس ہوا تو بھی اس کے دروازہ پر چودہ دن ٹھہرا رہا پھر میں جناب نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ان دس حضرات کی زیارت کر لی! میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے حضرت ابو الغیث کی خوب تعریف فرمائی تھی۔ تو جناب نبی کریم ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا ابو الغیث ان لوگوں کا کنبہ ہے جن کا کوئی کنبہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ ﷺ مجھے مدینہ شریف میں حاضر ہونے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جائیے آپ آمنین میں سے ہیں۔

امام یافعی حضور ﷺ کے سامنے

ایک بزرگ نے جو مکہ مکرمہ کے مجاوروں میں سے تھا آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ باب بنی شیبہ (حرم بیت اللہ کے ایک دروازہ کا نام ہے) کی اندرونی جانب تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سامنے حضرت عبداللہ یافعی اور شیخ احمد بن جعد بیٹھے ہیں او ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے جس کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں بھی ان حضرات کے پیچھے پیچھے چلا حتی کہ یہ کعبہ شریف تک پہنچ گئے اور حضور ﷺ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے بعد بھی نماز پڑھی۔

حضور ﷺ نے آپ کو رطب عطا فرمائی

اسی طرح ایک بزرگ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت عبداللہ یافعی کو تر کھجور کھلا رہے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہیں اور آپ ان دونوں کو ایک خشک کھجور کھلا رہے ہیں۔

یہ خواب امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں دیکھا گیا جب صبح ہوئی تو خواب دیکھنے والا آپ کے پاس آیا اور اپنا خواب سنایا اس وقت آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اس واقعہ پر بعض حاضرین حضرت والا کے معتقد بھی ہو گئے کہ آپ کو تازہ کھجور کے ساتھ امتیاز عطاء فرمایا تو مجاورین مکہ میں سے ایک غریب آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے عبداللہ ! جب تم خوف اور امید کے درمیان تھے تو تمہیں نبی پاک ﷺ نے تازہ کھجور عنایت فرمائی اور جیسا کہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان قوی تھا ان کو نبی پاک ﷺ نے کامل کھجور عطاء فرمائی ایک عالم فرماتے ہیں کہ یہ اہل کشف کی تعبیر و تاویل ہے۔

امام یافعی کو قطب کا درجہ کیسے حاصل ہوا

قاضی القضاہ امام مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے قیام کے زمانہ میں خواب میں دیکھا کہ میرے پاس کتب حدیث کے کچھ اجزاء ہیں اور میں اسی فکر میں ہوں کہ ان کے سماع کے لئے کس محدث کے پاس جاؤں۔ اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں اہل سند کی ایک معتمد جماعت موجود تھی جن کے پاس امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ لوگ تلمذ حاصل کرتے تھے لیکن میں نے اپنی تمام اطراف سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا اللہ کے نزدیک امام یافعی سے زیادہ شان و مرتبہ والا کوئی نہیں ہے۔ تو میں نے دل

میں کہا شاید مکہ والوں میں یہ بڑی شان کے مالک ہیں تو میں نے کہنے والے سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے شام میں بھی اور مصر میں بھی یہ سب سے بڑے مرتبہ والے ہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک ایسا خواب ہے جس کی تعبیر حاصل کرنا بہت ضروری ہے اسی اثناء میں میں نے چند قدم اٹھائے ہوں گے کہ میں نے اپنے راستہ پر ایک شخص کو دیکھا میرا غالب گمان یہ ہوا یہ یا تو میکائیل یا ابراھیم علیہما السلام ہیں، مجھے شک نہیں ان دو ہی حضرات میں سے کوئی ایک تھے' تو میں نے ان کو سلام کیا اور اپنا خواب ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ امام یافعی کو سورج کی طرح کی شہرت حاصل ہو گی اس کے بعد ان کا انتقال ہو گا' پھر میں بیدار ہوا تو اس خواب اور تعبیر کو لکھ لیا تاکہ بھول نہ جاؤں۔ اس کے بعد میں اس کلام کے مطلب میں سرگرداں رہا حتی کہ چند سال بعد بیت المقدس میں بعض صالحین سے ملاقات ہوئی ان کا نام شیخ محمد القرمی تھا' انہوں نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے ایک بزرگ نے مجھے اطلاع دی کہ گذشتہ رات حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ کو قطب کا درجہ عطاء کیا گیا ہے اس کی تاریخ کو تم اپنے پاس لکھ لو تو اس وقت مجھے اپنا خواب یاد آیا' پھر جب میں مکہ کی طرف لوٹا تو شیخ عبداللہ یافعی کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر میں نے غور کیا تو جس دن آپ کو قطب کا درجہ عنایت فرمایا گیا تھا اس سے وفات کا ساتواں دن بنتا تھا' اور یہ وہی عرصہ تھا جس میں آپ سورج کی مثل ہو گئے تھے۔

اور یمن سے مکہ کی طرف رحلت فرمائی تھی اور مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ کی طرف آتے جاتے رہے کچھ مدت مدینہ میں رہے کچھ مدت مکہ میں۔ اس کے بعد آپ نے شام کی طرف رحلت فرمائی اور بیت المقدس اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت فرمائی پھر مصر میں مقیم اولیاء کی زیارت کا ارادہ فرمایا آپ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ پر اپنے مرتبہ کے اخفاء کے ساتھ رہتے تھے اور عاجزی پسند تھے' پھر آپ حجاز کی طرف لوٹے اور ایک مدت تک مدینہ منورہ میں قیام کیا پھر مکہ مکرمہ میں لوٹ آئے اور اس کی مجاورت اور علم و عبادت کے اشغال کو لازم پکڑا اور یہیں پر آپ نے شادی کی اور اسی عرصہ میں اولاد ہوئی۔ پھر آپ نے اپنے شیخ علی طواشی اور دیگر اولیاء کی زیارت کے لئے یمن جانے کا ارادہ فرمایا اور ان اشغال کے باوجود ان کا ایک حج بھی فوت نہ ہوا۔

آپ نے ایک حج ۷۱۲ھ میں کیا پھر یمن تشریف لائے پھر دوبارہ ۷۱۸ھ میں مکہ کا سفر کیا اور وہیں پر اقامت فرمائی اور مکہ ہی میں ۷۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف میں سے چند ایک یہ ہیں (۱) مرآۃ الزمان و عبرۃ الیقظان (۲) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ (۳) الدرا لنظیم فی خواص القرآن العظیم (۴) روض الریاحین فی مناقب الصالحین یہ وہ کتاب ہے جس کا اختصار اور تسہیل مع جدید عنوانات آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حضور کی ذمہ داری

مکہ کی مجاور ایک نیک خاتون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبداللہ یافعی کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے ارشاد فرما رہے ہیں " اے یافعی ! میں نے تیری خواطر اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ تو دونوں عمروں (یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کی طرح ہو گا" اس جملہ کو آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا ایسا کیوں ہوا؟ پھر خود ہی فرمایا تیرے اس عمل کی وجہ سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک جماعت فقراء کی طرف اشارہ فرمایا جو امام یافعی کے دروازہ کے پاس تھے اور ان سے کچھ کھانا مانگ رہے تھے' یہ خاتون کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک آپ کی کنپٹیوں تک دیکھے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان سے پانی کے قطرات گر رہے تھے اور آپ نے سرخ کمبل اوڑھی ہوئی تھی۔

مختصر یہ کہ آپ کے مناقب اور آثار خیر بہت مشہور اور کتب اسلامی میں مذکور ہیں ' شیخ جمال الدین اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبقات میں شیخ کا بڑی تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات حسرت آیات ۷۶۸ھ میں واقع ہوئی اور باب معلات کے پاس حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

جامع کرامات الاولیاء ۲ر ۲۵۰ تا ۲۵۴

مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں

الدرر الکامنہ حافظ ابن حجر عسقلانی ۲ر ۲۴۷ ' شذرات الذہب ابن عماد حنبلی ۶ر ۲۱۰' بروکلمان ۲ر ۲۶۲' طبقات الشافعیہ الکبری ۶ر ۱۰۳' مفتاح دارالسعادۃ ابن قیم الجوزیہ ار ۲۱۷' الاعلام خیرالدین زرکلی ۴ر ۷۲------

ولی کی تعریف

ولی اس کو کہتے ہیں جو اللہ اور اس کی صفات کا بقدر امکان عارف ہو' طاعات کا التزام کرتا ہو' معاصی سے اجتناب کرتا ہو' لذات اور شہوات میں انہماک سے اعراض کرتا ہو (شرح العقائد النسفیہ)

کرامت

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا اسباب خفی ہوں' پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں ہے

جادوگروں اور جوگیوں کے کام

جو شخص اپنے کو کسی نبی کا پیروکار نہیں کہتا اس سے جو کام ظاہر ہو وہ بھی کرامت نہیں' جوگیوں' جادوگروں سے بعض ایسے امور ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر وہ شخص اتباع نبی کا مدعی تو ہے مگر حقیقت میں متبع نہیں ہے خواہ اصول میں اختلاف کرتا ہو۔ جیسے اہل بدعت' یا فروع میں اختلاف کرتا ہو جیسے فاسق فاجر مسلمان۔ اگر ان سے بھی ایسا کام ظاہر ہو تو بھی کرامت نہیں ہے بلکہ یہ استدراج ہے اور یہ سخت مضر ہے کیونکہ یہ شخص خلاف عادت کام ظاہر ہونے کی وجہ سے اپنے کو کامل سمجھے گا اور اس دھوکہ میں حق کے طلب کرنے اور اتباع کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرے گا۔ نعوذ باللہ پس یہ لازمی ہے کہ کرامت اس وقت کہلائے گی جب اس کا اظہار مومن متبع سنت کامل تقوی والے سے ہو۔

نوٹ کرامت کے ظہور کے لئے اس ولی کو علم ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ اس کا ارادہ ضروری ہے۔

کرامت کی تین قسمیں

اس لئے کرامت کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا (ابوالشیخ کتاب العظمہ' تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)
اور حضرت خالد بن ولید کا زہر قاتل پی جانا اور زہر کا آپ پر اثر نہ کرنا (دلائل نبوت بیہقی وابونعیم وحیوۃ الحیوان دمیری)
دوسری قسم یہ ہے کہ علم ہو مگر ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم اور میوؤں اور پھلوں کا آنا۔
تیسری قسم یہ ہے کہ نہ علم ہو نہ ارادہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوگنا تین گنا ہو جانا اسی لئے خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم وارادہ کا پہلے سے نہ ہونا ثابت ہوا
کرامت کی ان تین قسموں میں سے پہلی قسم پر تصرف وہمت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہتے البتہ برکت وکرامت کہیں گے۔

کرامات بحکم خدا ظاہر ہوتی ہیں

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کام ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامت ولی کیلئے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔ ولی کے اپنے اختیار سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ معجزات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صادق نہیں ہوتے جیسا کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے **ومار میت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** یعنی مٹھی بھر ریت پھینک کر کافروں کو آپ نے اندھا نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کی آنکھوں میں ریت پہنچائی اور ان کو اندھا کیا

بعض اولیاء سے کرامت کیوں ظاہر نہیں ہوتی

بعض اولیاء کاملین کا مقام غلبہ عبودیت ورضاء کا ہوتا ہے اس لئے وہ کسی شے میں تصرف نہیں کرتے اس وجہ سے ان کی کرامتیں معلوم نہیں ہوتیں اور بعض کو قوت

تصرف ہی عنایت نہیں ہوتی بس تسلیم و تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے۔

ولایت کے لئے کرامت کا ظہور ضروری نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا ظہور یا وجود ضروری نہیں چنانچہ بعض صحابہ سے عمر بھر ایک بھی کرامت ظاہر نہیں ہوئی حالانکہ حضرات صحابہ سب کے سب اولیاء تھے بلکہ تمام اولیاء سے افضل تھے کیونکہ فضیلت کا مدار قرب الٰہی اور اخلاص عبادت پر ہے۔

کاش کوئی کرامت ظاہر نہ ہوتی

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض اہل کرامت نے مرنے کے وقت تمنا کی ہے کہ کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں تاکہ ہمیں اس کا عوض بھی آخرت میں ملتا کیوں کہ یہ امر ثابت ہے کہ دنیا کی نعمتوں میں کسی بھی نعمت میں جس قدر کمی رہے گی اس کا اجر و بدلہ قیامت میں ملے گا۔

وفات کے بعد کرامت

گو بعض اولیاء ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انتقال کے بعد بھی ان سے خوارق و تصرفات ظاہر ہوتے رہے اور یہ بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

کرامت کی دو اور قسمیں

کرامت دو قسم پر ہے (۱) حسی (۲) معنوی' عام لوگ حسی کرامت کو کرامت سمجھتے ہیں حسی کرامت کو کرامت جانتے ہیں اور حسی مثلاً" یہ ہے کہ دل کی بات پر مطلع ہو جانا' پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' ایک ہی وقت میں دو جگہ یا چند جگہ پر نظر آنا' زمین میں دھنس کر اندر ہی اندر تیر کر اوپر آجانا' ذار سی دیر میں کہیں سے کہیں پہنچ جانا' بے موسم پھل لا دینا وغیرہ۔ اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ چیزیں تو ریاضت سے جوگی وغیرہ' غیر مسلموں سے بھی صادر ہو جاتی ہیں اور مسلمان فاسق سے بھی بسبب ریاضت یا بسبب بشمول امور طبیعت مثل مسمریزم' فری میسن' ہمزاد' عملیات نقوش' طلسمات' شعبدات' ادویات کی تاثیرات عجیبہ' سحر' نظر بندی وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض تو ان میں کی محض خیالی چیزیں ہیں۔ اور بعض واقعی بھی ہیں جو اسباب

طبیعت خفیہ سے متعلق ہیں۔ کرامت ان سب فضولیات سے پاک ہے۔

کرامت کے ذریعہ ولی کو پہچاننا

طالب حق کو بہ نظر انصاف علامات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان امور میں قواء طبیعت کو دخل ہے یا محض قوت قدسیہ ہے یا کسی قوت کو بھی دخل نہیں بلکہ محض غیب سے ظہور ہوا ہے اس لئے کرامت حسی کو ولی کے پہچاننے کے لئے معیار بنانا خطرناک ہے
اسی لئے جو لوگ ایسی حسی کرامت کو ولایت کی نشانی گمان کرتے ہیں وہ دجال کے دجل وفریب اور جال میں پھنس کر معتقد ہو جائیں گے حتی کہ بعض ایسے مولوی بھی جیساکہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا ہے۔

ولایت کا معیار کرامت معنوی ہے

ولایت کا معیار کرامت معنوی ہے چاہے اس کے ساتھ کرامت حسی کا ظہور ہو یا نہ ہو۔ اگر فیض حاصل کرنا ہے تو کرامت معنوی دیکھو

معنوی کرامت کیا ہے

خواص اہل بصیرت' اہل نظر کے نزدیک بڑا کمال یہی کرامت معنوی ہے یہی اصل ہے جس کا حاصل شریعت پر مستقیم رہنا' مکارم اخلاق کا خوگر ہو جانا' اعمال صالح' نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے صادر ہونا' اخلاق رزیلہ' کبر' حسد' ریا' حقد' کینہ' حب جاہ' حب مال' حب دنیا' حرص' طمع' طول امل' غضب وغیرہ تمام صفات مذموم سے پاک ہونا اور کوئی سانس غفلت میں نہ جانا' گناہوں کا طبعی نفرت تک پہنچ جانا' ہر کام میں بے ارادہ اتباع سنت کا ہونا۔ یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا احتمال نہیں بخلاف پہلی حسی قسم کے اس میں استدراج کا احتمال موجود ہے۔

ظہور کرامت میں خوف

اس لئے کاملین' ظہور کرامت کے وقت بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو یا اس سے نفس میں عجب وخود رائی نہ ہو جائے یا اس کی وجہ سے شہرت وامتیاز ہو کر باعث ہلاکت نہ ہو جائے۔

کرامت کا اظہار و اخفاء کب چاہئے

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اپنی کرامت کا اخفاء واجب ہے۔ جہاں اظہار کی ضرورت ہو یا غیب سے اذن (اجازت) ہو یا حال اس قدر غالب ہو کہ اس میں قصد و اختیار باقی نہ رہے۔ یا کسی مرید و طالب حق کے یقین کا قوی کرنا مقصود ہو وہاں اظہار جائز ہے۔

حسی کرامت ولایت کے لئے لازم نہیں

اگرچہ یہ نہ مقصود ہے نہ مطلوب اور نہ لازم ولایت' جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا ہے چنانچہ بہت سے صحابہ سے عمر بھر ایک کرامت بھی واقع نہیں ہوئی حالانکہ وہ سب اولیاء تھے بلکہ تمام اولیاء سے افضل تھے

عقیدہ کا مدار کرامت پر نہیں ہوتا

بہت سے عوام الناس دین کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے کرامات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اولیاء کی کرامات سے حجت پکڑتے ہیں' حالانکہ یہ کرامات اور کشف شرعی مسائل کے ثبوت میں حجت نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کا ارشاد ہے ہاں کسی مسئلہ کے دلائل کے ساتھ بطور تائید کے کام آجاتی ہیں' خلاف عادت کاموں میں صرف انبیاء کے معجزات حجت ہوتے ہیں۔

خلاف شریعت بزرگوں کے احوال کا جواب

فقراء سے علم ظاہر (شریعت) کے خلاف جو کام ظاہر ہوئے ہیں ایک صحیح حل یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس حکایت کی نسبت ہی ان کی طرف غلط ہے یہاں تک کہ اس نسبت کی صحت یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔

دوسرا یہ ہے کہ ثبوت صحت کے بعد اس فعل کی ایسی تاویل کی جائے جو ظاہر شریعت کے موافق ہو جائے۔ اگر علم ظاہری کے مطابق کوئی تاویل نہ ملے تو کہا جائے ممکن ہے اس کی کوئی باطنی تاویل ہوگی جس کو علمائے باطن جانتے ہیں' اور اس مقام پر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ دیا کیا جائے جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے

تیسرا یہ ہے کہ وہ فعل ان سے سکر اور بیہوشی میں صادر ہوا ہوگا اور جو شخص جائز طریق سے بے ہوش ہوا ہو وہ اس حالت بے ہوشی میں غیر مکلف ہے باوجود ان تمام تاویلات کے ان کے ساتھ سوء ظن رکھنا بے توفیقی ہے حق تعالیٰ خسران سے اور بری قضاء اور بلا سے محفوظ رکھے آمین۔

سچے اور جھوٹے اولیاء کی قسمیں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں

(۱) وہ جو دوسروں پر اعتقاد رکھنے والے ہیں

(۲) جن پر اور لوگ اعتقاد رکھتے ہیں

پہلی قسم والے پھر دو منقسم پر ہیں' ایک وہ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہیں ایک وہ جنہیں یہ نور حاصل نہیں

اور تقسیم اول کی دوسری قسم والے جن پر لوگ اعتقاد رکھتے ہیں ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ظاہر شرع کے خلاف کا ارتکاب کرتے ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ یہ خلاف شرع ہے اور اس پر اصرار بھی کرتے ہیں ایک غیر مرتکب' کل چار قسمیں

ہوئیں معتقد ناظر بنور اللہ ' معتقد غیر ناظر بنور اللہ ' معتقد مرتکب معاصی معتقد غیر مرتکب معاصی

قسم اول چونکہ اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہیں وہ خود اچھے برے کا حکم لگا سکتے ہیں یہ خود حاکم ہیں کسی کے محکوم نہیں ہیں انہیں جس طرح اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے بتلا دیا تھا اس سے وہ حق باطل میں تمیز کر لیتے ہیں۔

دوسری قسم جو معتقد ہیں اور بغیر نور الہی کے دیکھتے ہیں جیسے کہ ہم لوگ ہیں ان کا حکم اخیر کے دو اقسام معتقد کے اختلاف سے بدل جائے گا مثلاً" یہ معتقد غیر مرتکب معاصی کے ساتھ ہر حالت میں حسن ظن رکھیں گے

قسم اول یعنی جو مرتکب معاصی ہیں ان کی پھر تین قسمیں ہیں۔

ایک وہ ہیں جن کے ساتھ عارفین کاملین عقیدت رکھتے ہیں ان سے انہیں بھی عقیدت رکھنی چاہئے دوسرے وہ ہیں جن کا مشائخ عارفین انکار کرتے ہیں انہیں بھی ان سے اعتقاد نہ رکھنا چاہئے ایک تو اس وجہ سے کہ وہ لوگ منکرات میں مبتلا ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ بزرگ بھی ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

تیسری قسم وہ ہے جنہیں یہ نہیں معلوم کہ آیا بزرگ بھی انہیں اچھا جانتے ہیں یا نہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی ہے ایسے شخص کے ساتھ ہم بدگمانی کریں گے کیونکہ وہ خلاف شرع منکرات کا مرتکب ہے اس پر اصرار کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کرامت بھی معارض نہیں ہے نہ کسی کو بزرگوں میں ان کے ساتھ حسن اعتقاد ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ ان سے کوئی کرامات ظاہر ہوں ان کی بھی تین قسمیں ہیں۔

اول وہ جو دینداری اور طاعت و عبادت میں اس قدر مشہور ہے کہ ان سے اختلاط یا کسی اور وجہ سے ان کی دینداری پر ظن غالب اور اعتقاد ہو سکتا ہے ایسے آدمی کے ساتھ ہمیں حسن عقیدت رکھنا چاہئے کیونکہ کرامت اور دینداری دونوں ان کے پاس جمع ہیں ممکن ہے جو بات ان سے خلاف شرع صادر ہوئی اس میں کوئی راز باطنی ہو جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔

دوسری قسم وہ ہے کہ وہ جادوگری اور فسق اور کہانت کے ساتھ پہلے ہی سے

مشہور ہے اس پر بھی ہم بدگمانی کریں گے اور اس پر قدح اور انکار کریں گے کیونکہ اس میں نہ دین ہے نہ کرامت ہے کیونکہ جو کچھ خلاف عادت اس سے ظاہر ہوا یہ کرامت نہیں بلکہ جادو اور کہانت ہے یہ شیطان کے دوست کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔**نعوذ باللہ منہ** اور کرامت ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اور ساحرو کاہن کا دین میں کوئی اعتبار نہیں بلکہ بعض سحر تو کفر ہوتے ہیں اسی طرح اگر منجم یہ اعتقاد کرتا ہے کہ ستارے بذات خود موثر ہیں اور وہ طبیب بھی جو سمجھتا ہے کہ طبیعت بذات خود موثر ہے یہ سب کافر ہیں حق تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو دین و دنیا اور آخرت میں عافیت عطا کرے آمین۔

تیسری قسم وہ شخص ہے جو مجہول الحال ہے نہ اس کی دینداری معلوم ہے نہ بددیانتی نہ جادوگر ہونا معلوم ہے نہ اس سے خلاف عادت ہونا ظاہر ہے۔ اس کے بارے میں ہم خاموش رہیں گے اور اس کی حالت میں غور کریں گے' اس کا امتحان کریں گے' تجربہ کریں گے' اس کے ساتھ مباحثہ کریں گے' اس کے اقوال و افعال میں اعمال و احوال میں' کیونکہ اس میں دو چیزیں متعارض جمع ہیں فضیلت موجب کرامت ہے یعنی خرق عادت اور ذات جو موجب ملامت ہے یعنی ارتکاب معاصی' اور اس کے ساتھ بحث میں اور امتحان اور مجالست میں ادب کو ملحوظ رکھیں گے اگر ہمیں پہلی دو اقسام میں کسی ایک میں ان کا داخل ہونا اس تجربہ سے معلوم ہو گیا تو ان میں انہیں لاحق کر کے انہیں کا سا معاملہ کریں گے اور ساتھ کریں گے۔ اگر کچھ معلوم نہ ہو تو اس سے جو منکر صادر ہوتا ہے اسے دیکھیں گے کہ وہ فاحش ہے یا غیر فاحش ہے اگر فاحش ہے تو ان سے الگ رہیں گے۔ حتی کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان سے قرب مناسب ہے کیونکہ منکر کا تو ہمیں یقین ہے اور کرامت میں ظاہرا" و باطنا" شک ہے۔ اگر وہ منکر غیر فاحش ہے تو ہم ان کے قریب ہوں گے۔ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ دوری ان سے بہتر ہے کیونکہ کرامت کا احتمال ہے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن مستحب ہے لیکن تھوڑا سا خلاف شرع کام اس سے محفوظ نہیں مگر طبیب خالص کا وجود بہت ہی نادر ہے۔

یہ جو باتیں بیان کی گئیں یہ دس قسمیں ہوئیں ایک قسم اور باقی رہ گئی وہ یہ کہ جس کا حال معلوم نہ ہو اس سے کوئی خرق عادت صادر ہوا اور کوئی منکر فعل بھی اس

کا ظاہر نہ ہو اس کے ساتھ حسن ظن رکھیں گے جب تک کہ ہمیں اس میں برائی کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو' یہ سارا بیان جب ہے کہ جب کرامات کا ظہور بغیر چیلنج اور دعوی کیا ہو اور جس میں سبب مدح و ذم دونوں مخالف ہوں اور دونوں سبب برابر بھی ہوں ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی نہ ہو سکے اور شک پیدا ہو جائے اور ان کا حال ہم پر مخفی رہے تو ہم اس میں توقف کریں گے' نہ ان کے نیک ہونے کا حکم لگائیں گے نہ برے ہونے کا' نہ ان کی مدح کریں گے نہ ذم' نہ ان سے عقیدت کریں گے نہ انہیں جانچیں گے' بلکہ ان کا حل اللہ کے حوالہ کریں گے جو علیم و خبیر ہے' جس کے مثل کوئی نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے یہ جواب مجھ پر ظاہر ہوا ہے واللہ اعلم۔

مختصر یہ کہ لوگ تین قسم پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جن کے بارے میں ہم عقیدت رکھیں ایک وہ جن پر عقیدت نہ رکھیں ایک وہ جن کے حق میں توقف کریں۔ قسم اول پر تین باتوں میں سے ایک پر ہم اعتقاد کریں گے۔ ایک تو اس وجہ سے ہے کہ اس پر اہل باطن اعتقاد کرتے ہیں وہ جس حال پر بھی ہوں۔ دوسرا یہ کہ وہ کسی برے کام پر اصرار نہ کریں۔ تیسرا یہ کہ اس میں دینداری اور کرامت جمع ہو مع شرائط کے' اگرچہ ظاہر میں وہ بعض منکرات پر اصرار کریں۔

دوسری قسم پر بوجہ اس کے کہ ان میں تین باتیں جمع ہیں ہم اعتقاد نہ کریں گے اول یہ کہ ظاہر شرع میں فعل برا ہے وہ اس کا ارتکاب کرتے ہیں' اور جان کر اس پر اصرار کرتے ہیں' دوسرے ان سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی' تیسرے ان سے اہل باطن کا اعتقاد ہونے کا ہمیں علم نہیں ہے۔

اور قسم ثالث میں بوجہ جمع ہونے تین باتوں کے ہم توقف کرتے ہیں ایک تو ان سے خرق عادت ظاہر ہوتی ہے' دوسرے ان کی حالت ہمیں معلوم نہیں' تیسرے ان کا ارتکاب کرنا اور اصرار کرنا ایسے معاصی پر جسے وہ جانتے ہیں کہ معصیت ہے پھر ہم ان سے اور ان کی جانب سے بحث کریں گے اگر ہمیں کوئی دلیل جو ان کی نیکی یا برائی پر ظاہر ہو جائے تو اس کے مقتضاء پر عمل کریں گے' ورنہ اگر وہ کھلا گناہ ہو تو ان سے الگ رہیں گے اگر کھلا نہ ہو تو ان سے ملتے رہیں گے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چالیس ابدال

(حدیث) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت کے چالیس ابدال ہیں ان میں سے شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام فرمادیتا ہے جب قیامت آئے گی سب فوت ہو جائیں گے"۔

اولیاء کے دل انبیاء اور فرشتوں کی مثل ہیں

(حدیث) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے تین سو بندے ایسے ہیں کہ ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں، اور چالیس بندے ایسے ہیں کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب مقدس کی مانند ہیں، اور پانچ شخص ایسے ہیں کہ ان کے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کے قریب ہیں، اور تین شخص اس قسم کے ہیں کہ ان کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے موافق ہیں، اور ایک بندہ ایسا ہے کہ اس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہے۔ جب ان میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے۔ اس کی جگہ اللہ تعالیٰ تین والوں میں سے ایک کو قائم مقام کردیتا ہے، اور جب کوئی ان تین میں سے وفات پاتا ہے تو پانچ میں سے ایک کو خلیفہ بنا دیتا ہے، اور جب پانچ میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو حق تعالیٰ سات میں سے کسی کو اس کا نائب بنادیتا ہے، اور جب سات میں سے کوئی راہی ملک بقا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ تفویض فرماتا ہے، اور جب ان چالیس میں سے کوئی موت کا جام پیتا ہے تو تین سو میں سے کسی کو اس کا جانشین بنایا جاتا ہے، اور جس وقت ان تین سو میں سے کوئی رحلت کرتا ہے تو عام مخلوق میں سے کسی کو برگزیدہ کر کے اس کا جانشین فرمایا جاتا ہے۔ اور وہ ایسے متبرک لوگ ہین کہ ان کی برکت سے حق تعالیٰ امت محمدیہ سے مصیبت کو دفع فرماتا ہے۔

اولیاء میں ایسی ہوتی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ جوہر ہوتا ہے۔ تمام عالم کا انتظام اس کے متعلق ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی مثل کوئی ولی کیوں نہیں

اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے قلوب انبیاء اور ملائکہ کے مقابلہ میں اپنے قلب مبارک کو اس لئے ذکر نہیں فرمایا کہ آپ کے نورانی قلب کی مثل تو قادر مطلق نے عالم میں کسی کے قلب کو شرافت اور لطافت میں پیدا ہی نہیں فرمایا

تمام انبیاء علیہم السلام اور کل ملائکہ کے قلوب محبوب خدا سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب طاہر و مطہر کے سامنے ایسے ہیں جیسے ستارے آفتاب کے سامنے ہوتے ہیں صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ کی طرف حضور زیادہ متوجہ ہیں

شیخ عارف ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام قلوب کی طرف نظر فرمائی تو کسی قلب کو سوائے قلب پاک سرور عالم ﷺ کے اپنی طرف زیادہ مائل و متوجہ نہ پایا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضور کو معراج کا شرف عطا فرمایا۔ تاکہ باہم دیدار اور ہمکلامی جلدی ہو۔

معرفت خداوندی میں سب مخلوقات پر حضور کی سبقت

اور شیخ کامل غریق بحر معارف و توحید ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح میدان معرفت میں دوڑیں ہیں' ان سب میں ہمارے نبی پاک محمد ﷺ کی روح مقدس ہی آگے بڑھ کر بستان وصال ربانی تک قدم زن ہوئی۔

اولیاء کی اقسام

(حدیث) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ابدال شام میں ہیں' نجیب مصر میں' عصائب عراق میں' نقیب خراسان میں' اوتاد تمام زمین میں' اور خضر علیہ

میں رکھے گا اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم سب نے عرض کیا کہ وہ سب سے زیادہ عقلمند کس طرح ہوں گے؟ فرمایا کہ ان کی تمام سعی و ہمت اللہ ہی کی طرف ہے اور ان کی تمام کوششوں کا خلاصہ اللہ کی رضامندی ہے وہ دنیا اور اس کی فضولیات اور اسکی ریاست اور عیش سے بالکل بے رغبت ہوتے ہیں۔ ان کے السلام سب کے سردار اور امیر ہیں۔

اور خضر علیہ السلام فرماتے ہین کہ تین سو اولیاء اور ستر نجیب ہیں اور زمین میں چالیس اوتاد' دس نقیب' سات عارف اور تین مختار ہیں اور ایک ان میں سے غوث ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا اجمعین۔

ابدال کی صفات

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے چند بندے ایسے ہیں کہ جنہیں ابدال کہتے ہیں جو مرتبہ انہیں نصیب ہوا ہے وہ روزہ' نماز' خشوع و خضوع' حسن ظاہری سے نہیں ہوا بلکہ خالص تقوی' نیت حسنہ اور سلامت صدر اور تمام مسلمانوں پر رحمت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے علم کے ساتھ برگزیدہ فرما کر اپنی ذات پاک کے لئے خالص بنایا ہے' اور وہ چالیس آدمی ہیں ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں' جو ان میں سے مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنا دیتا ہے۔ وہ نہ کسی کو گالی دیتے ہیں نہ کسی کو برا کہتے ہیں۔ نہ اپنے سے چھوٹوں کو ستاتے اور حقیر سمجھتے ہیں اور نہ اپنے سے بڑوں پر حسد کرتے ہیں' خیر میں سب سے اچھے ہیں ان کی طبیعت سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ سخی ہے' تیز رو گھوڑے تند ہوائیں باوصف اپنی تیزی کے ان کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے' ان کے قلب نیکیوں کی طرف سبقت کرنے میں بڑی اونچی چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں' یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں جان لو! اللہ کا گروہ ہی فلاح پانیوالا ہے۔

عقلمند کون ہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنتوں میں سب سے بلند جنت

قطب کی حیثیت

جاننا چاہیئے کہ اس حدیث میں جس ایک بندہ کا ذکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس سے مراد قطب ہے اور وہ غوث بھی ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ اور شان دوسرے اولیاء میں ایسی ہوتی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ جو مرکز دائرہ ہوتا ہے۔ تمام عالم کا انتظام اسی سے متعلق ہوتا ہے۔

اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ قلوب انبیاء اور ملائکہ کے اپنے قلب مبارک کو اس لیے ذکر نہ فرمایا کہ آپ کے قلب پُر نور کی مثل تو قادر مطلق نے عالم میں کسی کے قلب کو شرافت اور لطافت میں پیدا ہی نہیں فرمایا تھا۔ تمام انبیاء علی نبینا علیہم السلام اور کل ملائکہ کے قلوب محبوب خدا سرور کائنات، خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ طاہر و مطہر کے سامنے ایسے ہیں جیسے ستارے آفتاب کے روبرو۔ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ شیخ عارف **ابوالحسن** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام قلوب کی طرف نظر فرمائی تو کسی قلب کو سوائے قلب پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی طرف زیادہ مائل و متوجہ نہ پایا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو معراج کا شرف عطا فرمایا۔ تاکہ رویت اور ہمکلامی باہم حاصل ہو۔ اور شیخ کامل غریق بحر معارف و توحید **ذوالنون مصری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح میدان معرفت میں دوڑیں ہیں، ان سب میں ہمارے نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مقدس ہی آگے بڑھ کر بستانِ وصالِ ربانی تک قدم زن ہوئی۔

(حدیث) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ **ابدال** شام میں ہیں **نجیب** مصر میں اور **عصائب** عراق ہیں، **نقیب** خراسان میں، **اوتاد** تمام زمین میں، اور خضر علیہ السلام سب کے سردار اور امیر ہیں۔

فقیری کی شان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک قاصد بھیجا اس نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

میں فقراء کا قاصد ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تو جن کا قاصد ہے میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ پھر اس نے عرض کیا کہ فقراء نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے کہ تمام خیر اغنیاء ہی کے حصہ میں آگئی اور ہم محروم رہ گئے

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت تو اغنیاء ہی نے حاصل کر لی وہ حج کرتے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں' وہ خیرات دیتے ہیں اور ہمیں اس پر دسترس نہیں' وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہمیں اسکی استطاعت نہیں' جب وہ مریض ہوتے ہیں اپنے مال کو ذخیرہ بناتے ہیں (یعنی صدقہ و خیرات کرتے ہیں)۔

حضور سرور عالم ﷺ نے سن کر ارشاد فرمایا میری طرف سے فقراء سے کہہ دو تم میں جو صابر ہیں اور ثواب کی نیت رکھتے ہیں ان کے لئے خاص ایسے تین درجے ہیں جو اغنیاء کے لئے نہیں۔

پہلا درجہ تو یہ ہے کہ جنت میں کچھ دریچے یاقوت احمر کے ہیں اور یہ اس قدر بلند واقع ہیں کہ جنت والے انہیں ایسا دیکھیں گے جیسے دنیا والے آسمان کے تارے۔ اور ان میں نبی یا فقیر' یا شہید فقیر' یا مومن فقیر کے سوا اور کوئی نہ جائے گا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب فقیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اخلاص سے کہتا ہے اور غنی بھی اس کے مثل کہتا ہے تو یہ غنی فقیر کی فضیلت اور ثواب کو نہ پہنچے گا۔ اگرچہ غنی ان کلمات کے ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ کر دے اور باقی نیک عملوں کو اسی طرح قیاس کر لو۔

جب قاصد نے انہیں یہ خبر پہنچائی تو سب کے سب (مارے خوشی کے) پکار اٹھے کہ اے اللہ ہم راضی ہیں ہم راضی ہیں۔

اولیاء سے نیک سلوک کا انعام

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء سے جان پہچان زیادہ رکھا کرو اور ان کے ساتھ سلوک کیا کرو کیونکہ ان کے لئے بڑی دولت ہے۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے۔ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا ان سے کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں ایک ٹکڑا روٹی کا کھلایا ہو یا ایک کپڑا پہنایا ہو یا ایک گھونٹ پانی پلایا ہو اسے تلاش کرو اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجاؤ۔

نیز حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن فقیر بندہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی معذرت کرے گا جیسا کہ آدمی آدمی سے معذرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت و جلال کی قسم میں نے تجھ سے دنیا اس لئے علیحدہ نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ اس لئے کہ میں نے تیرے لئے بڑی بڑی فضیلتیں اور عطائیں تیار کی ہیں اور یہ صفیں جو تیرے سامنے کھڑی ہیں ان میں جا کر دیکھ جس نے تجھے کچھ کھلایا پلایا پہنایا ہو اس کا ہاتھ پکڑ وہ تیرا ہے جو اس سے چاہے کر۔ اس وقت سب لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ پسینہ منہ تک آیا ہوا ہوگا وہ یہ ارشاد سن کر صفوں میں گھسے گا اور ان لوگوں کو تلاش کر کے ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

اللہ کو اولیاء کا فقیر ہونا کیوں پسند ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میرے بعض بندے ایسے ہیں اگر وہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کر بیٹھیں تو میں انہیں دے دوں اور اگر دنیا میں سے کچھ مانگیں تو ہرگز نہ دوں۔ اور یہ نہ دینا اس لئے نہیں کہ وہ میرے نزدیک ذلیل ہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آخرت میں ان کے لئے اپنی عطائیں ذخیرہ کروں اور دنیا سے انہیں ایسا بچاؤں جیسا کہ چرواہا اپنی بکریوں کو بھیڑیوں سے بچاتا ہے۔

جنت کی کنجی فقرا سے محبت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین، فقراء، صادقین، صابرین کی محبت ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

حضور کی مسکینی سے محبت

اور مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار اور مسکینوں ہی کے گروہ میں اٹھانا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مساکین کے فضائل میں کافی ہے اگر حضور یہ فرماتے کہ مساکین کا میرے گروہ میں حشر فرما تو بھی ان کی فضیلت میں بہت تھا اور جب خود حضور یہ فرمائیں کہ میرا حشر مساکین کے گروہ میں فرما تو ان کی فضیلت و مراتب کی کیا انتہا رہی۔

دل میں نور کب داخل ہوتا ہے

مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نور جب انسان کے دل میں واقع ہوتا ہے تو اس وقت اس کا سینہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور کوئی پہچان؟ فرمایا اس کی یہ پہچان ہے کہ ایسا آدمی دار غرور (دنیا) سے بھاگتا اور دار خلود (آخرت) کی طرف رجوع کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ نور اس حدیث کے موافق اسے میسر ہوگا جو دنیا کے اندر بے رغبت ہوگا۔

عقلمند اور بے عقل کی پہچان

ترمذی میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس سے حساب و کتاب کرتا رہے اور آخرت کے لئے عمل کرے، اور عاجز و بے عقل وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کی طرف لگائے اور بایں ہمہ اللہ تعالیٰ سے اپنی تمناؤں کے پورا کرنے کا منتظر رہے۔

امیر و غریب کے صدقہ کا فرق

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مالدار اپنے مال سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ دے اور کوئی فقیر ایسا ہو کہ اس کے پاس دو ہی درہم ہوں اور وہ ان میں سے خوش ہو کر ایک درہم کا صدقہ کر دے تو یہ ایک درہم والا فقیر اس لاکھ درہم والے مالدار سے افضل ہے۔

فقیر کا ٹھنڈا سانس

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواہش پوری نہ ہونے کے سبب فقیر کا ٹھنڈا سانس بھرنا غنی کی ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔

امیر اور فقیر کی عبادت کا فرق

امام الاولیاء سید الزاہدین سید ابو نصر بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر کی عبادت ایسی ہے جیسے خوبصورت عورت کے گلے میں موتیوں کا ہار۔ اور مالدار کی عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے کوڑے پر ہرا درخت۔

ولایت میں دولت کتنا مضر ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے دس ہزار درہم پیش کئے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا تو یہ چاہتا ہے کہ دس ہزار درہم دے کر فقراء کے دفتر سے ان کا نام خارج کر دے میں ان کو ہر گز نہ لوں گا۔

آدمی اور بادشاہ کون ہیں

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہیں؟ فرمایا علماء۔ کہا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا زاہد۔ کہا کمینے اور نکمے کون ہیں؟ فرمایا وہ جو اپنے دین کے ذریعہ سے کھائیں (دین فروشی کریں یا تقدس جتائیں)

ولایت کی خبر ہوتی تو تلواروں سے لڑ مرتے

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا والوں نے دنیا میں راحت ڈھونڈی اور انہیں راحت نہ ملی۔ اگر انہیں اس سلطنت و حکومت کی خبر ہو جاتی جو ہمارے قبضہ میں ہے تو اس کے لئے تلواروں سے لڑ مرتے

سب سے عقلمند کون؟

علماء کی ایک جماعت جس میں امام شافعی بھی ہیں فرماتے ہیں۔ اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ سو درہم اسے دیئے جائیں جو سب سے زیادہ عقلمند ہوں تو وہ درہم زاہدوں کو دینے چاہئیں۔

اولیاء بھی جنت سے پناہ مانگنے لگیں

قطب الاخوان حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں

کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت میں انہیں اپنے دیدار سے روک دے تو وہ جنت سے ایسی پناہ مانگیں جیسے دوزخی آگ سے پناہ مانگیں گے۔

ولایت کس طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہے

شیخ کبیر عارف باللہ ابو سعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کا کفیل و متولی بننا چاہتا ہے تو اس پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ ذکر سے لذت پانے لگتا ہے تو پھر اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے یہاں تک کہ پھر اسے مجلس انس کی طرف اٹھا کر توحید کی کرسی پر بٹھا دیتا ہے پھر اپنے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتا ہے اور وحدانیت میں جاگزیں فرما کر جلال و عظمت کے حجاب اس کے لئے برطرف کر دیتا ہے جب اسکی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے تو وہ متحیر و فانی ہو کر حق سبحانہ و تعالیٰ کی حفاظت میں آکر خواہشات نفس سے پاک ہو جاتا ہے۔

دنیا سے کنارہ کشی کی حکایت

شیخ عارف جلیل و معظم ابو عبدالرحمن حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں مروی ہے کہ وہ شہر رے میں تشریف لائے تین سو بیس آدمی حج کے ارادہ سے ان کے ساتھ تھے۔ وہ سب کے سب صوفیائے کرام کا سا لباس پہنے ہوئے تھے' نہ ان کے پاس توشہ دان تھا نہ کھانے کا کچھ سامان تھا' رے میں ایک بڑا تاجر تھا مگر فقراء و مساکین کا عاشق و شیدا تھا ان سب کو اس نے مہمان رکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس تاجر نے حضرت حاتم اصم سے عرض کیا کہ یہاں ایک عالم فقیہ بیمار ہے میں اس کی عیادت کے لئے جاتا ہوں اگر آپ کا ارادہ ہو تو آپ بھی چلیے۔ انہوں نے کہا میں بھی ضرور چلوں گا۔

مریض کی عیادت ثواب کی موجب ہے' نیز عالم کی زیارت عبادت کا باعث ہے جس عالم کی عیادت کو وہ تاجر جا رہا تھا وہ محمد بن مقاتل رے کے قاضی تھے غرضیکہ سب جمع ہو کر ان کے مکان پر آئے دیکھا تو ایک بڑا عالی شان دروازہ ہے۔ حاتم اصم دیکھ کر حیران رہ گئے اور دل میں کہنے لگے خدایا عالم اور یہ چمک دمک؟ پھر اندر جانے کی اجازت ہوئی تو دیکھا کہ بڑا لمبا چوڑا مکان ہے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ حاتم اصم دیکھ کر اور بھی حیران اور فکر مند ہوئے پھر جہاں قاضی صاحب تھے وہاں گئے۔ دیکھا تو بڑے نازک اور نرم فرش پر قاضی

صاحب لیٹے ہوئے ہیں۔ سرہانے ایک غلام مور چھل لئے کھڑا ہے۔ وہ تاجر جاتے ہی بیٹھ گیا اور حاتم اصم کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ قاضی ابن مقاتل نے اشارہ سے انہیں بھی بیٹھنے کو کہا۔ مگر یہ نہ بیٹھے قاضی نے کہا شاید آپ کو کچھ حاجت ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! قاضی نے کہا فرمایئے کیا حاجت ہے؟ کہا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ کہا پوچھئے حاتم اصم بولے کہ اول آپ سیدھے بیٹھ جایئے۔ قاضی مؤدب بیٹھ گیا۔ حاتم اصم نے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟ کہا میں نے بڑے بڑے ثقات (معتبر حضرات) سے حاصل کیا۔ کہا نام بتایئے؟ قاضی صاحب نے نام بتائے کہا ثقات سے کہاں سے حاصل کیا؟ قاضی نے کہا اصحاب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے پوچھا کہ اصحاب رسول کس سے مستفیض ہوئے؟ کہا رسول اللہ ﷺ سے، کہا رسول اللہ ﷺ نے کس سے حاصل کیا؟ کہا جبریل سے۔ کہا جبریل نے کس سے حاصل کیا؟ کہا اللہ تعالی سے۔ پھر فرمایا کہ جو علم جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو اور اصحاب نے ثقات کو اور ثقات نے آپ تک پہنچایا آیا اس علم میں آپ نے یہ بھی کہیں پڑھا ہے کہ جو امیر ہو اور اس کے گھر میں ثروت اور دنیا کا بہت سامان ہو، وسیع مکان ہو وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہے؟ کہا یہ تو نہیں پڑھا، کہا پھر کیا پڑھا ہے؟ کہا میں نے تو اپنے شیوخ سے یہ سنا ہے کہ جو دنیا میں دنیا سے بے تعلق ہو کر رہے اور آخرت کا حریص ہو اور اپنی آخرت کے لئے توشہ تیار کرے اور مساکین کو دوست رکھے اس کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ آپ نے کس کا اقتداء کیا ہے نبی ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کا یا فرعون وہامان کا۔ بد عمل عالمو! جاہل لوگ جو دنیا میں منہمک ہیں تمہیں جیسوں کو دیکھ کر گمراہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عالم بھی ایسے ہیں تو ہمارا کیا قصور۔ پھر حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ یہ کہہ کر وہاں سے چلدئے اور قاضی ابن مقاتل یہ باتیں سن کر اور زیادہ مریض ہو گیا۔ (سبحان اللہ سلف صالحین تو تھے ہی مگر اس وقت کے امراء اور خلفاء بھی ہمارے زمانہ کے صلحاء اور زاہدوں سے کم نہ تھے)

اولیاء کو وہبی علم ہوتا ہے

حضرت شیبان راعی اور امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ کی ایک حکایت مشہور ہے کہ امام احمد بن حنبل امام شافعی کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے کہ شیبان راعی تشریف لائے

امام احمد نے امام شافعی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان کو ان کی بے علمی پر آگاہ کروں تاکہ یہ بھی تحصیل علم میں مشغول ہوں۔ امام شافعی نے منع فرمایا مگر انہوں نے نہ مانا اور شیبان سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص پانچوں نمازوں میں سے ایک نماز بھول جائے اور یہ یاد نہ رہے کہ کونسی نماز بھولا ہے تو وہ کیا کرے؟ شیبان نے کہا احمد! ایسا قلب اللہ سے غافل ہے واجب ہے کہ یہ شخص اپنے قلب کو سزا دے تاکہ پھر اپنے مولا سے غافل نہ ہو اور اسے چاہئے کہ پانچوں نمازیں لوٹائے۔ یہ سن کر امام احمد پر غشی چھا گئی۔ جب ہوش میں آئے تو امام شافعی نے فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ انہیں مت چھیڑو۔ اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ زکوۃ کس مقدار پر واجب ہو جاتی ہے تو شیبان راعی بولے کہ تمہارے مذہب میں تو اونٹوں میں اس مقدار پر' اور گائے بھینس میں اس مقدار پر' اور بھیڑ بکریوں میں اس مقدار پر' اور سونے میں اس مقدار پر' اور چاندی میں اس مقدار پر' اور کھیتی اور پھل دار درختوں میں اس مقدار پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے اور میرے مذہب میں تو سب زکوۃ ہی کے لئے ہے۔

روایت ہے کہ جامع مسجد منصور میں شیخ کبیر ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ رہتا تھا اور ان کے قریب ہی ایک بڑے فقیہ کا حلقہ تھا انہیں ابو عمران کہتے تھے ایک روز ان کے شاگردوں نے شبلی رحمہ اللہ سے حیض کا ایک مسئلہ اس ارادے سے پوچھا کہ انہیں جواب نہ آئے گا تو شرمندہ ہوں گے۔ شبلی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں جس قدر اقوال و اختلاف تھے سب کے سب نہایت وضاحت سے بیان فرمادئے۔ ابو عمران نے جو سنا تو وہ حیران ہو گئے۔ اور حضرت شبلی رحمہ اللہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا اے ابوبکر آپ کو تو اس مسئلہ میں دس قول پہنچے ہیں اور میں نے ان میں سے صرف تین ہی سنے تھے۔

تصوف کیسے حاصل ہوتا ہے

روایت ہے کہ ابوالقاسم حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ علوم کہاں سے حاصل کئے فرمایا تیس برس حق تعالیٰ کے سامنے اس درجہ میں رہا ہوں (اپنے گھر کے ایک درجہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ علوم عطا فرمائے ہیں۔ اور فرمایا اگر میں یہ جانتا کہ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اس علم سے ---- جس میں ہم اور ہمارے اصحاب گفتگو کرتے ہیں ---- کوئی اور علم بھی افضل ہے تو میں اس کے حاصل

کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرتا اور کوشش میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کرتا اور فرمایا ہم نے تصوف باتیں بنانے سے حاصل نہیں کیا بلکہ بھوک' ترک دنیا اور لذائذ اور دنیا کی نعمتیں چھوڑنے سے اور ذکر الٰہی کی کثرت اور ادائے فرض و واجبات و اتباع سنت اور تمام اوامر کے بجالانے سے اور تمام منہیات کے چھوڑنے سے حاصل کیا ہے۔

مروی ہے کہ ایک زمانہ میں صوفیاء کے اقوال بعض کم فہم لوگوں نے خلیفہ وقت سے ایسے طریقہ سے گوش گذار کئے کہ وہ اپنی کم فہمی کے سبب ان اقوال کو بددینی اور الحاد کی باتیں سمجھ گیا اور تمام صوفیاء کے قتل کا حکم دیدیا ان میں حضرت جنید بغدادی اور شیخ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ بھی تھے سب سے پہلے شیخ ابوالحسن نوری جلاد کی طرف بڑھے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم سب سے پہلے کیوں بڑھے؟ کہا میں چاہتا ہوں کہ میرے دوست ایک گھڑی اور زندہ رہیں۔ جلاد یہ سن کر حیران ہوا کہ انہیں بددین کس نے کہہ دیا۔

آخر الامر یہ خبر خلیفہ تک پہنچی' خلیفہ اور حاضرین نے بہت تعجب کیا۔ اس وقت مجلس میں قاضی موجود تھا' اس نے اجازت چاہی کہ میں جاکر ان لوگوں سے مسائل میں کچھ بحث کرتا ہوں اس سے ان کا حال ظاہر ہو جائے گا۔ خلیفہ نے اجازت دی۔ قاضی ان کی خدمت میں آیا اور سب سے خطاب کرکے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے پاس آجائے میں اس سے بحث کروں گا۔ یہ سنکر ابوالحسن نوری رحمہ اللہ قاضی کے پاس آئے۔ قاضی نے ان سے چند مسائل فقہیہ پر سوالات کئے اور ان کا جواب چاہا۔ شیخ نے اول دائیں طرف التفات کیا پھر بائیں طرف' پھر تھوڑی دیر سر جھکایا اور تمام مسائل کا جواب دے دیا۔ اس کے بعد کہا کہ خدا کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور جب بولتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ بولتے ہیں۔ اس کے بعد ایک ایسی لمبی تقریر کی کہ قاضی رو پڑا۔ پھر قاضی نے پوچھا کہ آپ نے ادھر ادھر کیوں التفات فرمایا تھا' فرمایا جو مسائل تم نے مجھ سے دریافت کیے تھے' ان کا جواب مجھے معلوم نہ تھا۔ تو میں نے دائیں ساتھی سے پوچھا اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر بائیں جانب والے سے پوچھا اس نے کہا مجھے بھی خبر نہیں پھر میں نے اپنے قلب سے سوال کیا تو قلب نے اللہ رب العزت سے حاصل کرکے بیان کیا پھر میں نے تمھیں جواب دیا۔ قاضی یہ باتیں سنکر بہت ہی متحیر ہوا اور خلیفہ سے کہلا بھیجا کہ اگر ایسے ہی لوگ بددین اور زندیق ہیں تو روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان نہیں۔

معجزہ اور کرامت میں ایک فرق

جو شے معجزہ ہو سکتی ہے وہ کرامت بھی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس معجزہ سے کفار کا معارضہ اور مقابلہ نہ کیا گیا ہو اب یہ اعتراض واقع نہ ہو گا کہ قرآن شریف بھی کسی ولی کی کرامت ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن سے معارضہ کیا گیا ہے

اور ایک شے کے معجزہ اور کرامت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معجزہ اور کرامت دونوں الگ الگ نہ رہیں کیونکہ معجزہ میں ضروری بات یہ ہے کہ نبی اسے ظاہر کرے اور کرامت میں ضروری یہ ہے کہ ولی اسے چھپائے۔ لیکن ضرورت کے وقت یا اللہ تعالی کی طرف سے اجازت کے بعد یا غلبہ حال میں یا مریدین کے عقیدے کی تقویت کے لئے ولی کو اظہار کرامت جائز ہے۔

چنانچہ بعض اولیاء سے مروی ہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف پیالہ بلند کر کے شہد بھر کر ایک مرید کے منہ میں بھر دیا۔

کرامات کے دلائل

قرآن پاک سے ثبوت

قرآن پاک میں حق تعالی نے مریم علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا

کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یا مریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب

یعنی جب کبھی زکریا علیہ السلام محراب میں آتے تو مریم کے پاس رزق پاتے تو پوچھتے اے مریم یہ کہاں سے آیا تو مریم کہتیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے

اور حضرت مریم ہی کے قصہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے

وھذی الیک بجذع النخلہ تساقط علیک رطبا جنیا

اے مریم تو کھجور کی شاخ کو ہلا یہ تجھ پر تر و تازہ میوے گرائے گی۔

تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس وقت کھجوروں میں تر و تازہ پھل آنے کا موسم نہ تھا۔

منجملہ ان آیات کے سورہ کہف کی آیات ہیں جن میں حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ مذکورہ ہے کہ حضرت خضر کے ہاتھوں موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے اور علاوہ اس کے ذوالقرنین کا قصہ ہے جو سورہ کہف کے آخر میں مذکور ہے۔
اور منجملہ اس کے حضرت آصف بن برخیا کا قصہ ہے کہ انہوں نے پلک جھپکتے میں بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا اور یہ سب انبیاء نہ تھے اس لئے یہ قصے معجزات نہیں بلکہ کرامات ہیں۔

احادیث سے ثبوت

بخاری اور مسلم میں جریج راہب کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیر خوار بچے سے انہوں نے دریافت کیا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے وہ بول اٹھا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔
اور حدیث میں غار والوں کا قصہ آیا ہے کہ غار کے منہ پر پتھر کی چٹان آگئی تھی۔ جب انہوں نے نیک اور خالص عمل یاد کئے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ سے دعا کی تو وہ چٹان الگ ہو گئی اور وہ اس سے نجات پا گئے۔
اور حدیث صحیح متفق علیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مہمان کا قصہ مذکور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کھانے میں سے جو لقمہ ہم اٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا تھا۔ حتی کہ سب نے کھالیا اور سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے انہوں نے کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بھی خبر نہیں کیا ماجرا ہے۔ مگر اتنا جانتی ہوں کہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقام (نہاوند) پر لشکر بھیجا۔ لشکر کے سردار ساریہ نامی ایک شخص تھے جب یہ لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھوہ میں کچھ لوگ چھپا دیئے تاکہ وہ عین موقع پر کام آئیں۔ جب میدان کارزار گرم ہوا اور قریب تھا کہ ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھوکا کھا جائیں اور مغلوب ہوں اتنے میں آواز آئی یا ساریہ الجبل' یا ساریہ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار رہ اور وہ یہ آواز سن کر ہوشیار ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آواز اس وقت دی تھی جب آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ پڑھتے پڑھتے آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے یہ آواز جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر تھی پہنچا دی۔ اس قصے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی دو کرامتیں ثابت ہوئیں' ایک تو لشکر کا حال انہیں اتنی دور سے معلوم ہو جانا۔ دوسرے آپ کی آواز کا اتنی دور تک پہنچنا

اور منجملہ ان احادیث کے وہ صحیح حدیث ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ انہوں نے ابو سعد کے بارہ میں بددعا کی تھی تو وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے تو سعد کی بددعا لگ گئی۔

حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ بنت حارث بن نوفل جو راویہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے ہیں حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں کہیں انگور نہ تھے یہ وہ رزق تھا جو حق تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔

اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں وارد ہے کہ ایک رات یہ دونوں حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور رات بہت تاریک تھی۔ جب خدمت سراپا برکت سے رخصت ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ قدرت باری تعالیٰ سے ان کے آگے آگے دو روشن چیزیں چراغ کی مثل جا رہی ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ان میں سے ایک چراغ ایک کے ساتھ اور دوسرا دوسرے کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو وہ روشن چیزیں نظروں سے غائب ہو گئیں۔

صحابہ کی بہ نسبت اولیاء سے کرامات زیادہ کیوں ظاہر ہوئیں؟ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس قدر کرامات منقول نہیں جتنی کہ اولیاء کرام سے منقول ہیں تو امام صاحب نے جواب دیا کہ صحابہ کے ایمان قوی تھے انہیں اس کی ضرورت نہ تھی کہ کرامات سے انہیں تقویت دی جاتی' بخلاف اوروں کے کہ جیسے کوتاہ بین سمجھتے ہیں ان کے ایمان میں اس قدر قوت نہیں اس لئے انہیں ضرورت ہے کہ اظہار کرامات سے یقین اور ایمان کو قوت دی جائے۔

شیخ امام عارف باللہ محقق شیخ الطریقت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات اور خوارق تو بندہ پر اس لئے کھولے جاتے ہیں کہ اس کا ضعیف یقین قوت پذیر ہو جائے اور جن لوگوں سے کرامات صادر ہوئی ہیں ان سے اوپر ایک اور پاک گروہ ہے جن کے

قلوب سے حجاب اٹھائے گئے ہیں اور ان کے قلوب روح یقین سے زندہ ہیں اب انہیں خوارق و کرامات کی کچھ حاجت نہیں اور نہ آیات قدرت کی ضرورت ہے اسی لئے یہ کرامات صحابہ کرام سے بہت کم منقول ہیں اور متاخرین مشائخ سے بہت زیادہ منقول ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے قلوب منور تھے آخرت کا انہوں نے معاینہ کرلیا تھا دنیا سے بے رغبت ہو گئے تھے ان کے نفوس پاک ہو گئے تھے ان کے امور عادیہ عبادت بن گئے تھے ان کے قلوب کے آئینہ صاف ہو گئے تھے ان کے نفوس پاک ہو گئے تھے یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی صحبت سے نور حاصل کرتے تھے' نزول وحی کا مشاہدہ کرتے تھے' فرشتوں کی آمد و رفت ان کے سامنے ہوتی تھی اس لئے وہ کرامات اور خوارق اور آیات قدرت سے مستغنی تھے۔ پس جو یقین اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے وہ تمام حکمت میں ایسی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے کہ دوسروں کو وہ آیات قدرت سے نظر آتا ہے' اور وہ لوگ آیات قدرت کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں کیونکہ وہ محجوب ہیں اور ان کا یقین ان ہی آیات سے قوت پاتا ہے اور یہ لوگ کھلی آنکھوں ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں' اس لئے انہیں کچھ تعجب اور حیرت نہیں ہوتی۔

احقر امداد اللہ عرض کرتا ہے کرامات معجزات نبوی کا تتمہ ہوتی ہیں جن کے اظہار سے ایک مقصود لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا اظہار کرنا ہے چونکہ صحابہ کرام کے زمانہ میں آپ ﷺ نے ہزاروں معجزات دکھلائے تھے اور وہ زبان زد عام ہو گئے تھے اس لئے صحابہ کرام سے کثرت سے کرامات کے اظہار کی ضرورت نہ تھی لیکن بعد میں تابعین کے دور سے اب تک اللہ نے ایسے ایسے اولیاء بھی پیدا کئے جن کے ہاتھوں بے شمار کرامات ظاہر کرائیں جن سے عوام الناس کے ایمان مضبوط ہوئے اور کافروں کو ایمان نصیب ہوا۔

کرامات کی اقسام

اور فرمایا اولیاء اللہ سے طرح طرح کی کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لئے کھینچ دی جاتی ہیں۔ شے کی شکل بدل جاتی ہے مثلاً مٹی کا سونا ہو جانا وغیرہ' جو باتیں دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں وہ ان پر کھل جاتی ہیں۔ بعض واقعات ہونے سے پہلے انہیں معلوم ہو جاتے ہیں اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا ثمرہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع زیادہ کرتا ہے اسے قرب و عبودیت زیادہ ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ

فاتبعونی یحببکم اللّٰہ یعنی اے محمد ﷺ تم کہدو اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ خود تمہیں چاہنے لگے گا۔

ولی کی کرامت حضورؐ کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے

اور فرمایا اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہیں کیونکہ یہ کرامتیں انہیں رسول کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں' اس لئے ولی کی کرامات اس کے رسول کے حق ہونے پر دلالت کرتی ہیں' ہر پیغمبر کے بعد ان کے ایسے پیروکار ہوئے ہیں کہ ان سے کرامات اور خلاف عادت کام ظاہر ہوئے ہیں' شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

کرامات معجزات کا تتمہ ہیں

استاذ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزات میں سے شمار کی جاتی ہے۔ اور فرمایا کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں کبھی تو اس طرح ہوتی ہے کہ اس کی دعا مقبول ہو جاتی ہے' اور کبھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر ظاہری سبب کے فاقہ میں کھانا ظاہر ہو جاتا ہے' اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیاس میں پانی مل جاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت سی مسافت طے ہو جاتی ہے اور کبھی کسی دشمن سے نجات دے دیتے ہیں' اور کبھی غیب سے آواز سنتے ہیں اور اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہیں سرزد ہو جاتے ہیں۔ اھ

کرامت اور جادو میں فرق

میں کہتا ہوں اگر کوئی پوچھے کہ کرامات اور سحر میں کیا فرق ہے۔ ہمیں تو بظاہر کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ محققین عارفین نے فرمایا ہے کہ کرامت اور سحر میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو سحر تو فاسق' فاجر' بددین اور کفار اور جو احکام شریعت اور اتباع سنت سے روگردانی کرنے والے ہیں سب کوئی کر سکتے ہیں۔ اور کرامت کا ظہور اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہوتا ہے اور اولیاء کی شان یہ ہے کہ وہ احکام اور آداب شرعیہ میں بڑے درجے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں

معجزہ اور کرامت میں فرق

خلاف عادت ہونے کے اعتبار سے تو معجزہ اور کرامت میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے علاوہ کئی وجہ سے فرق ہے

(۱) جو کام خلاف عادت کسی نبی سے ثابت ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور جو کسی نبی کے پیرو کار سے ظاہر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں تاکہ دونوں میں فرق ظاہر ہو جائے

(۲) نبی اپنے معجزہ نہیں چھپاتا بلکہ اظہار کرتا اور اس کے مقابلہ کا دشمنوں کو چیلنج کرتا اور کہتا ہے کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو اس جیسا کام کر کے میرا مقابلہ کر کے دیکھ لو لیکن ولی اپنی کرامت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے اس کے متعلق دعوی نہیں کرتا اگر اللہ تعالی اپنے بندوں پر اس کی کرامت کا اظہار کر دے تو یہ صاحب کرامت کی تکریم کے لئے ہوتا ہے یا وہ جس کا حال کا دعوی کر رہا ہوتا ہے اس کی تصدیق مقصود ہوتی ہے

(۳) نبی اپنے عہدہ پر فائز رہتا ہے، کفر اور معصیت سے محفوظ رہتا ہے لیکن صاحب کرامت بزرگ کی حالت ظہور کے بعد بدل سکتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا بلعم بن باعور صاحب کرامت بزرگ تھا پھر اس کی بزرگی حضرت موسی علیہ السلام کے حق میں بد دعا کرنے کی وجہ سے چھین لی گئی (امداد اللہ انور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرامات اولیاء

اللہ کفن دفن کا انتظام خود کرے گا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ ملک شام گیا وہاں ایک سبز و شاداب باغ پر میرا گذر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ سیب کے درخت کے نیچے ایک جوان نماز پڑھ رہا ہے میں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوسری مرتبہ میں نے سلام کیا تو اس نے اپنی نماز کو ختم کر کے زمین پر انگلی سے یہ شعر لکھے

منع اللسان من الکلام لانه   کهف البلاء وجالب الآفات

فاذا نطقت تکن لربك ذاكرا   لاتنسه واحمده فی الحالات

یعنی زبان بولنے سے اس لئے روکی گئی ہے کہ وہ طرح طرح کی آزمائشوں کا غار ہے اور آفات کو کھینچنے والی ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ جب بولو اللہ ہی کا ذکر کرو اسے کسی وقت بھی نہ بھولو اور ہر حالت میں اس کی حمد کرتے رہو۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر بہت دیر تک روتا رہا پھر میں نے بھی جواب میں زمین پر انگلی سے یہ شعر لکھ دیئے ؎

وما من كاتب الا سيبلى   ويبقى الدهر ما كتبت يداه

فلا تكتب بكفك غير شیء   يضرك فی القيامة ان تراه

یعنی ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں خاک ہو جائے گا اور اس کا نوشتہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس لیے تمہیں لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایسی شے کے سوا کہ جس کے دیکھنے سے قیامت میں خوشی و مسرت ہو کچھ نہ لکھو ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ اس جوان نے یہ دیکھ کر ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی میں نے

چاہا کہ اُسے غسل دیکر دفن کر دوں، کہ یکایک آواز آئی کہ کوئی پکار کر کہہ رہا ہے۔ ذوالنون اسے چھوڑ دے حق تعالیٰ نے اس سے وعدہ فرمالیا ہے کہ اس کی تجہیز وتکفین فرشتے کریں گے۔ ذوالنون کہتے ہیں میں یہ سن کر الگ ہو گیا اور درخت کے نیچے جا کر نماز پڑھنے لگا۔ چند رکعتیں پڑھ کر جو میں گیا تو وہاں اس کا نشان تک نہ پایا اور نہ اس کی کچھ خبر ملی۔ رضی اللہ عنہ وعنا۔

اسی حوروں کو بھی نہ دیکھا

ایک عارفؒ نے فرمایا ہے کہ مجھے چالیس حوریں دکھائی گئیں۔ میں نے انہیں دیکھا کہ ہوا میں اڑ رہی ہیں اور چاندی سونے کے کام کے لباس سے آراستہ ہیں میں نے انہیں نظر بھر کر دیکھا تو چالیس روز تک عتاب میں رہا۔ پھر ان کے بعد اسی حوریں جو حسن و جمال میں ان سے بھی زیادہ تھیں دکھائی دیں، آواز آئی کہ انہیں دیکھ میں یہ سنکر فوراً سجدہ میں گر پڑا اور گرتے ہی اپنی آنکھیں خوب زور سے بھینچ لیں اور عرض کیا اعوذ بک مما سواک لاحاجۃ لی بھذا اے اللہ میں آپ کے سواسے پناہ مانگتا ہوں مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں اسی طرح برابر عجز و زاری کرتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے ہٹا دیا۔

اولیاء کے لئے اللہ تعالیٰ عبادت کے کیسے انتظام کرتے ہیں

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری پنڈلی میں درد ہو گیا تھا اس کی وجہ سے نماز میں بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک رات جو نماز کے لئے اٹھا تو اس میں سخت درد ہوا اور بمشکل نماز پوری کر کے چادر سرہانے رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسینہ جمیلہ لڑکی جو سراپا حسن کی پتلی تھی چند خوبصورت بنی ٹھنی لڑکیوں کے ہمراہ ناز و انداز کے ساتھ میرے پاس آکر بیٹھ گئی دوسری لڑکیاں جو اس کے ہمراہ تھیں اس کے پیچھے بیٹھ گئیں ان میں سے ایک سے اس نے کہا اس شخص کو اٹھاؤ مگر دیکھو بیدار نہ ہونے پائے وہ سب کی سب میری طرف متوجہ ہوئیں اور سب نے مل کر اٹھایا میں یہ سب کیفیت خواب میں دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنی خواصوں سے کہا کہ اس کے لئے نرم نرم بچھونے بچھاؤ اور اپنے اپنے موقع سے تکیے رکھ دو انہوں نے فوراً سات بچھونے اوپر نیچے بچھائے کہ میں نے عمر بھر کبھی ایسے بچھونے نہ دیکھے تھے پھر اس پر نہایت خوبصورت سبز رنگ کے تکیے نصب کئے پھر حکم کیا کہ اسے اس فرش پر لٹا دو مگر دیکھو یہ جاگنے نہ پائے مجھے

انہوں نے اس بچھونے پر لٹادیا اور میں انہیں دیکھتا تھا اور سب باتیں سنتا تھا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے چاروں طرف پھول پھلواری رکھ دو انہوں نے سنتے ہی طرح طرح کے پھول رکھ دیئے پھر وہ میرے پاس آئی اور اپنا ہاتھ میرے اسی درد کی جگہ رکھا اور ہاتھ سے سہلایا پھر کہا کھڑا ہو نماز پڑھ حق تعالی نے تجھے شفادی اس کا یہ کہنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے آپ کو بھلا چنگا پایا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا' وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی بیمار نہ ہوا اور میرے دل میں اب تک اس کے اس کہنے کی کہ "اٹھ کھڑا ہو نماز پڑھ حق تعالی نے تجھے شفادی" لذت و حلاوت موجود ہے۔

برابر ساٹھ برس تک اللہ کی محبت میں روتے رہے

شیخ مظہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالی کے شوق میں برابر ساٹھ برس تک روتے رہے ایک شب خواب میں دیکھتے ہیں کہ گویا میں نہر کے کنارے ہوں اور اس میں مشک خالص بہہ رہا ہے اس کے کنارے پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے کھڑے لہلہا رہے ہیں اتنے میں چند لڑکیاں بنی ٹھنی حسن و جمال میں یکتا آئیں اور پکار پکار کر یہ الفاظ گانے لگیں

سبحان المسبح بکل لسان' سبحانہ سبحان الموجود بکل مکان' سبحانہ سبحان الدائم فی کل الازمان سبحانہ

(یعنی پاک ذات ہے وہ ذات جس کی ہر زبان پاکی بیان کرتی ہے وہ پاک ہے۔ پاک ذات ہے وہ جو ہر مکان میں موجود ہے۔ پاک ذات ہے وہ جو ہر زمانے میں پاک ذات ہے)

میں نے پوچھا تم کون ہو اور کیا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا

ہمیں لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے اس قوم کے لئے پیدا کیا ہے۔

جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں

اور اپنے معبود رب العالمین سے مناجات کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالی کے ذوق و شوق میں ان کی یہ حالت ہے کہ شب کو ان کے افکار برابر چلتے رہتے ہیں اور لوگ پڑے سوتے ہیں۔

رات کی عبادت کی خوبصورت شکلیں

شیخ ابوبکر ضریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک خوبصورت غلام تھا دن کو روزہ رکھتا تھا رات بھر قیام کرتا تھا۔ وہ ایک دن میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ آج میں سو گیا تھا کہ معمولی اوراد بھی ترک ہو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا سامنے سے محراب پھٹ گئی ہے اور اس سے چند حسین لڑکیاں نکلی ہیں ان میں سے ایک لڑکی نہایت ہی بدصورت تھی میں نے عمر بھر ایسی کبھی نہ دیکھی تھی' میں نے پوچھا کہ تم سب کس کے لئے ہو اور یہ بدصورت کس کے لئے ہے؟ انہوں نے کہا ہم سب تیری گذشتہ راتیں ہیں اور بری صورت والی تیری یہ رات ہے جس میں تو سو رہا ہے۔ اگر تو اسی رات میں مر گیا تو یہی تیرے حصے میں آئے گی۔

یہ خواب بیان کر کے اس جوان نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہو گیا۔

پانچ صدیوں سے حور کی پرورش

شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات سو گیا تھا اور معمول کے وظائف بھی رہ گئے تھے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت حسین حور ہے جو کہہ رہی ہے کہ ابوسلیمان تم تو مزے سے پڑے سو رہے ہو اور میں تمہارے لئے پانچ سو برس سے پرورش کی جا رہی ہوں۔

خدا کے نام جان و مال بیچنے والے کا عجیب انعام

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے جہاد کی تیاری کی میں نے اپنے ساتھ والے رفیقوں سے کہا کہ جہاد کے فضائل میں ہر ایک شخص دو دو آیتیں پڑھنے کے لئے تیار ہو جائے' تو ایک شخص نے یہ آیت پڑھی

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر خریدی کہ ان کے لئے جنت ہے)

یہ آیت سن کر ایک لڑکا جو چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھا اور اس کا باپ بہت سا مال چھوڑ کر مر گیا تھا کھڑا ہوا اور کہا اے عبدالواحد! کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال جنت کے بدلے خرید لی؟ شیخ نے فرمایا ہاں! بیشک اس نے خریدی' اس نے کہا تو میں گواہ کرتا ہوں کہ

میں نے اپنا مال اور جان جنت کے بدلے میں بیچ دی۔ میں نے کہا دیکھ خوب سوچ سمجھ لے تلوار کی دھار بڑی تیز ہوتی ہے اور تو بچہ ہے مجھے خوف ہے کہ شاید تجھ سے صبر نہ ہو سکے اور عاجز ہو جائے۔ اس نے جواب میں کہا یا شیخ میں اللہ سے معاملہ کروں اور پھر عاجز ہو جاؤں اس کے کیا معنی' میں خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال اور جان فروخت کر دی۔ شیخ نے کہا کہ میں اتنی بات کہہ کر بہت ہی پشیمان اور نادم ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ دیکھو اس بچہ کی کیسی عقل ہے اور ہم کو باوجود بڑے ہونے کے عقل نہیں۔ مختصر یہ کہ اس لڑکے نے اپنے گھوڑے اور ہتھیار اور کچھ ضروری خرچ کے سوا کل مال صدقہ کر دیا۔ جب چلنے کا دن ہوا تو وہ سب سے پہلے ہمارے پاس آیا اور کہا یا شیخ السلام علیکم۔ شیخ کہتے ہیں میں نے سلام کا جواب دے کر کہا خوش رہو! تمہاری بیع نفع مند ہوئی پھر ہم جہاد کے لئے چلے' اس لڑکے کی یہ حالت تھی کہ رستہ میں دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا اور ہماری اور ہمارے جانوروں کی خدمت کرتا جب ہم سوتے تھے تو ہمارے جانوروں کی حفاظت کرتا تھا۔ جب ہم روم کے شہر کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ جوان چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ اے عینا مرضیہ تو کہاں ہے؟ میرے رفیقوں نے کہا شاید یہ مجنون ہو گیا میں نے اسے بلا کر پوچھا کہ بھائی کسے پکار رہے ہو اور عینا مرضیہ کون ہے تو اس نے ساری کیفیت بیان کی کہ میں کچھ غنودگی کی سی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ عینا مرضیہ کے پاس چلو۔ میں اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ وہ مجھے ایک باغ میں لے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ نہر جاری ہے پانی نہایت صاف و شفاف ہے۔ نہر کے کنارے نہایت حسین حسین لڑکیاں ہیں کہ گراں بہا زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ یہ عینا مرضیہ کا خاوند ہے میں نے انہیں سلام کر کے پوچھا تم میں عینا مرضیہ کون سی ہے انہوں نے کہ ہم تو اس کی لونڈیاں باندیاں ہیں وہ تو آگے ہے میں آگے گیا تو ایک نہایت عمدہ باغ میں لذیذ و ذائقہ دار دودھ کی نہر بہتی دیکھی اور اس کے کنارے پر پہلی عورتوں سے زیادہ حسین عورتیں دیکھیں انہیں دیکھ کر تو میں مفتون ہو گیا وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہا یہ عینا مرضیہ کا خاوند ہے میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا وہ آگے ہے ہم تو اس کی خدمت کرنے والی ہیں تم آگے جاؤ' میں آگے گیا دیکھا تو ایک نہر خالص مزے دار شراب کی جاری ہے اور اس کے کنارے ایسی حسین و جمیل عورتیں بیٹھی ہیں

کہ انہوں نے پہلی سب عورتوں کو بھلا دیا۔ میں نے سلام کر کے ان سے پوچھا کہ عینا مرضیہ کیا تم میں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہم سب تو اس کی کنیزیں ہیں وہ آگے ہے تم آگے جاؤ۔ میں آگے گیا تو ایک چوتھی نہر خالص شہد کی بہتی دیکھی اور اس کے کنارے کی عورتوں نے پچھلی سب عورتوں کو بھلا دیا میں نے ان سے بھی سلام کر کے پوچھا کہ عینا مرضیہ کیا تم میں ہے؟ انہوں نے کہا اے ولی اللہ! ہم تو اس کی لونڈیاں باندیاں ہیں تم آگے جاؤ' میں آگے چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید موتی کا خیمہ ہے اور اسکے دروازے پر ایک حسین لڑکی کھڑی ہے اور وہ ایسے عمدہ عمدہ زیور و لباس سے آراستہ ہے کہ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا جب اس نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئی اور خیمہ میں پکار کر کہا اے عینا مرضیہ تمہارا خاوند آگیا۔ میں خیمہ کے اندر گیا تو دیکھا ایک جڑاؤ سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اس پر عینا مرضیہ جلوہ افروز ہے میں اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا اس نے دیکھتے ہی کہا مرحبا مرحبا اے ولی اللہ اب تمہارے یہاں آنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ میں دوڑا اور چاہا کہ گلے سے لگالوں۔ اس نے کہا ٹھہرو ابھی وقت نہیں آیا اور ابھی تمہاری روح میں دنیاوی حیات باقی ہے۔ آج رات انشاء اللہ تم یہیں روزہ افطار کرو گے۔ میں یہ خواب دیکھ کر جاگ اٹھا اور اب میری یہ حالت ہے کہ صبر نہیں ہوتا۔ شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں کہ ابھی یہ باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ دشمن کا ایک گروہ آیا اور اس لڑکے نے سبقت کر کے ان پر حملہ کیا اور نو کافروں کو مار کر شہید ہوا تو میں اس کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ خون میں لت پت ہے اور کھلکھلا کر خوب ہنس رہا ہے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اس کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

ایک چالیس سالہ عابد کا انعام

ایک صالح شخص نے اللہ کی چالیس سال عبادت کی ایک روز اس پر ناز کا مقام غالب ہوا تو اس کے غلبہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا خداوندا! آپ نے جو کچھ میرے لئے جنت میں تیار کیا ہے اور جس قدر حوریں میرے لئے مہیا فرمائی ہیں وہ ننھے دنیا میں دکھا دیجئے ابھی مناجات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ محراب پھٹی اور ایک ایسی حسین و جمیل حور نکلی کہ اگر وہ دنیا میں آجائے تو تمام دنیا مفتون و مجنون ہو جائے۔ عابد نے پوچھا نیک بخت تو کون ہے آدمی ہے یا پری؟ اس نے عربی کے چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ تو مولا سے جو چاہتا تھا وہ تجھے ملا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں تیری مونس بنوں اور تمام

رات تجھ سے باتیں کروں عابد نے پوچھا تو کس کے لئے ہے کہا آپ کے لئے کہا تجھ جیسی مجھے کتنی ملیں گی؟ کہا سو' اور ہر ایک حور کی سو خادمہ' اور ہر خادمہ کی سو باندیاں' اور ہر باندی پر سو انتظام کرنے والیاں۔ عابد یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور خوشی میں آ کر پوچھا کہ اے پیاری کیا کسی کو مجھ سے بھی زیادہ ملے گا حور نے کہا تم بیچارے تو کچھ بھی نہیں ہو اتنا تو ادنی ادنی کو جو صبح و شام استغفر اللہ العظیم پڑھ لیتے ہیں اور سوائے اس کے ان کا کچھ کام نہیں انہیں مل جائے گا۔

ایک نو مسلم کی حکایت

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بت کی پرستش کر رہا ہے ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے اس نے بت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا تیرا یہ معبود خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو ہم نے جواب دیا کہ ہم اس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی دار و گیر ہے اور زندوں اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں ہم نے کہا اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا اس نے ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے خدا نے انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے کہا رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا اللہ کی کتاب کہا مجھے دکھاؤ ہم اس کے پاس قرآن شریف لے گئے کہا میں تو جانتا نہیں تم پڑھ کر سناؤ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل و جان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اسے دین کے احکام اور چند سورتیں سکھائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا کہ بھائیو یہ معبود جس کا تم نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے ہم نے کہا وہ سونے سے پاک ہے وہ ہمیشہ زندہ و قائم ہے۔ اس نے کہا تم کیسے برے بندے ہو

کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اس نے کہا بھائیو مجھے بھی ساتھ لے چلو ہم نے قبول کر لیا چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے' میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہئے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دئے اور کہا کہ اسے اپنے خرچ میں لانا وہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ تم تو عجب آدمی ہو تم ہی نے تو مجھے راستہ بتلایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کر دے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ نو مسلم مر رہا ہے اس کی خبر لو یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے کہا کچھ نہیں۔ جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔ خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ ہے اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلف تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک نہایت حسین نو عمر عورت جلوہ افروز ہے کہتی ہے خدا کے لئے اس نو مسلم کو جلد بھیجو مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا۔ میں نے اسے غسل و کفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نو مسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے۔

والملائکہ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار

(اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہے تم پر پس کیا اچھا بدلہ ہے آخرت کا)

حور اور دنیا کی عورت کا مقابلہ

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ و جلال اور حشم و خدم کے ساتھ جاتے دیکھا آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے؟ اس نے کہا شیخ کیا کہتے ہو ذرا پھر کہو مالک نے کہا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں' اس نے کہا بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا کہا ہاں

تو کیا چیز ہے میں تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ۔ خادم لے آیا وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں یہ کہہ کر مالک بن دینار کو اپنے پاس بلایا دیکھتے ہی اس کے قلب پر ایسا رعب چھا گیا کہ پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے؟ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گٹھلیاں ہیں۔ یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیوں کر تجویز فرمائی؟ کہا اس میں بہت سے عیب ہیں عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو شیخ بولے سنو جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے جو منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے بو آنے لگتی ہے اور جو کنگھی چوٹی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں اور جب اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو بوڑھی ہو کر کسی کام کی بھی نہ رہے گی۔ حیض اسے آتا ہے پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے' ہر قسم کی کدورتیں اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ تو ظاہری عیب ہیں اب باطنی سنو خود غرض اتنی ہے کہ تم سے اگر محبت ہے تو غرض کے ساتھ ہے یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی دوستی نہیں۔ تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسے ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے جس کے لئے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے کافور' زعفران' مشک اور جوہر نور سے اس کی پیدائش ہے۔ اگر کسی کھاری پانی میں اس کا آب دہن گرا دیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے اور جو کسی مردے کو اپنا کلام سنا دے تو وہ بھی بول اٹھے اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اجالا ہو جائے اور اگر وہ پوشاک و زیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہاں معطر و مزین ہو جائے۔ مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے اپنے عہد کی پوری ہے دوستی کو نباہنے والی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں سے کونسی خریدنے کے

لائق ہے کہا کہ جس کی آپ نے مدح و ثنا کی ہے یہی خریدنے اور طلب کرنے کے مستحق ہے۔ شیخ نے فرمایا اس کی قیمت ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اس میں کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ پوچھا کہ جناب فرمائیے اس کی قیمت کیا ہے شیخ نے فرمایا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر میں ایک گھڑی کے لئے تمام کاموں سے فارغ ہو جاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو' اور اس کی قیمت یہ ہے کہ جب تمہارے سامنے کھانا چنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لئے دے دیا کرو' اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راہ میں اگر کوئی نجاست یا اینٹ ڈھیلا پڑا ہو اسے اٹھا کر راستہ سے پرے پھینک دیا کرو' اور اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگ دستی اور فقر و فاقہ اور بقدر ضرورت سامان پر اکتفاء کرنے میں گزار دو اور اس مکار دنیا سے اپنی فکر کو بالکل الگ کر دو اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت اپنا لو۔ پھر اس کا ثمرہ یہ ہو گا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اڑاؤ گے۔

اس شخص نے سن کر کہا اے کنیز سنتی ہے شیخ کیا فرماتے ہیں سچ ہے یا جھوٹ؟ کنیز نے کہا سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائیداد تجھے دی' اور غلاموں سے کہا کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کر دی' اور یہ گھر اور تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کیا' پھر دروازہ پر سے ایک بہت موٹے کپڑے کو کھینچ لیا اور تمام پوشاک فاخرہ اتار کر اسے پہن لیا' اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے اس نے بھی اپنا لباس سب پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئی۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور خیرباد کہہ کر رخصت ہوئے اور ادھر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور عبادت ہی میں جان دیدی۔ رحمہ اللہ علیہما۔

جنت کا محل خریدنے کی حکایت

جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بصرہ میں گذر ہوا پھرتے پھرتے ایک عالی شان محل پر پہنچے اندر گئے تو دیکھا کہ اس پر مستری اور مزدور لگے ہوئے ہیں اور ایک طرف ایک نہایت خوبصورت نوجوان ہم نے کبھی ایسا حسین شخص نہ دیکھا تھا اس محل کی تعمیر کا انتظام کر رہا ہے اور معماروں اور مزدوروں سے کہہ رہا ہے کہ فلاں فلاں کام اس طرح کرو۔ یہ دیکھ کر مجھ سے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا دیکھتے ہو

یہ جوان کیسا حسین ہے اور اس مکان کے بنانے پر کس قدر حریص ہے مجھے تو اس کی حالت پر رحم آتا ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ اس کیلئے اللہ تعالی سے دعا کروں کہ اسے مخلص و برگزیدہ بنادے۔ کیا عجب ہے کہ یہ نوجوان جنت کے جوانوں میں سے ہو جائے ہم اس گفتگو سے فارغ ہو کر اس جوان کے پاس گئے اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا مگر مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اس نے نہ پہچانا کچھ دیر بعد جب اس نے پہچانا تو تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا اور بہت آؤ بھگت کی اور عرض کیا حضرت کیسے تکلیف فرمائی۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس محل میں تمہارا کس قدر مال صرف کرنے کا ارادہ ہے۔ کہا ایک لاکھ درہم، مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب مال تم مجھے نہیں دے سکتے کہ میں اسے موقع پر خرچ کر دوں اور تمہارے لئے اس سے عمدہ محل کا ذمہ دار ہو جاؤں اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کا سامان، لونڈی، غلام، خادم سرخ یاقوت کے قبے خیمے سب ہوں گے اور محل کی مٹی زعفران اور مشک کی ہو گی اور تیرے اس محل سے پائیدار اور بہت وسیع ہو گا۔ ابدالاباد تک قائم رہے گا اور اس کو کسی معمار کا ہاتھ نہ لگا ہو گا صرف اللہ تعالی کے کن (ہو) فرمانے سے بنا ہو گا۔ اس جوان نے کہا آپ مجھے آج رات کی مہلت دیجئے اور کل صبح پھر تشریف لائیے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہت بہتر۔ جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مالک بن دینار کو تمام رات اس جوان کا خیال رہا جب صبح ہونے کے قریب ہوئی تو اللہ تعالی سے اس کے لئے خوب دعا فرمائی اور صبح ہی ہم دونوں پھر اس کے پاس پہنچے دیکھا کہ جوان محل کے دروازہ پر بیٹھا ہے۔ جب اس نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کل کا وعدہ بھی یاد ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں یاد ہے کیا تم ایسا کرو گے؟ کہا ہاں ضرور یہ کہکر اس نے مال کے توڑے منگائے اور ان کے سامنے رکھ دئے اور دوات قلم اور کاغذ منگایا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کاغذ پر اس مضمون کا اقرار نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر اس غرض سے ہے کہ مالک بن دینار فلاں بن فلاں کے لئے اللہ تعالی سے ایک ایسا محل . معاوضہ اس کے اس محل کے دلانے کا ضامن ہو گیا ہے اور اگر اس محل میں اس سے زیادتی ہو تو وہ اللہ تعالی کا فضل ہے اور . معاوضہ اس مال کے میں نے اس کے لئے ایک اور محل جنت میں اس کے محل سے زیادہ وسیع خرید کر لیا ہے اور وہ محل اللہ تعالی کے سائے اور قرب میں ہو گا

فقط یہ لکھ کر اس جوان کے حوالہ کیا اور وہ سب مال لے آئے اور دن بھر میں سب کا سب تقسیم کر دیا۔ شام کو مالک کے پاس رات کے گزارے کے سوا کچھ نہ تھا اس واقعہ کو

چالیس دن نہ گذرے تھے کہ ایک روز مالک صبح کی نماز سے فارغ ہو کر تشریف لے جا رہے تھے کہ یکایک محراب پر جو نظر پڑی دیکھا تو وہی کاغذ جو انہوں نے جوان کو لکھ کر دیا تھا رکھا ہوا ہے کھول کر دیکھا تو اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ لکھا ہوا ہے کہ

"یہ اللہ عزیز حکیم کی طرف سے مالک بن دینار کے لئے برات اور فارغ خطی ہے جس محل کی تم نے ہمارے اوپر ضمانت کی تھی وہ ہم نے اس جوان کو دے دیا۔ ستر حصے اور زیادہ دیا"۔ مالک یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور اسے لے کر اس جوان کے گھر گئے دیکھا تو اس کا دروازہ سیاہ ہے اور گھر سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ ہم نے جوان کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ کل مرگیا ہے۔ پھر ہم نے غسل دینے والے کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے اس جوان کو غسل دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے ہی دیا ہے' مالک نے پوچھا اچھا بیان کرو اس کی موت کس طرح ہوئی کہا اس نے مرنے سے پہلے مجھ سے یہ کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو تم غسل و کفن دینا اور ایک پرچہ دیا اور یہ کہا کہ اس پرچہ کو کفن میں رکھ دینا۔ میں نے اس پرچہ کو کفن میں رکھ دیا اور اسے دفن کر دیا۔ مالک نے وہ پرچہ جو محراب سے ملا تھا نکال کر دکھایا وہ دیکھ کر فوراً بول اٹھا کہ خدا کی قسم وہ یہی پرچہ تھا جو میں نے کفن کے اندر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد ایک جوان کھڑا ہوا اور مالک سے کہا میں آپ کو دو لاکھ درہم دیتا ہوں آپ میرے لئے بھی ایسے محل کے کفیل ہو جایئے فرمایا ہو گیا جو ہونا تھا وہ بات گئی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے بعد مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی اس جوان کو یاد کرتے تھے روتے تھے اور اس کے لئے دعا فرماتے تھے۔

توبہ ایسی ہونی چاہئے

محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی امیہ میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی سب سے زیادہ عیاش اور بے فکر تھا۔ رات دن کھانے پینے پہننے اور خوبصورت لونڈیوں کے ساتھ مشغول ہونے اور آرام طلبی اور تن پروری کے سوا کوئی کام دین و دنیا کا نہیں کرتا تھا اور حسن صورت بھی اللہ تعالیٰ نے اسے اس درجہ عطا فرمایا تھا کہ دیکھنے والا بے اختیار سبحان اللہ بول اٹھتا تھا۔ چہرہ ایسا روشن تھا جیسے چودھویں رات کا چاند غرض اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر طرح کی نعمت دنیاوی مرحمت فرمائی سال بھر میں تین لاکھ تین ہزار دینار (تقریباً ۱۸۱۸۰۰۰۰۰۰۔ ایک ارب اکیاسی کروڑ اسی لاکھ روپے) کی آمدنی تھی اور ان سب کو اپنے

عیش و عشرت میں اڑا دیتا تھا۔ اس نے ایک بہت بلند بالا خانہ اپنے رہنے کے لئے بنا رکھا تھا اور اس کے دونوں طرف دریچے تھے ایک طرف کے دریچے تو شارع عام کی طرف کھلتے تھے جس سے شام کو بیٹھ کر آنے جانے والوں کی سیر کرتا تھا اور دوسری طرف کے دریچے چمنستان میں تھے اس طرف بیٹھ کر چمنستان سے دل بہلاتا تھا اور اس بالاخانہ کے اندر ایک ہاتھی دانت کا قبہ چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا اور سونے سے ملمع کیا ہوا تھا اور اس میں ایک نہایت قیمتی تخت تھا اس پر وہ جلوہ افروز ہوتا اور بدن میں نہایت بیش بہا کپڑا اور سر پر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ ہوتا اور ادھر ادھر بھائی برادر اور یاران جلسہ کا جمگھٹا اور پیچھے غلام و خادم کھڑے رہتے اور قبہ سے باہر گانے والی عورتیں رہتیں۔ قبہ میں اور ان عورتوں میں ایک پردہ حائل تھا' جب چاہتا انہیں دیکھتا اور جب راگ کو دل چاہتا تو پردہ ہلا دیتا وہ گانا شروع کر دیتیں اور جب بند کرنا چاہتا تو پردہ کی طرف اشارہ کر دیتا وہ چپ ہو جاتیں تھیں۔ غرض اسی شغل میں اس کی رات گزرتی۔ رات کو یاران جلسہ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اور وہ جس کے ساتھ چاہتا تھا خلوت کرتا تھا اور صبح کو شطرنج اور نرد کھیلنے والوں کا اکھاڑہ جمتا کوئی اس کے سامنے بیماری یا موت یا کسی ایسی شے کا جس سے غم پیدا ہو ذکر نہ کرنے پاتا' حکایات اور عجیب و غریب باتیں جن سے ہنسی دل لگی ہو اس کے سامنے ہوتیں اور ہر روز نئی نئی پوشاکیں اور قسم قسم کی خوشبوئیں استعمال کرتا اسی حال میں اسے ستائیس برس گذر گئے۔

ایک رات کا قصہ ہے کہ وہ اپنے معمول کے موافق لہو و لعب میں مشغول تھا اور کچھ حصہ رات کا گذرا تھا کہ ایک نہایت دردناک آواز اپنے مطربوں کی آواز جیسی سنی اور اس کے سننے سے اس کے دل پر ایک چوٹ سی پڑی اور اپنے اس لہو و لعب کو چھوڑ کر اسکی طرف مشغول ہو گیا اور مطربوں کو حکم دیا کہ گانا بند کرو اور قبہ کی کھڑکی سے وہ آواز سننے کے لئے منہ نکالا۔ کبھی تو وہ آواز کان میں آجاتی اور کبھی نہ آتی اپنے غلاموں کو آواز دی کہ اس آواز دینے والے کو یہاں لے آؤ اور خود شراب کے نشے میں چور تھا۔ غلام اس کی تلاش کے لئے نکلے رفتہ رفتہ اس تک پہنچے دیکھا کہ ایک جوان ہے جو نہایت لاغر ہے اس کی گردن بالکل سوکھ گئی ہے اور رنگ زرد اور لب خشک' پریشان بال' پیٹ اور پیٹھ دونوں ایک اور دو پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے ننگے پاؤں مسجد میں کھڑا اپنے پاک پروردگار کے سامنے مناجات کر رہا ہے انہوں نے اسے مسجد سے نکالا اور لے گئے اور کچھ بات

چیت اس سے نہ کی اسے لے جا کر سامنے کھڑا کر دیا اس نے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ سب نے عرض کیا حضور یہ وہی آواز والا ہے جس کی آواز آپ نے سنی' پوچھا یہ کہاں تھا کہا کہ مسجد میں کھڑا ہوا نماز میں قرآن پڑھتا تھا' اس سے پوچھا تم کیا پڑھ رہے تھے کہا میں کلام اللہ پڑھ رہا تھا کہا ذرا ہم کو بھی سناؤ اس نے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر

﴿ان الابرار لفی نعیم﴾ ﴿علی الارائک ینظرون﴾ ﴿تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم﴾ ﴿یسقون من رحیق مختوم﴾ ﴿ختامہ مسک و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون﴾ ﴿ومزاجہ من تسنیم﴾ ﴿عینا یشرب بھا المقربون﴾

(یعنی بیشک نیک بندے آرام میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہوں گے' تو پہچانے گا ان کے چہروں پر تازگی نعمت کی۔ ان کو پلائی جائے گی خالص شراب سر بمہر' اس کی مہر (بجائے موم کے) مشک کی ہوگی' اور اس شراب میں رغبت کرنے والوں کو چاہیے کہ رغبت کریں اور اس میں تسنیم ملی ہوئی ہوگی' وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پیتے ہیں)

یہ آیت پڑھ کر اور ترجمہ سنا کر اس سے کہا ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے وہاں کی نعمتوں کا کیا بیان ہے وہ کہاں اور تیرا یہ قبہ اور مجلس کہاں' چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہاں تخت ہیں ان پر بچھونے اونچے اونچے ہوں گے' اور ان کے استر استبرق کے ہوں گے' اور سبز قالینوں اور قیمتی بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے' اور وہاں دو نہریں بہتی ہیں' اس میں ہر میوہ کی دو قسم ہیں' نہ وہاں کے میوے کبھی ختم ہوں گے نہ ان سے کوئی جنتی کو روکنے والا ہوگا' بہشت بریں کے پسندیدہ عیش میں رہیں گے' اور وہاں کوئی بیہودہ کلام نہ سنیں گے' اور اس میں اونچے اونچے تخت ہیں' اور آبخورے رکھے ہوئے ہیں' اور تکیے ایک قطار میں رکھے ہوئے ہیں' اور مخملی نہالچے بکھرے پڑے ہوں گے' ہمیشہ سایہ اور چشموں میں رہیں گے' اور جنت کے پھل دائمی ہیں' یہ سب تو متقیوں کے لئے ہے۔

اب کافروں کی سنئے! ان کے لئے آگ ہے اور آگ بھی ایسی کہ جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' اور عذاب کبھی ہلکا نہ کیا جائے گا' اسی میں ناامید پڑے رہیں گے' اور جب انہیں منہ

کے بل گھسیٹیں گے تو ان سے کہا جائے گا یہ عذاب چکھو غرض کہ ان پر طرح طرح کا عذاب ہو گا۔

جب اس ہاشمی نے یہ سنا تو بے اختیار اٹھا اور اس جوان سے لپٹ کر چلا چلا کر رونے لگا اور اپنے سب لوگوں سے کہا کہ میرے پاس سے تم سب چلے جاؤ اور خود اس جوان کو لے کر گھر کے صحن میں آکر ایک بورے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی کے رائیگاں جانے پر افسوس اور حسرت اور نفس کو ملامت کرتا رہا اور وہ جوان نصیحت کرتا رہا۔ صبح تک دونوں اسی میں مشغول رہے۔ ہاشمی نے اللہ تعالی سے عہد کیا کہ کبھی حق تعالی کی نافرمانی نہیں کروں گا اور اپنی توبہ کو اس نے سب کے سامنے ظاہر کر دیا اور مسجد میں بیٹھ رہا۔ ہر وقت عبادت الہی میں رہنے لگا' اور تمام سونا چاندی کپڑے بیچ کر صدقہ کر ڈالے' اور تمام نوکر چاکر الگ کر دئے' اور غصب کی تمام جائیدادیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں اور کل جائیداد' لونڈی غلام بیچ ڈالے' اور جس کو آزاد کرنا چاہا آزاد کر دیا اور موٹے کپڑے پہن لئے اور جو کی روٹی کھانے لگا' پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ ساری ساری رات بیداری میں گذرتا دن کو روزہ رکھتا اور بڑے بڑے صلحاء اس کی زیارت کو آتے اور اس سے کہتے بھائی اپنے نفس کو اتنی سختی میں نہ رکھ کچھ آرام بھی دے۔ اللہ تعالی کریم و رحیم تھوڑے سے کام کی بھی قدردانی فرماتا ہے' وہ جواب دیتا بھائیو! میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں رات دن اللہ کی نافرمانی میں رہا ہوں اور یہ کہہ کر خوب روتا۔

آخر کار پاپیادہ ننگے پاؤں اور بدن پر ایک بہت موٹا کپڑا پہنے ہوئے حج کے لئے گیا اور سوائے ایک پیالہ اور توشہ دان کے کوئی چیز ساتھ نہ لی اسی حالت میں چلتے چلتے مکہ کو پہنچا اور حج کیا اور وہیں اقامت کی اور مر گیا' مکہ میں رہنے کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ رات کو حجر اسود کے پاس جا کر روتا اور گڑگڑاتا اور اپنے نفس پر گذشتہ افعال یاد کر کے نوحہ وزاری کرتا اور کہتا کہ اے میرے پروردگار اے میرے مولا! میری سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گذر گئیں اور کتنے ہی برس گناہوں میں ضائع ہوئے اے میرے مولا میری نیکیاں تو سب جاتی رہیں اور حسرت و ندامت باقی رہ گئی۔ اب جس دن آپ سے ملوں گا اور میرے نامہ اعمال کھولے جائیں گے اور دفتر کے دفتر گناہوں اور رسوائیوں کے ظاہر ہوں گے اس روز کیا ہو گا اور کس طرح منہ دکھاؤں گا۔ اے میرے مولا! اب میں تیرے سوا کس سے التجا کروں اور کس کی طرف دوڑوں' کس پر بھروسہ کروں۔ میرے مولا! میں

اس لائق تو ہوں نہیں کہ جنت کا سوال کروں میں تو آپ کے دریائے رحمت ناپید اکنار اور آپ کے ابر فضل و عطا سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میری خطاؤں کو بخش دیجئے آپ ہی مغفرت والے ہیں۔

دل ہلا دینے والا واقعہ

خلیفہ ہارون رشید کا ایک لڑکا سولہ برس کے سن میں تھا وہ زاہدوں اور درویشوں کی صحبت میں بہت رہتا تھا اور اس کی یہ حالت تھی کہ قبرستان میں نکل جاتا اور وہاں جا کر مردوں سے خطاب کر کے کہتا تم ہم سے پہلے موجود تھے اور دنیا کے مالک تھے اور اب تم قبروں میں ہو اے کاش مجھے خبر مل جائے تم کیا بولتے تھے اور لوگ تم سے کیا کہا کرتے تھے۔ غرضیکہ اس قسم کے کلمات حسرت آمیز کہتا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتا۔ ایک دن کا قصہ ہے کہ یہ لڑکا اپنے باپ ہارون رشید کے پاس آیا اور اس وقت امراء اور وزراء اور ارکان دولت سب اپنے اپنے قرینے سے بیٹھے ہوئے تھے اور آیا بھی اس حالت میں کہ ایک کمبل اوڑھے اور ایک کمبل کا تہبند کئے ہوئے۔ جب اس شکل کو اعیان سلطنت اور ارکان دولت نے ملاحظہ کیا تو آپس میں بعض آدمی کہنے لگے کہ امیرالمومنین اور خلیفہ مسلمین کو بادشاہوں میں ایسی ہی اولاد نے بدنام کیا ہے اگر امیرالمومنین اسکو تہدید و تنبیہہ کریں تو کچھ بعید نہیں کہ یہ اپنی اس حالت کو چھوڑ دے۔ شدہ شدہ یہ بات خلیفہ ہارون رشیدؒ کے کانوں تک پہنچی اس کو بھی یہ مشورہ پسند آیا اور بیٹے سے کہا کہ بیٹا تمہارے اس چال چلن نے مجھے رسوا کر دیا' اس نے یہ سن کر ہارون رشید کی طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ اتفاقاً" ایک پرندہ قلعہ کے برج پر بیٹھا تھا لڑکے نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اے پرندے تجھ کو تیرے پیدا کرنے والے کی قسم! تو میرے ہاتھ پر آبیٹھ وہ پرندہ فوراً" لڑکے کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ کچھ دیر بعد اس سے کہا اپنی جگہ چلا جا وہ چلا گیا اور کہا تجھے تیرے خالق کی قسم امیرالمومنین کے ہاتھ پر نہ آنا۔ وہ نہ اترا۔ یہ آیت قدرت حاضرین کو دکھلا کر باپ سے کہا اباجان آپ ہی نے دنیا کی محبت کی وجہ سے مجھے رسوا کر دیا ہے' اب میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ رہوں گا اور یہ کہہ کر بے توشہ و بے سامان چل کھڑا ہوا۔ صرف ایک قرآن شریف اور ایک انگوٹھی ہمراہ لی' چلتے چلتے بصرہ میں آکر ٹھہرا اور مزدوروں کے ساتھ مٹی گارے کا کام اختیار کیا اور ہفتہ بھر میں صرف ایک ہفتے کے دن ایک درہم اور ایک دانگ کی مزدوری کر لیتا اور ایک ہفتے ایک

دانگ روز کے حساب سے اسے کھاتا۔

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک دیوار گر گئی تھی میں اسے بنوانے کے ارادہ سے مزدوروں کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا کہ مزدور کی شکل میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا ہے میں نے ایسا حسین لڑکا پہلے نہ دیکھا تھا اس کے سامنے ایک زنبیل ہے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے میں نے اس سے کہا لڑکے کچھ کام کرو گے اس نے کہا کیوں نہیں کام کے لئے ہی تو پیدا ہوئے ہیں لیکن یہ بات بتاؤ کہ کس قسم کا کام لو گے؟ میں نے کہا کہ گارے مٹی کا کام کرنا ہو گا۔ کہا بہتر ہے لیکن ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت اپنی نماز پڑھوں گا میں نے کہا منظور ہے چلئے۔ میں لے کر آیا اور کام میں لگا کر چلا گیا جب مغرب کا وقت آیا تو آکر کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے دس آدمیوں کے برابر کام کیا ہے میں اسے بجائے ایک درہم اور ایک دانگ کے دو درہم پورے دینے لگا۔ کہا اے ابو عامر میں اسے لیکر کیا کروں گا اور لینے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں نے ایک درہم اور ایک دانگ دے کر اسے رخصت کر دیا۔ دوسرے دن پھر میں اسکی تلاش میں بازار گیا۔ ہر طرف تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ ایسی صورت و شان کا لڑکا جو مزدوری کرتا ہے کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا وہ صرف ہفتہ کے دن مزدوری کیا کرتا ہے۔ اب تم اس کو صرف ہفتہ کے دن دیکھو گے' میں نے سوچا کہ کام کو موقوف رکھو جب وہ آئے گا یہ کام اسی سے لیں گے جب ہفتہ کا دن آیا تو میں اس کی تلاش میں بازار آیا دیکھا تو وہ اسی حالت میں موجود ہے میں نے اسے سلام کیا اور کام کے لئے اس سے کہا اس نے اسی طرح کی شرطیں کیں' میں سب قبول کر کے اسے لے آیا اور اسے کام پر لگا دیا اور دور بیٹھ کر دیکھا کہ یہ کس طرح اس قدر جلدی اتنا کام کر لیتا ہے اور میں ایسے موقع پر بیٹھا کہ میں اس کو دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس نے ہاتھ میں گارا لیا اور اسے دیوار پر تھوپا اور اس کے بعد پتھر خود بخود آپس میں ایک دوسرے سے ملتے چلے جاتے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ خدا رسیدہ شخص ہے اور ایسے لوگوں کی اسی طرح اللہ تعالی کی طرف سے اعانت اور مدد ہوا کرتی ہے۔

جب اس نے شام کو واپسی کا ارادہ کیا تو میں اسے تین درہم دینے لگا اس نے انکار کیا صرف ایک درہم اور ایک دانگ لے کر چلا گیا۔

تیسرے ہفتہ کو میں پھر بازار آیا تو اس جوان کو نہ دیکھا لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو معلوم

ہوا کہ وہ تین دن سے ایک ویرانہ میں بیمار پڑا ہے اور موت کے قریب ہے۔ میں نے ایک شخص کو کچھ دیا اور کہا کہ بھائی مجھے وہاں لے چل جس جگہ وہ بیمار اجل' راحت قلوب' رونق افروز ہے وہ مجھے ایک ویرانہ میں لے گیا دیکھا کہ نہ وہاں در ہے نہ دروازہ نہ مسہری نہ کوئی سامان راحت وہ جوان اسی لق ودق میدان میں بے کس و بے بس بے ہوش پڑا ہے میں نے جا کر سلام کیا اور دیکھا تو سر کے نیچے ایک اینٹ کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے اور مرنے کے قریب ہو رہا ہے میں نے پھر سلام کیا تو آنکھ کھولی اور مجھے پہچانا۔ میں نے اس کا سر لیکر اپنی گود میں رکھ لیا لیکن اس نے مجھے اس سے منع کیا اور یہ شعر پڑھے۔

یا صاحبی لا تغترر بتنعم فالعمر ینفد والنعیم یزول

و اذا حملت الی القبور جنازۃ فاعلم بانک بعدھا محمول

(ترجمہ) اے میرے دوست خوش عیشی سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ عمر جارہی ہے اور عیش و عشرت بھی رخصت ہو رہا ہے
اور جب تو قبرستان میں کوئی جنازہ لے جائے تو یہ جان کہ مجھے بھی ایک دن اسی طرح لے جائیں گے
پھر کہا اے ابو عامر میرا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو مجھ کو غسل دینا اور میرے ان ہی کپڑوں میں کفنا دینا۔ میں نے کہا نئے کپڑوں میں تجھے کیوں نہ کفناؤں۔ کہا مردہ کی بہ نسبت زندہ نئے کپڑوں کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔ زندگی تو اسی حالت میں گذار دی اب نئے کپڑے کیا کریں گے' اور اے ابو عامر اس کو یاد رکھو کہ اگر نئے کپڑے بھی ہوئے تو وہ بھی مٹی ہو جائیں گے۔ اگر کچھ رہے گا تو عمل نیک رہے گا اور یہ میری زنبیل اور تہبند لو یہ گورکن کو دینا۔ اور یہ قرآن شریف اور انگشتری امیرالمومنین ہارون الرشید کے پاس پہنچا دینا دیکھو یہ خیال رکھنا کہ تم اپنے ہاتھ سے امیرالمومنین کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہنا کہ یہ میرے پاس تمہاری ایک امانت ہے ایک مسافر مسکین لڑکے نے سپرد کی ہے اور امیرالمومنین سے یہ بھی کہنا کہ دیکھو بیدار رہو اس غفلت اور دھوکہ میں تمہاری موت نہ آجائے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ طائر روح قفس جسدی سے پرواز کر گیا۔ اس وقت میں نے جانا کہ یہ خلیفہ کا جگر گوشہ ہے میں نے اس کی سب وصیتوں کو پورا کیا اور قرآن شریف اور انگشتری لے کر بغداد آیا اور خلیفہ ہارون الرشید کے محل کے ارادے

سے نکلا اور ایک بلند مقام پر جو میں جا کر کھڑا ہوا اور دیکھا کہ ایک عظیم الشان لشکر آ رہا ہے جس میں تخمیناً" ایک ہزار سوار ہوں گے۔ پھر اس کے بعد پے در پے دس رسالے آئے اور ہر رسالے میں ہزار ہزار سوار تھے دسویں رسالہ میں امیرالمومنین خلیفہ ہارون الرشید تھے میں نے پکارا کہ تم کو قرابت رسول اللہ ﷺ کی قسم ہے ذرا ٹھیرو۔ جب امیرالمومنین نے مجھے دیکھا اور آواز سنی تو توقف فرمایا۔ میں نے قریب جا کر وہ قرآن شریف اور انگشتری سپرد کی۔ اور جو کچھ اس لڑکے نے پیغام کہا تھا سب پہنچا دیا۔ امیرالمومنین نے یہ سن کر کچھ دیر سر جھکایا اور آنسو بہائے اور دربان کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو اپنے پاس رکھو جب میں طلب کروں اس وقت میرے پاس لانا القصہ جب قصر شاہی پر واپس آئے حکم دیا کہ پردے چھوڑ دو' پردے سب چھوٹ گئے اور خلوت ہو گئی اس وقت دربان سے کہا کہ اس شخص کو لاؤ اگرچہ وہ میرے غم کو تازہ ہی کرے گا' دربان نے مجھ سے آکر کہا کہ اے ابو عامر امیرالمومنین بہت غمگین و محزون ہیں اگر تمہارا ارادہ زیادہ بات کرنے کا ہو تو بجائے دس کے پانچ کہنا۔ میں نے کہا اچھا یہ کہکر میں اندر گیا تو امیرالمومنین نے کہا اے ابو عامر میرے قریب آبیٹھو میں قریب ہو بیٹھا اور پوچھا تم میرے لڑکے کو جانتے تھے اور وہ کیا کام کرتا تھا؟ میں نے کہا گارے اینٹ کا کام کرتا تھا پھر پوچھا کیا تم نے بھی اس سے کام لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں لیا ہے' کہا کہ تم کو اس سے ایسا کام لیتے ہوئے شرم نہ آئی رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کا بھی تو نے پاس نہ کیا؟ میں نے کہا اے امیرالمومنین خدا کے لئے مجھے معاف کریں میں اس سے واقف نہ تھا اس کی وفات کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ مشکوۃ خلافت کی شمع ہے۔ پھر پوچھا کیا تم نے اسے اپنے ہاتھ سے غسل دیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں خود اپنے ہاتھ سے غسل دیا ہے' کہا ذرا ہاتھ لاؤ اور میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ لیا اور آنسوؤں کی ندیاں بہائیں اور کہا تم نے کس طرح اس مسافر بے کس بے بس سرمایہ حیات کو غسل و کفن دیا تمہارے دل نے کیسے اس پر مٹی دینا گوارا کیا۔ یہ کہکر بہت سے دردناک اشعار پڑھے اور بصرہ جانے کی تیاری۔ حاصل کلام یہ کہ امیرالمومنین مجھے لیکر بصرہ تشریف لے گئے اور اپنے لڑکے کی قبر پر آئے۔ جب قبر کو دیکھا تو بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو چند اشعار غم و حسرت آمیز پڑھے اور حاضرین اور شجرو حجر سب کو رلایا

ابو عامر کہتے ہیں کہ اس رات جب میں اپنے وظائف سے فارغ ہو کر سویا دیکھتا کیا ہوں کہ

ایک نور کا قبہ ہے اور اس پر ایک نور کا بادل ہے ناگاہ وہ نور پھٹا اور اس میں سے وہ لڑکا یہ کہتا ہوا نکلا اے ابو عامر حق تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے تم نے میری وصیتوں کو خوب پورا کیا۔ میں نے پوچھا بیٹا تم پر کیا گذری اور تمہارا ٹھکانہ کہاں ہوا۔ کہا اپنے پروردگار رحیم و کریم کے پاس ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہے کچھ ناراض نہیں' اور مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گذرا۔ اور حق تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں سے ایسا نکل کر آئے گا جیسا کہ تو نکل کر آیا ہے تو اس کو ایسی ہی نعمتیں دوں گا جیسی تجھے دی ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو دل میں اس کی باتوں سے اور بشارت سے ایک خوشی اور سرور پایا۔

قیمتی نصیحتیں

عبداللہ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے اور وہاں چند روز قیام کیا پھر کوچ کا حکم دیا سب لوگوں نے کوچ کیا بہلول مجنون رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور لڑکے ان کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے اور اوروں کو ان کے چھیڑنے کی رغبت دیتے' اسی حالت میں خلیفہ ہارون رشید کی سواری کی آمد شروع ہوئی یہ دیکھ کر سب بچے بھاگ گئے جب ہارون رشید کی سواری اس مقام پر پہنچی تو بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہ آواز بلند پکارا کہ اے امیرالمومنین! اے امیرالمومنین! ہارون رشید نے پردہ اٹھا کر جواب دیا لبیک اے مجنون کیا کہتے ہو؟ بہلول نے فرمایا اے امیرالمومنین ہم سے ایمن بن مائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کیا ہے قدامہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام منیٰ میں ایک ایسے اونٹ پر سوار دیکھا کہ اس پر نہایت کم قیمت کجاوہ تھا اور حضور کی سواری کے ساتھ لوگوں کو ادھر ادھر نہ ہٹاتا تھا' نہ مار دھاڑ نہ ہٹو بڑھو۔ پس اے امیرالمومنین اس سفر میں تیرا تواضع اور پستی اختیار کرنا تکبر اور بڑائی سے بہتر ہے ہارون رشید یہ سن کر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ آنسو زمین پر گرنے لگے' پھر بہلول سے کہا اے بہلول ہمیں کچھ اور نصیحت کی باتیں سناؤ۔ انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

یا صاحبی لا تغترر بتنعم فالعمر ینفد والنعیم یزول
واذاحملت الی القبور جنازۃ فاعلم بانك بعدھا محمول

(یہ مان لیا کہ تو ساری زمین کا مالک ہوا اور یہ بھی مان لیا کہ تمام عالم تیرا مطیع ہو گیا لیکن اگر یہ سب کچھ ہو گیا تو پھر کیا نفع۔ کل تیرا ٹھکانہ قبر کے اندر ہو گا اور یہ وہ تیرے اوپر مٹی ڈالتا ہو گا۔ ہارون رشید یہ سن کر بہت رویا اور کہا بہلول! تم نے خوب بات کہی کچھ اور کہو۔ بہلول نے کہا امیرالمومنین جس شخص کو اللہ تعالی نے مال اور جمال عطا فرمایا اور اس نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اپنے جمال کو حرام سے بچایا وہ حق تعالی کے دفتر میں ابرار میں سے لکھا جائے گا۔ ہارون رشید نے کہا بہلول تم نے خوب کہا اور انعام کے بھی مستحق ہوئے۔ بہلول نے کہا اپنا انعام اسے دے جو لے ہمیں حاجت نہیں۔ پھر ہارون رشید نے کہا بہلول! اگر تمہارے ذمہ کچھ قرض ہو تو میں ادا کروں۔ کہا میں قرض کے بدلے قرض ادا کرانا نہیں چاہتا' اہل حق کو ان کا حق دیدے اور اپنے نفس کا حق ادا کر۔ پھر ہارون رشید نے کہا اگر رائے ہو تو کچھ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ بہلول نے یہ سن کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا امیرالمومنین! میں اور تو دونوں اللہ کے بندے ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی تجھے تو یاد رکھے اور مجھے بھول جائے۔ ہارون رشید نے یہ سن کر پردہ چھوڑ دیا اور سواری آگے بڑھ گئی۔

نازک مزاج کے لئے عبرت

خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ قسم کھائی کہ پاپیادہ حج کروں گا جب حج کے دن قریب آئے تو عراق سے بیت اللہ تک نہایت بیش قیمت مخملی فرش بچھائے گئے اس پر خلیفہ پا پیادہ چلے جب چلتے چلتے تھک گئے تو ایک مقام پر ایک میل کے سہارے سے بیٹھ گئے اسی حالت میں تھے کہ حضرت سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرف گذر ہوا اور خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ سعدون نے چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا

"مان لے اور فرض کر لے کہ دنیا تیرے موافق ہے لیکن کیا حاصل کیا موت نہ آئے گی؟ پس تو دنیا کا کیا کرے گا۔ تجھے تو ایک میل ہی کافی ہے اے طالب دنیا خبردار ہو جا۔ دنیا کو اپنے دشمن کے لئے چھوڑ دے جس طرح تجھے زمانہ نے ہنسایا ہے اسی طرح یہ زمانہ تجھے ایک دن رلائے گا۔

ہارون رشید نے جب یہ اشعار سنے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اتنی دیر

بے ہوش رہا کہ تین نمازیں فوت ہو گئیں جب ہوش آیا تو حضرت سعدون رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کرایا مگر ان کا کہیں پتہ نہ ملا تو بہت افسوس کیا۔

دعا سے بارش

محمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم بصرہ میں تھے کہ وہاں بارش نہ ہوئی تھی' سب بصرہ والے بارش کی دعا کے لیے شہر سے باہر جنگل میں آئے کیا دیکھتے ہیں کہ سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ سرراہ بیٹھے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ سماوی (یعنی کدورت ارضی سے پاک و صاف) یا بالکل خالی۔ میں نے کہا نہیں' سماوی دل سے نہیں۔ فرمایا اگر یہ بات ہے تو بیٹھو اور دعا کرو ہم سب بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے' دعا کرتے کرتے خوب دن چڑھ گیا اور آسمان پر کہیں ابر کا نام و نشان تک نظر نہ آیا بلکہ اور آسمان صاف ہو تا گیا اور آفتاب کی تیزی بڑھتی گئی۔ سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حالت دیکھ کر ہماری طرف التفات کیا اور فرمایا ارے بیہودو! اگر تمہارے دل سماوی ہوتے تو کیا اب تک بارش نہ ہوتی؟ پھر خود اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت پڑھیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کچھ فرمایا کہ میں اسے مطلق نہیں سمجھا۔ خدا کی قسم سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی اپنا کلام ختم بھی نہ کیا تھا کہ بادل گرجا اور بجلی چمکی اور خوب زور کی بارش ہوئی پھر ہم نے سعدون رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تم نے سر اٹھا کر کیا کہا تھا فرمایا جاؤ ہم لوگوں کے دل غمگین ہوئے اور آہ وزاریاں کیں اور پھر معائنہ کیا اور جان لیا جو کچھ جانا اور کیا کچھ کیا اور اپنے رب پر توکل کیا۔

نجات کی فکر

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ کے جنگل میں گیا اور دیکھا کہ ایک مقام پر سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اے مالک اس شخص کا کیا حال دریافت کرتے ہو جس کا صبح و شام بڑے بھاری سفر کا ارادہ ہو اور کچھ سامان اور توشہ اس کے پاس نہ ہو اور تمام بندوں کے حاکم وعادل اور رب کے ہاں اس کی پیشی ہو' یہ کہہ کر بہت روئے۔ میں نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ فرمایا اللہ کی قسم میں دنیا کی حرص یا موت اور مصائب کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ اس وجہ سے کہ میری عمر کا ایک دن ایسا گذر گیا کہ اس میں مجھ سے اچھا عمل نہیں ہوا اور نیز مجھے

زادراہ کی قلت اور راہ کا دور دراز ہونا اور سخت گھاٹی کا پیش آنا رلا رہا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانا جنت ہے یا دوزخ۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے یہ حکمت آمیز کلام سنکر کہا کہ لوگ تو تمہیں مجنون کہتے ہیں مگر تم تو بڑے عاقل ہو۔ فرمایا تم بھی لوگوں کے دھوکے میں آ گئے لوگوں نے مجھے مجنون سمجھ رکھا ہے حالانکہ مجھ میں جنون کی کوئی بات نہیں۔ البتہ میرے مولا کی محبت میرے دل اور میرے گوشت و پوست ورگ وریشہ وہڈیوں اور خون میں رچ گئی ہے اس محبت کی وجہ سے میں حیران اور فریفتہ ہوں۔ میں نے عرض کیا اے سعدون آپ لوگوں کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے اور ان سے کیوں نہیں ملتے جلتے؟ یہ سن کر سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے دو شعر پڑھے۔ جن کا مضمون یہ ہے۔

”عزیز! لوگوں سے بالکل الگ رہا کر اور حق تعالیٰ کو اپنا مصاحب اور ساتھی بنا
لوگوں کو جس طرح چاہے آزما کر دیکھ لے وہ ہر حالت میں تجھے بچھو ہی نظر آئیں گے۔

حضرت سعدون کی مناجات

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور حالت یہ تھی کہ سب لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ کی طرف لگ رہی تھیں اور اسے دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھر رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص بیت اللہ کے مقابل ہو کر اس مضمون کی دعا کرنے لگا۔ اے میرے پروردگار میں تیرا مسکین بندہ اور تیرے در سے بھاگا ہوا اور دھتکارا ہوا ہوں، اے اللہ میں ایسی چیز کا سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کی محبت و قرب کا بڑا ذریعہ ہو اور ایسی عبادت مانگتا ہوں جو آپ کو زیادہ پسند ہو اور اے اللہ میں آپ سے آپ کے برگزیدہ بندوں اور انبیاء کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محبت کا پیالہ پلا دیں اور میرے دل سے اپنی معرفت کے لیے جہل کے پردے اٹھا دیں تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے آپ تک اڑ کر عرفان کے باغوں میں آپ سے مناجات کروں۔ اس دعا کے بعد وہ شخص اتنا رویا کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہو گئیں پھر ہنسا اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا اور اپنے جی میں کہا کہ یا تو یہ شخص کوئی عارف ہے یا مجنون۔ القصہ وہ مسجد حرام سے نکل کر مکہ مکرمہ کے ویرانہ کی طرف چلا گیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا تمہیں کیا ہے کیوں آرہے ہو چلے جاؤ۔ میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا

عبداللہ میں نے پوچھا کس کے بیٹے ہو 'کہا عبداللہ کا' میں نے کہا یہ تو میں جانتا ہوں کہ ساری خلقت عبداللہ ہے (اللہ کے بندے) اور ابن عبداللہ (اللہ کے بندے کے بیٹے ہیں)۔ میں آپ کا خاص نام دریافت کرتا ہوں؟ کہا میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا ہے۔ میں نے کہا جو مجنون کے نام سے مشہور ہے؟ کہا ہاں وہی' میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے وسیلہ سے تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے فرمایا کہ وہ اپنے اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے وہ چاہتا ہے اور خدا کی محبت کو نصب العین کیے ہوئے اور لوگوں اور تمام دنیا کی چیزوں سے ایسے الگ ہوئے ہیں کہ جیسے کسی دل میں آگ لگی ہوئی ہو۔

انجام کی فکر

حضرت سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے کوچوں میں پھرا کرتے تھے جس گھر پر گذر ہوتا وہاں ٹھہرتے اور آیت یاایھاالناس اتقوا ربکم پڑھتے اور پھر رو کر یہ اشعار پڑھتے۔

(ترجمہ) یعنی اگر موت کے سوا جسم کے پرانے ہونے اور اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور گوشت کے ریزہ ریزہ ہو جانے کے انسان پر اور کوئی بھی حادثہ نہ ہوتا اے ابن آدم زمانے کے اسی قدر حوادث کی وجہ سے تجھے یہ بات لائق اور شایاں تھی کہ تو روتا اور خود تنہا ہی نہیں بلکہ دوسرے رونے والے کو بھی اپنی امداد کے لیے ساتھ لے کر روتا (چہ جائیکہ علاوہ ان سختیوں کے اور بہت سے حوادث قیامت کے ہیں اور سب سے زیادہ حق تعالیٰ کے غضب کا خوف دامن گیر ہے جو سوہان روح ہے۔ اس حالت میں تو روتے روتے ندیاں اور نالے بہانے چاہیں)

اور جب سعدون مجنون کو بھوک زیادہ لگتی تھی تو وہ یہ اشعار پڑھتے تھے

الھی انت قد آلیت حقا بانك لا تضیع من خلقتا
وانك ضامن للرزق حتی تؤدی ما ضمنت کما قسمت
وانی و اثق بك یا الھی ولکن القلوب کما علمتا

یعنی اے میرے معبود آپ نے سچی قسم کھائی ہے کہ آپ کسی اپنی مخلوق کو ضائع نہ کریں گے
نیز آپ رزق کے ضامن ہیں حتیٰ کہ آپ اپنی ضمانت' داد ہش (رزق) کو ادا کریں گے جس طرح آپ نے اس کو تقسیم کیا ہے
اور اے میرے معبود بیشک میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں لیکن دلوں کو آپ خوب جانتے ہیں کہ کیسے ہیں
اور سعدون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اون کا ایک جبہ تھا جس کی دونوں آستینوں کے آگے پیچھے دو دو شعر نہایت عبرت انگیز لکھے ہوئے تھے - لوگوں نے پوچھا کہ تم بڑے حکیم ہو مجنون نہیں لوگ تمھیں مجنون بتاتے ہیں - فرمایا مجھ میں ظاہری اعضاء کا جنون ہے میرا دل مجنون نہیں بلکہ بہت ہوشیار ہے - یہ کہہ کر بھاگ گئے

خدا کے دیوانے کی معرفت

ابوالجوال مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک صالح شخص بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جوان ہمارے پاس آنکلا - ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گرد شہر کے بچے جمع ہیں اور ڈھیلے پتھر اور کنکریاں مار رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باؤلا ہے جوان مسجد میں گیا اور پکار کر کہا اے اللہ مجھے اس دنیا سے راحت دے - میں نے اس سے کہا یہ بات تو تو نے دانائی کی کہی - یہ حکمت کی بات تو نے کہاں سے سیکھی؟ کہا جو شخص خاص اللہ کے لئے خدمت اور عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حکمت کی نادر نادر باتیں سکھا دیتا ہے اور عصمت کے اسباب سے اس کی تائید فرماتا ہے اور مجھے جنون نہیں بلکہ اضطراب و خوف ہے - پھر اس نے چند اشعار درد اور شوق کے پڑھے - میں نے کہا یہ اشعار تو تم نے خوب پڑھے ہیں' جس نے تمہیں مجنون کہا اس نے سخت غلطی کی یہ سن کر میری طرف دیکھ کر رویا اور کہا کچھ جانتے ہو کہ اخوان طریقت کس طرح مرتبہ وصال کو پہنچے - میں نے کہا بتاؤ - کہا انھوں نے ..... اپنے اخلاق کو تمام نجاستوں سے پاک کر کے تھوڑے سے رزق پر قناعت کی اور محبت الٰہی سے تمام آفاق میں متحیر اور راستبازی کی چادر اور خوف الٰہی کی کملی سے آراستہ ہوئے اور اس دنیائے فانی کو باقی رہنے والے گھر کے عوض بیچ دیا اور میلان اور عزم اختیار کیا پھر ان کی یہ حالت ہوئی کہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بیابانوں میں رہے اور مخلوق سے غائب ہو گئے' ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ حاضر بھی ہوں تو کوئی ان کو

نہ پہچانے اور اگر غائب ہوں تو کوئی انہیں نہ ڈھونڈے اور جو مر جائیں تو کوئی ان کے جنازہ پر نہ آوے۔ ابو الجوال کہتے ہیں کہ میں یہ باتیں سن کر دنیا کو بالکل بھول گیا اور وہ یہ کہہ کر چل دیا۔

دنیا کے بندوں کو ایک ایک چپت لگاؤں

حضرت ابن قصاب صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی پاگل خانہ کی سیر کو گئے وہاں جا کر ایک جوان کو دیکھا جو نہایت دردمند تھا۔ ہم اسے دیکھ کر حیران ہو گئے اور اس کے حالات معلوم کرنے کے لیے اس کے پیچھے ہوئے وہ ہمیں آتے دیکھ کر پکار اٹھا۔ لوگو دیکھو یہ لوگ کیسے کیسے جبوں اور قبوں سے آراستہ اور طرح طرح کے پھولدار کپڑوں سے پیراستہ اور بدن کو عطر لگائے ہوئے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ دنیا اور دین کے سب کام چھوڑ کر ایک بے کار اور ہلکی بات کے پیچھے پڑ گئے اور اسی کو توشہ بنالیا اور علم کی باتوں سے بالکل برکنار ہو گئے یہ آدمی نہیں، ہم نے یہ باتیں سن کر اس سے کہا کہ اگر ہم کچھ پوچھیں تو تم عمدہ جواب بھی دو گے؟ اس نے کہا واللہ میں خوب جواب دوں گا تم پوچھو؟ ہم نے پوچھا کہ سب سے زیادہ ناشکرا کون ہے؟ کہا سب سے کم ناشکرا وہ ہے جو کسی مصیبت سے عافیت وامن دیا گیا ہو، پھر وہ اس بلا اور مصیبت کو دوسرے شخص پر دیکھے اور عبرت حاصل نہ کرے بلکہ بیہودگی اور بیکاری میں مشغول ہو جائے۔ اس کی یہ باتیں سن کر ہمارے دل بہت نرم ہوئے پھر ہم نے بعض اچھی عادتوں کی حقیقت دریافت کی۔ اس نے کہا وہ بات تمہاری حالت کے خلاف ہے۔ پھر وہ جوان رویا اور رو کر کہنے لگا اے اللہ اگر آپ میری عقل واپس نہیں دیتے تو میرے ہاتھ ہی مجھ کو دے دیں تاکہ میں ان لوگوں کے ایک ایک چپت لگاؤں، یہ سن کر ہم وہاں سے کافور ہو گئے۔

جنت کی دلہن دنیا میں دیکھی

حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین رات سوال کیا کہ اے اللہ مجھے وہ شخص دکھا دیں جو جنت میں میرا رفیق ہوگا، ارشاد ہوا کہ اے عبد الواحد جنت میں تیری رفیق میمونہ سوداء ہے میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ ارشاد ہوا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے میں کوفہ میں اسی پتہ پر گیا اور لوگوں سے پوچھا اس نام کی عورت کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ تو ایک دیوانی ہے بکریاں چرایا کرتی ہے، میں نے کہا میں اس کو

دیکھنا چاہتا ہوں ' کہا فلاں جنگل میں چلے جاؤ وہ وہاں ملے گی میں وہاں گیا دیکھا تو وہ کھڑی نماز پڑھ رہی ہے اور اس کے سامنے ایک لاٹھی ہے اور ایک اون کا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس کپڑے پر یہ لکھا ہے کہ "یہ نہ بیچی جا سکتی ہے نہ خریدی جا سکتی ہے" اور ایک عجیب واقعہ یہ دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیے ایک جگہ چر رہے ہیں ' نہ تو بھیڑیے بکریوں کو کھاتے ہی ' نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں جب اس نے مجھے دیکھا تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر کہا اے ابن زید اسوقت جاؤ یہ وعدہ کا وقت نہیں ہے کل آنا۔ میں نے پوچھا تجھے کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں کہا کہ آپ کو یہ خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر کی لشکر ایک جگہ میں ہیں جن ارواح میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں ایک دوسرے سے الفت کرتے ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف اور انجان رہے ان کا یہاں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھے کچھ اور نصیحت کرو کہا جس بندہ کو دنیا کی کوئی چیز حق تعالیٰ نے دی اور وہ اسی کی طلب میں ہی لگا رہا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی خلوت کی محبت چھین لیتا ہے اور قرب کو دوری سے بدل دیتا ہے۔ اور اس کی بجائے وحشت اس کے دل میں بٹھا دیتا ہے۔ پھر چند عبرتناک اشعار پڑھے۔ میں نے پوچھا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ کس طرح رہتے ہیں نہ تو بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑئے انہیں ستاتے ہیں؟ کہا جاؤ یہ باتیں مت کرو میں نے اپنے مولا سے صلح کر لی ہے اس لیے اس نے بھیڑئے اور بکریوں میں موافقت کر دی۔

ریحانہ مجنونہ کا محبت خداوندی میں حال

ابو الربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور محمد بن المنکدر اور ثابت بنانی رحم اللہ علیہما ایک رات ریحانہ مجنونہ رحمتہ اللہ علیہا کے پاس ، ے شروع رات میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

قام المحب الی المؤمل قومة　　　کادالفؤاد من السرور یطیر

عاشق اپنی امید گاہ کے سامنے کھڑا ہے کہ دل خوشی کے مارے اڑا جا رہا ہے

اور جب آدھی رات ہوئی تو یہ شعر پڑھے

لا تانس بمن توحشك نظرته　　　فتمنعن من التذكار فى الظلم

واجهد وكد وكن فى الليل اذا اشجن　　　يسقيك كاس وداد العز والكرم

جس کی طرف دیکھنا تجھے وحشت میں ڈالتا ہو اس سے انس و الفت مت کر' کیونکہ وہ شے تاریکیوں میں تجھ کو ذکر سے روک دے گی۔
اور (اللہ کی راہ میں) محنت و مشقت کر اور رات کو غمگین رہ اس کے صلہ میں حق تعالیٰ تجھ کو اپنی دوستی اور بخشش کے پیالے سے سیراب کرے گا۔
جب صبح قریب ہوئی تو بہت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ آہ و نالہ کیا۔ میں نے پوچھا اس قدر غم و الم کیوں کرتی ہو؟ تو جواب میں یہ شعر پڑھا۔

ذهب الظلام بانسه و بالفه   ليت الظلام بانسه يتجدد

رات تاریکی اپنے انس اور محبت کے ساتھ لے گئی۔ اے کاش یہ تاریکی اسی انس کے ساتھ پیدا ہوتی رہتی۔

اللہ سے رزق کھانے والی خاتون

عتبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک میں نے بصرہ سے نکل کر دشت پیمائی شروع کی چلتے چلتے کچھ خانہ بدوش بدویوں پر گذر ہوا جو خیموں میں سکونت رکھتے اور زراعت کرتے تھے میں ان کے خیموں کی سیر کرنے لگا۔ اثنائے سیر میں ایک خیمہ میں ایک مجنونہ لڑکی دیکھی جس کے بدن پر اون کا ایک جبہ تھا اور اس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ "یہ لونڈی نہ بیع کی جائے اور نہ خریدی جائے" میں نے اس کے قریب جاکر سلام کیا لیکن اس نے جواب نہ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد چند اشعار پڑھے۔ میں نے پوچھا یہ کھیتی کس کی ہے؟ کہا اگر صحیح سلامت رہی تو ہماری ہے۔ میں اسے وہیں چھوڑ کر ایک اور خیمہ میں گیا کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج دیکھتا ہوں کہ اس بارش کی نسبت یہ مجنونہ کیا کہتی ہے۔ یہ سوچ کر باہر نکلا دیکھا تو تمام زراعت غرق ہو گئی اور وہ کھڑی کہہ رہی ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے میرے دل میں اپنی محبت کی خالص شراب بھر دی ہے' میرا قلب آپ کی رضا کا یقین رکھتا ہے۔ پھر میری طرف التفات کر کے کہا اے شخص دیکھ اسی نے تو یہ کھیتی بوئی' اسی نے اوگائی' اسی نے کھڑی کی' اسی نے بالیں نکالیں' اسی نے اس کو بارش سے سیراب کیا اور حفاظت کی جب کٹنے کے قریب ہوئی تو اسی نے اس کو تباہ کر دیا۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے اللہ یہ سب تیرے بندے ہیں ان کا رزق بھی تیرے ذمہ ہے اب تو جو چاہے کر...... میں نے کہا تو کس طرح صبر کرتی ہے؟ کہا اے عتبہ! چپ رہ میرا معبود بے نیاز اور تعریف والا ہے ہر دن اس کے

ہاں سے مجھے نیا رزق ملتا ہے۔ عتبہ فرماتے ہیں کہ اب جب مجھے اس کا کلام یاد آتا ہے تو ایک قسم کا ہیجان پیدا ہو کر رونا آجاتا ہے۔

خدا کے عشق میں دیوانہ بزرگ

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ کوہ لکام میں ایک عارف رہتا ہے مجھے اس کے ملنے کا شوق ہوا جب اس پہاڑ پر پہنچا تو دور سے سنائی دیا کہ کوئی شخص نہایت درد اور گریہ وزاری کے ساتھ یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

یا ذالذی انس الفؤاد بذکره　　انت الذی ما ان سواك اريد

تفنی اللیالی والزمان باسره　　وهواك غض فی الفؤاد جدید

اے وہ ذات کہ جس کے ذکر سے میرے دل نے سکون پایا ہے تیرے سوا میں کسی کا ارادہ نہیں رکھتا۔

راتیں اور زمانہ مکمل فنا ہو جاتا ہے لیکن تیری محبت ویسی ہی دل میں تر و تازہ اور ہری بھری ہے

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سن کر اس طرف چلا جس طرف سے یہ آواز آرہی تھی۔ جب میں اس مقام پر پہنچا دیکھا کہ ایک خوبصورت حسین خوش آواز جوان بیٹھا ہے مگر اس کی تمام خوبصورتی اور حسن خاک میں مل رہا ہے اور وہ نہایت لاغر اور زرد پڑ کر آتش عشق میں سوختہ جان مضطرب و حیران ہے۔ میں نے سلام کیا وہ سلام کا جواب دے کر ششدر رہ گیا اور پھر یہ اشعار پڑھے۔

اعمیت عینی عن الدنیا و زینتها　　فانت والروح منی غیر مفترق

اذا ذکرتك و فی مقلتی ارق　　من اول اللیل حتی مطلع الفلق

وما تطابقت الاحداق عن سنة　　الا و عینك بین الجفن والحدق

میں نے دنیا اور اس کی زینت سے اپنی آنکھ کو اندھا کر لیا ہے لیکن اے اللہ آپ اور میری روح یہ آپس میں جدا نہ ہوں گے۔

اور اے اللہ جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں شام سے صبح تک بیداری رہتی ہے اور جب میری آنکھ نیند سے جھپکنا چاہتی ہے تو میں اپنی آنکھ کے سامنے آپ کو جلوہ آراء دیکھتا ہوں۔

پھر فرمایا ذوالنون تم کہاں؟ تم مجنونوں کے پیچھے کیوں پڑے؟ کیسے تشریف لائے؟ ذوالنون فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا پوچھو میں نے کہا تمہارے نزدیک کس شے نے تنہائی کو محبوب بنا دیا اور کس چیز نے تمہیں جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرایا؟ فرمایا محبت نے مجھے جنگل اور پہاڑوں میں پھرایا اور میرے شوق نے مجھے مجبور کیا اور میرے عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کر دیا۔ پھر کہا اے ذوالنون کیا تمہیں دیوانوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے ایسے لوگوں کی باتیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور ان سے مجھے رقت اور غم طاری ہوتا ہے۔

ذوالنون فرماتے ہیں کہ پھر وہ جوان میرے سامنے سے غائب ہو گیا اور پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔

اللہ کی معرفت کے اسرار جاننے والی خاتون

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض احباب کہا کہ کوہ مقطم میں ایک لڑکی اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرنے والی رہتی ہے۔ میرے دل میں اس سے ملنے کا شوق ہوا اور وہاں پہنچ کر اسے تلاش کیا وہ نہ ملی مگر ایک عابد زاہد لوگوں کے ایک گروہ میں سے ایک شخص سے ملاقات ہو گئی اور ان سے حال پوچھا تو کہا۔ تم داناؤں سے بھاگتے ہو اور دیوانوں کو پوچھتے ہو؟ میں نے کہا آپ بتا دیں کہ وہ مجنونہ کہاں ہے؟ کہا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ میں ان کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا دور سے ایک غمناک آواز سنی۔ میں اس آوار کے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھی ہے میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیکر کہا۔ ذوالنون! تمہیں دیوانوں سے کیا کام۔ میں نے کہا کہ کیا تو دیوانی ہے؟ کہا اگر دیوانی نہ ہوتی تو لوگ مجھے کیوں دیوانی کہتے میں نے کہا تجھے کس شے نے دیوانہ بنایا کہا ذوالنون اس کی محبت نے مجھے دیوانہ اور اس کے شوق نے حیران کیا ہے اور اس لی دریافت نے قلق اور تڑپ میں ڈال دیا ہے کیونکہ محبت تو "قلب" میں ہوتی ہے اور شوق "فواد" میں اور دریافت کرنا "سر" میں، میں نے پوچھا لڑکی کیا فواد اور شے ہے اور قلب اور؟ کہا ہاں فواد قلب کے نور کو بولتے ہیں اور سر فواد کے نور کو، سو قلب تو محبت کرتا ہے اور فواد مشتاق ہوتا ہے اور سر پاتا ہے۔ میں نے پوچھا سر کس شے کو پاتا ہے کہا حق کو، میں نے پوچھا حق کو کس طرح پاتا ہے۔ کہا ذوالنون حق کو پانا بلا کیف ہوتا ہے۔ میں نے کہا بھلا تیرا حق کو پانے میں صادق ہونا کیسا ہے؟ یہ سنتے ہی

اس نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئی کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جائے جب ہوش میں آئی تو بہت سے ہائے کے نعرے مارے اس کے بعد چند اشعار درد انگیز پڑھے پھر ایک چیخ ماری اور کہا دیکھ صادق اور سچے لوگ اس طرح جاتے ہیں پھر اس پر غشی طاری ہوئی میں نے پاس جاکر جو اسے ہلایا تو وہ فوت ہو چکی تھی۔ میں نے کوئی چیز ڈھونڈی کہ اس سے اس کے لیے قبر کھودوں دیکھا تو وہ میری نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔

اللہ کی محبت میں دس دن تک کچھ نہ کھایا

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد میں تین دن تک رہا نہ کھایا نہ پیا جب چوتھا دن ہوا تو بھوک نے مجھے شکستہ و خستہ کر دیا اسی حالت شکستگی میں بیٹھا تھا کہ ایک دیوانہ مسجد کے دروازے سے آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر تھا اور گردن میں بڑا بھاری طوق پڑا ہوا تھا' لڑکے اس کے گرد تھے وہ دیوانہ مسجد میں چکر لگانے لگا جب وہ میرے سامنے آیا تو مجھے گھورنے لگا۔ میں اپنے جی میں گھبرایا اور دل میں کہا۔ خداوندا! آپ نے مجھے بھوکا بھی رکھا اور پھر ایسے شخص کو مجھ پر مسلط بھی کر دیا جو مجھے قتل کر دے۔ میرے جی میں یہ مضمون آہی رہا تھا کہ اس مجنون نے میری طرف التفات کر کے شعر پڑھا۔

محل نبات الصبر فيك غريزة   فياليت شعرى هل لصبرك آخر

قند صبر کا محل تیری ایک طبیعت ہے (تجھ میں صبر کے ٹھہرنے کی جگہ ہے) اے کاش مجھے خبر ہو کہ تیرے صبر کا کوئی اختتام بھی ہے۔

یہ سن کر میرے ہوش ٹھکانے لگے اور میرا گھبرانا جاتا رہا اور میں نے کہا کہ اے مخدوم! اگر امید نہ ہوتی تو میں صبر نہ کرتا۔ اس نے کہا کہ تیری امید کی جائے قرار کہاں ہے میں نے کہا میری امید کی جائے قرار وہی ہے جہاں عارفین کے افکار قرار پاتے ہیں۔ کہا واہ اے فضیل خوب کہا بیشک عارفین کے قلوب کی آبادی' افکار ہیں۔ اور حزن و غم ان کے اوطان۔ میں نے اس غم کو پہچان لیا ہے اس لیے اس سے انس حاصل کیا ہے۔ عارفین ہی کے عقول صحیح اور ان کے دل انوار الٰہی میں ڈوبے ہوئے اور ان کی ارواح ملکوت اعلیٰ میں معلق ہیں۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کہ مستانہ کلام نے مجھے ایسا بے خود بنا دیا کہ میں دس

دن متواتر بے آب و دانہ پڑا رہا۔ اسے بڑی خوشحالی نصیب ہو جو مخلوق سے وحشت پکڑے اور حق سے انس حاصل کرے۔

شاید مجھے خدا خدام میں لکھ لے

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز بہلول مجنون جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ اور حالت یہ تھی کہ ایک بانس کا گھوڑا بنا رکھا تھا جیسا لڑکے بنا لیا کرتے ہیں' اور ہاتھ میں ایک کوڑا تھا اور بھاگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا بہلول کہا جا رہے ہو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں پیشی ہے وہاں جاتا ہوں۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد جو لوٹ کر آئے تو وہ بانس کا گھوڑا ٹوٹا ہوا تھا اور آنکھیں روتے روتے سرخ تھیں۔ میں نے پوچھا کیا گزری؟ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر اس امید پر کھڑا ہوا کہ مجھے بھی خدام میں لکھ لیا جائے لیکن جب مجھے پہچانا تو دھتکار دیا۔

مؤلف کہتا ہے کہ بہلول رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول عارف محب مقبول کے قول کے مثل ہے جو قلب حزیں اور خوف الٰہی میں ڈوبے ہوئے سے صادر ہوا ہے۔

خدا کو مجھ سے محبت ہے

عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا دیکھا تو وہاں ایک مجنونہ لونڈی فروخت ہو رہی ہے میں نے اسے سات دینار دے کر خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا میں نے اسے دیکھا کہ وہ اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے اس کا دم گھٹا جاتا تھا اور یہ مناجات کرتی تھی کہ اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم کیجئے یہ حال اس کا دیکھ کر مجھے اس کے جنون کی حالت معلوم ہوئی کہ اسے اس قسم کا جنون ہے۔ میں نے اس کی یہ مناجات سن کر کہا لونڈی تو اس طرح نہ کہہ بلکہ اس طرح کہہ "اے اللہ تجھ سے میرے محبت رکھنے کی قسم"۔ یہ سنکر بولی چل دور ہو۔ مجھے قسم ہے اس حق کی اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ پھر منہ کے بل گر پڑی

الکرب مجتمع والقلب محترق	والصبر مفترق والدمع مستبق
کیف القرار علی من لا قرار لہ	مما جناہ الھوی والشوق والقلق
یا رب ان کان شیٔ فیہ لی فرح	فامنن علی بہ مادام بی رمق

(ترجمہ) اضطراب جمع ہونے والا اور دل جلنے ولا ہے اور صبر الگ ہے اور آنسو آگے بڑھنے والے ہیں جس کو عشق اور شوق اور تڑپ کے حملوں سے بالکل چین نہیں اس کو بھلا کس طرح سکون اور قرار ہو - میرے رب اگر کوئی شے ایسی ہو کر اس سے غم دفع ہو تو جب تک کچھ جان باقی ہے ان سے مجھ پر احسان فرمایئے -

پھر نہایت بلند آواز سے پکاری کہ اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا اور اب مخلوق کو بھی خبر ہو چکی ہے! اب مجھ کو آپ اپنے پاس بلا لیجئے' یہ کہہ کر زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کے صدمہ سے جان دیدی اور فوت ہو گئی

مشاہدہ حق کرنے والا بزرگ

شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن راستہ میں میں نے ایک مجنون کو دیکھا کہ لڑکے اس کے پیچھے ڈھیلے پتھر مارتے ہیں اور اس کا سر اور منہ مارے پتھروں کے لہولہان ہو رہا ہے - میں ان لڑکوں کو دھمکانے اور الگ کرنے لگا تو وہ لڑکے بولے کہ اے شیخ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دے ہم اسے قتل کریں گے یہ کافر ہے میں نے پوچھا کہ اس میں کفر کی کیا بات ہے؟ کہنے لگے یہ اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اور اس سے باتیں بھی کرتا ہوں - میں نے لڑکوں سے کہا ذرا ٹھہرو میں اس کے پاس آیا دیکھا تو کچھ ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے میں نے پاس جاکر غور سے سنا تو اسے یہ کہتے پایا کہ یہ جو کچھ آپ سے صادر ہوا ہے بہت اچھا ہے مجھ پر آپ نے ان لڑکوں کو مسلط کر دیا ہے کہ یہ مجھ پر پتھراؤ کر رہے ہیں میں نے پوچھا کہ بھائی یہ لڑکے تمہارے متعلق کچھ تہمت لگاتے ہیں؟ کہا اے شبلی کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا لڑکے کہتے ہیں کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہوں - یہ سن کر اس نے بڑے زور سے چیخ ماری اور کہا قسم ہے شبلی اس ذات کی جس نے اپنی محبت سے مجھ کو شکستہ کر دیا اور اپنے قرب اور بعد کے درمیان مجھے بھٹکا دیا ہے اگر وہ مجھ سے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی پردہ میں ہو جائے تو میں درد فراق سے پارہ پارہ ہو جاؤں - پھر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ کہتا ہوا بھاگا

خيالك في عيني وذكرك في فمي ومثواك في قلبي فاين تغيب

(ترجمہ) تیرا خیال میری آنکھ میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں ہے' اور تیرا ٹھکانا میرے دل میں ہے پھر تو کہاں غائب ہو سکتا ہے

عبادت میں مصروف بزرگ کی حکایت

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوہ لبنان کے ایک غار میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی بالکل سفید اور سر کے بال غبار آلود ہیں اور نہایت لاغر ہیں اور نماز میں مشغول ہیں جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر پھر نیت باندھ لی اسی طرح عصر تک برابر نماز میں مشغول رہے پھر ایک پتھر کے سہارے بیٹھ گئے اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگے اور مجھ سے کچھ بات چیت نہ کی۔ میں نے خود ہی عرض کیا کہ حضرت میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ فرمایا کہ اللہ تالی تجھے اپنے قرب سے مانوس فرما دے۔ میں نے کہا کچھ اور فرمایئے فرمایا بیٹا جسے اللہ تعالی اپنے قرب سے مانوس کر دیتا ہے اسے چار خصلتیں عطا فرماتا ہے۔ (۱) عزت بغیر خاندان (۲) علم بے طلب۔ (۳) غنا بغیر مال (۴) انس بے جماعت' یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے اور پورے تین دن بعد افاقہ ہوا اٹھکر وضو کیا اور مجھ سے پوچھ کر سب فوت شدہ نمازوں کی قضاء کی اور مجھ سے سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔ میں نے عرض کیا حضرت میں تو تین دن اسی امید پر پڑا رہا کہ شیخ اور کچھ نصیحت فرمائیں گے اور مجھے اس وقت رونا آگیا۔ فرمایا اپنے مولا کو دوست رکھ اور اس کی جگہ کسی کی چاہت نہ کر کیونکہ اللہ کو دوست رکھنے والے ہی تمام بندوں کے سرتاج اور اللہ کے برگزیدہ اور اس کے خالص بندے ہیں۔ پھر ایک چیخ ماری اور جان بحق ہو گئے کچھ دیر کے بعد عابدوں کی ایک جماعت پہاڑ سے اتری اور تجہیز و تکفین کرنے میں مشغول ہو گئی دفن سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ان سے پوچھا' صاحبو! اس شیخ کا کیا نام تھا کہا کہ شیبان مصاب رحمۃ اللہ علیہ

بیس برس تک خدا کی عبادت میں دیوانی رہی

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس کے صحراء میں چلا جا رہا تھا کہ ایک آواز میرے کان میں آئی کہ کوئی کہتا ہے۔ اے بے حد اور بے انتہاء نعمتوں والے اور اے جود اور حقیقی بقاء والے میری قلبی نگاہ کو اپنے میدان جبروت میں جولانی دیکر نفع مند کر اور میری ہمت کو اپنے لطف سے متصل فرما' اور اے رؤف اپنے جلال کے صدقہ مجھے متکبرین اور سرکشوں کی راہوں سے پناہ دے' اور تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں مجھے اپنا خادم اور طالب بنائے رکھ اور اے میرے دل کے روشن کرنے والے اور

اے میرے مطلوب حقیقی میرے ارادہ میں تو ہی میرے ساتھ رہ۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں اس عجیب مضمون کو سن کر اس آواز کے پیچھے ہولیا۔ شدہ شدہ معلوم ہوا کہ وہ آواز ایک عورت کی تھی جو ریاضات و مجاہدات کی آگ سے جل کر سوختہ مثل آتش ہوگئی تھی اور اس کے بدن پر اون کا ایک کرتہ اور سر پر بالوں کا دوپٹہ تھا' مشقت نے اسے بالکل لاغر کردیا تھا اور رانِدوہ نہانی نے فنا کر رکھا تھا اور عشق الٰہی کی آگ نے پگھلا دیا تھا میں نے قریب جا کر کہا السلام علیک' جواب ملا وعلیکم السلام اے ذوالنون۔ میں نے تعجب سے کہا لا الہ الا اللّٰہ تو نے میرا نام کس طرح جانا؟ تو نے تو آج کے سوا مجھے کبھی نہیں دیکھا؟ کہا ذوالنون میرے محبوب حقیقی نے اسرار کے پردے مجھ سے اٹھا دیے ہیں اور قلب سے اندھاپن کھو دیا ہے اس لیے مجھے تیرا نام معلوم ہوگیا۔ ذوالنون فرماتے ہیں میں نے کہا تو اپنی مناجات پھر سنا یہ سن کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے نور اور رونق والے تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جس شے کے شرکا میں ادراک کرتی ہوں اسے مجھ سے علیحدہ کردے کیونکہ میں اس زندگی سے بہت متوحش ہوں۔ یہ کہہ کر ذرا سی دیر کے بعد مردہ ہو کر گر پڑی اور میں حیران و متفکر کھڑا رہ گیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک بڑھیا آئی اور اس کے چہرے کو دیکھ کر بولی الحمدللّٰہ الذی اکرمہا تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اس کو عزت عطاء کی۔ میں نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے اور تم کون ہو اور یہ کیا قصہ ہے؟ کہا مجھے زہراء ولہانہ کہتے ہیں اور یہ میری بیٹی ہے۔ بیس برس سے اس کی یہی حالت ہے' لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ دیوانی ہوگئی ہے مگر واقعی بات یہ ہے کہ شوق الٰہی نے اس کو اس حال پر پہنچایا تھا۔ سبحان اللّٰہ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے۔

قالوا جننت بمن تهوى فقلت لهم

مالذة العيش الا للمجانين

(ترجمہ) لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے محبوب کے عشق میں دیوانہ ہوگیا ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا کر زندگی کی لذت بھی دیوانوں کو ہی نصیب ہے۔ (پھر میں کیونکر اللہ کا دیوانہ نہ بنوں)

اولیاء کے مقامات

شیخ ابو عبد اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ کوہ لکام کی دشت پیمائی اس لیے اختیار کی کہ شاید مردان خدا میں سے کوئی نظر پڑے تو اس سے کچھ حاصل کروں۔ اتفاقاً میں ایک روز چند اشعار عشقیہ پڑھ رہا تھا کہ ایک عورت سنتی ہوئی آگئی میں نے اپنے دل میں کہا اگر کسی مرد سے ملاقات ہوتی تو اچھا تھا' یہ خطرہ دل میں گذرا ہی تھا کہ بولی اے ابو عبد اللہ! تمہارا حال بھی بہت عجیب ہے بھلا جس شخص کو عورتوں کے مقامات تک بھی دسترس نہ ہو وہ مردوں کے ملنے کا کیوں ارادہ کرے۔ میں نے کہا کہ تم نے تو بہت بڑا دعویٰ کیا کہا وہ دعوی حرام ہے جو بے دلیل ہو میں نے کہا تمہارے پاس کون سی دلیل ہے؟ کہا دلیل یہ ہے کہ مالک و محبوب حقیقی میرے لیے ایسا ہے جیسا میں چاہتی ہوں کیونکہ میں اس کے لیے ایسی ہوں جیسا وہ چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ابھی بھنی ہوئی مچھلی آئے کہا کہ لاحول ولا قوۃ تم نے تو بہت ہی ادنیٰ چیز کا سوال کیا یہ کیوں نہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے شوق کے ایسے بازو عطا فرمائے کہ اس کے ذریعہ سے میری طرح اس تک اڑ جائے پھر یہ کہہ کر اڑ گئی ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر بہت نادم ہوا اور اس وقت کوئی چیز اپنی ذلت سے زیادہ تلخ اور اس کے مرتبہ اور عزت سے زیادہ شیریں معلوم نہ ہوئی اور میں بھی اس کے پیچھے دوڑا اور کہا اے سیدہ! تمہیں اس ذات کی قسم جس نے تمہیں دیا اور مجھے محروم کیا اور تم پر بخشش کی اور مجھے بے نصیب کیا خدا کے واسطے میرے لیے کچھ دعا کی امداد کرو کہا کہ تم کو تو مردوں کی دعا چاہئے عورتوں سے کیا مطلب۔ میں نے کہا خیر اگر دعا نہیں کرتیں تو برائے خدا ایک نظر توجہ ہی سہی' کہا کہ میں جس بلند چال میں مشغول ہوں وہ حالت تیری طرف نظر ڈالنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ میں نے کہا دو کلمات دعا ہی سہی؟ کہا کل صبح تو ایک دعا کرنے والے مقبول بزرگ سے ملے گا' یہ کہہ کر روانہ ہو گئی اور میرے عیش تلخ کر گئی۔ خیر جوں توں شام ہوئی اور رات جس طرح گذری گذر گئی صبح ہوئی تو دیکھا سامنے سے ایک شخص گھٹنوں کے بل آ رہا ہے اور چہرہ پر بزرگی کے علامات ظاہر ہیں اور محبت کے آثار نمایاں ہیں' انہیں دیکھ کر میرے دل میں خطرہ گذرا کہ اس عورت نے جس بزرگ کا ذکر کیا تھا یہ وہی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہو کر بولے ہاں ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے کہا حضرت خدا کیلئے کچھ ایسی دعا فرمائیے جس سے محبوب حقیقی تک کچھ دسترس ہو' فرمایا ابو عبد اللہ

جس میں کچھ دعویٰ نہ تھا اس کی دعا سے تو تم محروم رہے کیا تمہیں اس قدر بھی بصیرت نہیں کہ ریحانہ کوفیہ کو پہچانتے ۔ اب میں اس وقت تک دعا نہیں کر سکتا جب تک تم دیوانوں سے نہ ملو اور وہ کل تمہیں ملیں گے ۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے اور مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے دوسرے روز دیکھا کہ ایک قاری ایسی دردناک آواز اور غم ناک قلب سے یہ آیت تلاوت کرتا ہے کہ سننے والا پانی پانی ہوا جاتا تھا۔

وعلی الثلثه الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض الایۃ۔

میں یہ ..... سن کر اس کی آواز پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے کہا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تیری آواز میں یہ حسن بخشا ہے تو میرے قلب خستہ پر رحم کر۔ کچھ دیر بعد ایک شخص بر آمد ہوا جو محبت الٰہی سے چور چور تھا۔ بولا تجھے ایسے دیوانے سے کیا کام جس کے آنسو کسی وقت بھی نہیں تھمتے لیکن چونکہ تجھے دعا کے لیے میرے حوالے کیا گیا ہے اس لیے کہتا ہوں کہ ایسے دیوانوں کی درگاہ کو لازم پکڑ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھام لے ۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا حضرت کچھ اور فرمائیے ۔ فرمایا اپنے نفس پر رحم کر یعنی گناہوں کو چھوڑ دے دنیا کے پاس بھی نہ جا کیونکہ یہ دنیا ایسی بے وفا ہے جو اس کے بڑے چاہنے والے ہیں انہیں تو ڈبو ہی دیتی ہے اور بیچ والوں کا گلا گھونٹتی ہے اور کم درجہ والوں کو آگ میں جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی قبولیت اور وصول و صدق سے بہرہ مند کر کے اپنے پسندیدہ لوگوں میں بنادے اور انشاء اللہ میں تجھے لذت نظر سے محروم نہ کروں گا اور تجھے ان لوگوں میں جمع کر دوں گا جو معائنہ کے بعد خبر پر قناعت کرتے ہیں۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے اشارہ فرمایا تھا میں سمجھ گیا

بیس برس تک عبادت کی مگر کچھ نہ مانگا

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں انطاکیہ کے ایک پہاڑ پر جا رہا تھا کہ ایک دیوانی سی لڑکی صوف کا جبہ پہنے ہوئے نظر پڑی میں نے سلام کیا اس نے جواب دے کر کہا تم ذوالنون ہو' میں نے حیران ہو کر پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا؟ کہا محبوب حقیقی کی معرفت سے ۔ پھر کہنے لگی ذوالنون میں یہ دریافت کرتی ہوں کہ سخاوت کیا چیز ہے؟ میں نے کہا سخاوت داد و دہش ہے۔ کہا یہ تو دنیا کی سخاوت ہے دین کی سخاوت کیا ہے؟ میں نے

کہا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سعی کرنا جب بندہ طاعت میں سعی کرتا ہے تو محبوب حقیقی قلب پر تجلی فرما ہوتا ہے لیکن اس وقت چاہئے کہ تو اس سے کچھ مانگے ۔ اے ذوالنون بیس برس سے میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اس سے ایک شے طلب کروں مگر اس سے شرم آتی ہے کہ میں اس برے مزدور کی طرح ہو جاؤں گی جب وہ کام کرتا ہے تو فوراً اجرت مانگ لیتا ہے اس کی تعظیم اور جلال کی وجہ سے عبادت کرتی ہوں یہ کہا اور روانہ ہو گئی۔

اللہ کا مشاہدہ کرنے والی خاتون

حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تن تنہا بیت اللہ شریف گیا اور وہاں کی مجاورت اختیار کی اور میری عادت تھی کہ جب رات کو خوب تاریکی ہو جاتی تو میں طواف کرتا ۔ حسب عادت ایک دن طواف کر رہا تھا کہ ایک نو عمر لڑکی کو دیکھا کہ طواف کرتی جاتی ہے اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق سے گاتی جاتی ہے۔

ابی الحب ان یخفی و کم قد کتمته   فاصبح عندی قد اناخ و طنبا

اذا اشتد شوقی ھام قلبی بذکرہ   وان رمت قربا من حبیبی تقربا

و یبدوا فافنی ثم احیابه له   ویسعدنی حتی الذ واطربا

(ترجمہ) محبت اور عشق کو میں نے بہت چھپایا لیکن اب کسی طرح نہیں چھپ سکتا اس نے تو میرے پاس ڈیرہ ہی ڈال دیا۔

جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کی یاد میں حیران و مضطرب ہوتا ہے اور اگر میں اپنے دوست کے قرب کا قصد کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنی دولت قرب سے محروم نہیں فرماتا بلکہ قریب ہو جاتا ہے

اور جب میرا محبوب تجلی ڈالتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اس کے لیے اور اسی کی دست گیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری امداد کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کی عنایتوں سے لذت حاصل کرتی ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی کہ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے ۔ وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور بولی ۔ جنید! اگر خوف الٰہی نہ ہوتا تو میں میٹھا خواب کیوں چھوڑتی ۔ خوف ہی نے تو مجھے میرے وطن سے بے وطن کیا ہے ۔ اسی کے عشق میں تو بھاگی پھرتی ہوں ' اسی کی محبت نے تو مجھے

حیران بنا رکھا ہے۔ پھر پوچھا اے جنید بتاؤ تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا رب بیت اللہ کا ۔میں نے کہا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر آسمان کی طرف مونہہ اٹھایا اور بولی۔ سبحان اللہ آپ کی بھی کیا شان ہے مخلوق جو خود پتھروں جیسی ہے وہ پتھروں ہی کا طواف کرتی ہے جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو اس لڑکی کو نہ دیکھا۔

ولی بننے کا اہم راز

محمد بن رافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شام کے ایک شہر سے آ رہا تھا راستہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ اون کا ایک جبہ پہنے ہوئے ہے ہاتھ میں لاٹھی ہے میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا میں نہیں جانتا پھر پوچھا کہاں سے آ رہے ہو کہا خبر نہیں۔ اس کی ان باتوں سے میں نے سمجھا کہ پاگل ہے پھر میں نے پوچھا تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سنتے ہی اس کا رنگ ایسا زرد پڑ گیا جیسے کسی نے زعفران سے رنگ دیا ہو' کہا مجھے ایسی ذات نے پیدا کیا ہے جس کی شان یہ ہے (یعنی جس نے مجھے زرد کر دیا) میں نے کہا تو گھبرا نہیں میں کوئی اجنبی شخص نہیں بلکہ تیرا بھائی ہوں' مجھ سے تنگ نہ ہو کہنے لگا اللہ کی قسم اگر مجھ کو لوگوں سے الگ رہنے کی اجازت مل جائے تو کسی ایسے بلند پہاڑ پر جس پر چڑھنا دشوار ہو چلا جاؤں گا یا کسی غار میں چھپ جاؤں گا تاکہ دنیا اور اہل دنیا سے راحت مل جائے۔ میں نے کہا دنیا نے تمہارا کیا قصور کیا ہے جو تم اس سے اس قدر ناراض ہو؟ کہا ایک قصور تو اس نے یہی کیا ہے کہ اس کے نقصان ہمیں نظر نہیں آتے۔ میں نے کہا کہ اس نابینائی کا کچھ علاج تمہارے پاس ہے؟ کہا علاج تو ہے لیکن سخت مشکل ہے تم سے ہو نہ سکے گا کوئی سہل سی دوا استعمال کر لو۔ میں نے کہا بہتر ہے کوئی سہل دوا بتلا دو۔ فرمایا مرض بیان کرو' میں نے کہا مرض حب دنیا ہے وہ اس کو سنکر ہنسا اور کہا کہ اس سے زیادہ کوئی مرض نہیں اس کا علاج یہ ہے کہ تازہ تازہ زہر کے جام نوش کرو اور سخت سخت مصائب جھیلو۔ میں نے کہا اس کے بعد کیا کروں فرمایا اس کے بعد صبر کے تلخ گھونٹ پیو مگر اس میں جزع فزع نہ ہو اور جس کھیل میں راحت نہ ہو اس کا شربت پیو۔ میں نے کہا پھر کیا کروں کہا اس کے بعد وحشت بلا انس اور فراق بلا اجتماع کا بوجھ اٹھاؤ میں نے کہا پھر کیا کروں کہا پھر اپنے محبوب سے تسلی اور صبر ہے اگر معالجہ کا ارادہ ہو تو اس کا استعمال کرو ورنہ گوشہ عافیت اختیار کرو اور فتنوں سے الگ رہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ کوئی ایسا عمل بتائیے جس

سے مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو؟ کہا بھائی میں نے عبادتوں کو خوب آزمایا ہے مجھ کو تو لوگوں سے الگ رہنا سب سے زیادہ نافع معلوم ہوتا ہے قلب کے اگر دس حصے کیے جائیں تو نو حصوں کا تعلق تو لوگوں سے ہے اور ایک حصہ کا دنیا سے۔ سو وہ شخص تنہا رہنے پر قادر ہو گیا اور اس نے قلب کے نو حصوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ چلا گیا اور پھر میں نے اسے نہ دیکھا

دنیا کے مریض کیلئے عجیب نسخہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک طبیب پر میرا گذر ہوا دیکھا کہ اس کے چاروں طرف مریضوں کی بھیڑ لگ رہی ہے اور وہ ان کو ان کے مرض کے مناسب دوائیں بتا رہا ہے میں بھی اس کے سامنے گیا اور نبض دکھائی تھوڑی دیر نبض دیکھ کر سر جھکایا۔ پھر کہا تم صبر کی جڑ کے پتے، تواضع کا ہلیلہ اور تمام اجزا کو یقین کے ظرف میں رکھو اور اس پر آب خوف و حیا ڈالو پھر اس کے نیچے آتش حزن واندوہ روشن کرو پھر اس کو مراقبہ کی چھلنی سے جام رضا میں چھانو پھر شراب توکل سے ملاوٹ کر کے جام استغفار میں بھر کر دست صدق سے پکڑ کر پی جاؤ۔ پھر تقویٰ کے پانی سے کلی کر ڈالو اور حرص و طمع سے پرہیز رکھو، انشاء اللہ صحت یاب ہو گے۔

گناہوں کے علاج کا عظیم نسخہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کے ایک کوچہ سے تشریف لے جا رہے تھے دیکھا کہ لوگوں کا ایک بڑا بھاری حلقہ ہے اور مخلوق اس کے گرد اگرد گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی ہے، یہ دیکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی وہاں تشریف لے گئے تاکہ معلوم کریں کہ کس وجہ سے یہ خلقت جمع ہے۔ دیکھا کہ ایک نوجوان شخص وقار اور اطمینان سے آراستہ کرسی پر بیٹھا ہے اور لوگ اس کے پاس قارورہ کی شیشیاں لا رہے ہیں اور وہ مریضوں کے مرض کی تشخیص کر رہا ہے اور جو دوا جس کے مناسب ہے بتا رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے پاس تشریف لے گئے سلام کر کے پوچھا تمہارے پاس گناہ کی بھی کوئی دوا ہے جس کے معالجہ سے سب طبیب عاجز آ گئے ہیں؟ طبیب نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور دیر تک اسی حالت میں رہا۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے دوبارہ پوچھا اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے سر اٹھا کر سلام کا جواب دیا اور کہا اب

فرمائیے آپ کیا دریافت فرماتے ہیں - فرمایا تم گناہوں کی دوا بھی جانتے ہو؟ کہا ہاں اول بستان ایمان میں جاؤ اور وہاں سے یہ ادویہ: بیخ نیت' حب ندامت' برگ تدبیر' تخم ورع' ثمر فقہ' شاخ یقین' مغز اخلاص' قشر اجتہاد' بیخ توکل' اکمام اعتبار' تریاق تواضع' خضوع قلب اور فہم کامل سے کف توفیق اور انگشتان تصدیق سے لو- پھر ان سب کو طبق تحقیق میں رکھ کر آب اشک سے شستہ کر کے رجاء کی دیگ میں رکھو- پھر اس پر آتش شوق اسقدر روشن کرو کہ اس پر حکمت کا کف آ جائے پھر اس کو رضا کے پیالوں میں نکالو اور استغفار کے پنکھے سے ٹھنڈا کرو- اس سے ایک عمدہ شربت تیار ہو جائے گا- پھر اسے ایسی جگہ جا کر استعمال کرو کہ وہاں خدا کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ گناہوں کا مرض جاتا رہے گا- اس کے بعد اس طبیب نے ایک چیخ ماری اور واصل بحق ہوا- یہ قصہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ تو تو دنیا اور آخرت دونوں کا طبیب ہے- پھر اس کی تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا-

رضا بالقضاء کی شان

ایک بزرگ بیمار ہوئے اور بہت ضعیف ہو گئے رنگ زرد پڑ گیا لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت کسی طبیب کو بلائیں وہ کوئی دوا تجویز کر دے گا فرمایا خود طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے- اور یہ شعر پڑھا

کیف اشکو الی طبیبی ما بی　　والذی بی اصابنی من طبیبی

(ترجمہ) میں اپنی تکلیف کی اپنے طبیب سے کس طرح شکایت کروں حالانکہ یہ جو کچھ مجھے پیش آرہا ہے' میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے-

اوصاف ولایت

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بہت سے ایسے بندے ہیں جنھوں نے گناہوں کے بہت سے درخت لگائے پھر ان کو آب توبہ سے سینچا تو ان میں ندامت اور حزن کے پھل لگے اور بغیر جنون کے مجنون ہو گئے اور بلا کسی عیب کے کند ذہن بن گئے' اور باوجود بلیغ و فصیح ہونے کے گونگے ہو گئے' اور ان کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معرفت میں وہ کامل ہیں پھر انہوں نے جام صفا پیا تو ان کو طویل آزمائش کے ساتھ صبر کی میراث ملی - پھر ان کے دل ملکوت میں حیران ہوئے اور ان کے

افکار جبروت کے سراپردوں میں جولانی کرنے لگے اور ندامت کے پتوں کا سایہ حاصل کرنے لگے اور خطاؤں کے صحیفہ کی تلاوت میں مشغول ہوئے (یعنی ان کو اپنی خطائیں پیش نظر ہوگئیں اور جزع و فزع کی دولت مل گئی) یہاں تک کہ وہ ورع کے زینہ کے ذریعہ بام زہد پر پہنچ گئے اور ترک دنیا کی تلخی انہیں شیریں معلوم ہونے لگی اور سخت بستر کی سختی کو وہ مثل حریر نرم سمجھنے لگے یہاں تک کہ وہ کمند نجات اور سلامتی کے عروۃ الوثقیٰ پر فائز ہوئے اور ان کی ارواح ملاء اعلیٰ کی سیر کرنے لگیں اور بستان نعیم میں مقیم ہوگئے اور بحر حیات میں گھس گئے اور خواہشات نفسانیہ کے پلوں سے گذر کر صحن علم میں جا اترے اور حوض حکمت سے سیراب ہوئے اور کشتی عطیہ میں سوار ہو کر بستان راحت اور معدن عزو کرامت میں پہنچ گئے۔

حضرت ذوالنون کی مناجات

حضرت ذوالنون رحمہ اللہ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دیجئے جن کی ارواح عالم ملکوت میں حیران ہیں اور جن کے لیے جبروت کے حجاب کھول دیئے گئے ہیں اور وہ بحر یقین میں غوطہ مار رہے ہیں اور بستان متقین میں گشت لگا رہے ہیں اور توکل کی کشتی میں سوار ہیں اور جدول قرب میں ہوائے محبت سے بہ کر ساحل اخلاص پر آلگے ہیں اور بار خطیات کو پس پشت ڈالکر طاعات کو لے لیا ہے۔

اولیاء اللہ کا شہر اور اس کے عجائبات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر نو اولیاء اللہ کو دیکھا اور ان کے پیچھے ہو گیا۔ ان میں سے ایک نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا تمہارے ساتھ کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں نے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

المرء مع من احب یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے اسکو محبت ہے۔

پھر ایک نے ان میں سے کہا' جہاں ہم جاتے ہیں وہاں تم نہیں جا سکتے کیونکہ وہاں وہی شخص جا سکتا ہے جس کی عمر چالیس سال ہو۔ ایک اور نے کہا آنے دو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی وہاں جانا نصیب کر دے۔ القصہ میں چلا اور زمین ہمارے نیچے سے خود بخود قطع ہوتی جاتی تھی چلتے چلتے ایک ایسے شہر میں پہنچے جو چاندی' سونے سے بنایا گیا تھا اور

وہاں کے درخت خوب گنجان تھے' نہریں جاری تھیں اور عمدہ عمدہ میوے بکثرت تھے۔ ہم اس شہر کے اندر گئے اور وہاں سے قسم قسم کے میوے کھائے اور میں نے وہاں کے تین سیب اپنے پاس رکھ لیے اور انہوں نے بالکل منع نہ کیا۔ جب وہاں سے واپس آنے لگے تو میں نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے فرمایا یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے جب ان کا سیر کرنے کو جی چاہتا ہے تو جہاں کہیں ہوں ان کے سامنے یہ شہر ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن چالیس سال سے کم عمر کا تیرے سوا یہاں آج تک کوئی نہیں آیا۔ پھر جب ہم مکہ آئے تو میں نے ایک دامغانی کو ان میں سے ایک سیب دیا۔ اس نے پھینک دیا اس پر میرے ہمراہیوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ جب تو بھوکا ہو اس باقی سیب سے کھالینا وہ بدستور رہے گا فنا نہ ہوگا۔ القصہ میں اپنے گھر آیا اور میرے پاس ایک سیب باقی تھا میری بہن مجھ کو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بھائی جو تم ہمارے واسطے سفر سے ایک عجیب چیز لائے ہو وہ لاؤ میں نے کہا کیا عجیب چیز لاتا مجھے دنیا کی کیا چیز میسر ہوتی ہے جو تمہارے لیے لاتا' اس نے کہا وہ سیب کہاں ہے۔ میں نے اسے چھپالیا اور کہا کونسا سیب اس نے کہا ہم سے کیوں چھپاتے ہو۔ تمہیں تو اس شہر کی سیر دھکے کھا کر نصیب ہوئی اور مجھے تو بیس برس کی عمر میں اس شہر میں لے گئے تھے اور واللہ میری خواہش کے بغیر مجھے بلایا گیا تھا۔ میں نے کہا بہن یہ کیا کہتی ہو مجھ سے تو ایک بزرگ نے یہ فرمایا کہ چالیس سال سے کم عمر والا اس میں آج تک تیرے سوا کوئی نہیں آیا؟ کہا ہاں یہ قاعدہ مریدین اور عشاق کے لیے ہے اور جو مراد اور محبوب ہیں وہ اس میں جب چاہیں جاسکتے ہیں اور وہ اس سے کچھ راضی نہیں ہوتے اور تم جب چاہو میں اس شہر کو دکھلا سکتی ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب دکھاؤ اس نے کہا اچھا دکھاتی ہوں۔ یہ کہہ کر آواز دی کہ اے شہر حاضر ہو! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کہ کہتے ہی بعینہ وہی شہر آنکھوں سے دیکھ لیا اور دیکھا کہ وہ شہر میری بہن کی طرف جھک رہا ہے۔ میری بہن نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر مجھ سے پوچھا کہ اب بتاؤ تمہارا سیب کہاں ہے۔ اس کے بعد وہ سیب جو میرے اوپر تھا مجھ پر گر پڑا۔ میں یہ عجیب معاملہ دیکھ کر ہنسا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر میں نے اپنے آپ کو حقیر سمجھا اور میں پہلے نہ جانتا تھا کہ میری بہن بھی ایسے لوگوں میں سے ہے

فائدہ اس کتاب کے مقدمہ میں گزر چکا ہے کہ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہیں قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے تھوڑے سے وقت میں ان کے تخت کا دور دراز تک کا سفر طے کرنا مذکور

ہے' اس واقعہ میں جو اولیاء کے شہر تک پہنچنے کے لئے زمین کی طنابیں سمیٹ دی گئیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے مذکورہ معجزہ بلکہ حضور ﷺ کے شب معراج میں بہت طویل سفرطے کرنے کا تتمہ ہے
اور اولیاء کا شہر اولیاء کرام کے دل کو بہلانے اور خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے جب ترک دنیا اور ترک تعلقات وغیرہ سے ان کا جی گھبراتا ہے تو ان کو اس شہر کی سیر کرائی جاتی ہے اور جو خاص اولیاء کرام ہیں وہ اللہ کے فضل سے جب چاہتے ہیں اس کی سیر کر لیتے ہیں واللہ اعلم (امداد اللہ)

ڈوبا ہوا بچہ زندہ نکل آیا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی کے یہاں ایک عورت ان کی شاگرد رہتی تھی اور اس عورت کا ایک لڑکا معلم کے پاس پڑھتا تھا ایک روز معلم نے اس لڑکے کو پن چکی پر بھیج دیا وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا معلم نے حضرت سری کو اطلاع دی - حضرت سری اپنے اصحاب سمیت اس کی والدہ کے پاس آئے اور صبر کے متعلق بہت طویل بیان کیا پھر رضا کا بیان فرمایا - اس نے سن کر عرض کیا کہ حضرت آپ کا اس بیان سے کیا مقصد ہے فرمایا کہ تمہارا بیٹا پانی میں ڈوب گیا ہے - کہا میرا بیٹا؟ فرمایا تیرا بیٹا - کہا ہرگز نہیں! حق تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا - حضرت سری نے پھر فرمایا کہ تمہارا بیٹا ڈوب گیا ہے اس میں کچھ شک نہیں - کہا اگر فی الواقع یہ قصہ صحیح ہے تو مجھ کو اس موقع پر لے چلو - الغرض سب اس نہر پر گئے اور اس کو بتایا کہ وہ گل خوبی و سرو محبوبی یہاں پژ مردہ ہوا ہے - اس نے اس کو پکارا! "بیٹا محمد" اس نے فی الفور جواب دیا "اماں حاضر ہوں" یہ آواز سن کر وہ پانی میں اتری اور اس کا دست سیمیں پکڑ کر نکال لیا اور لیکر اپنے گھر چلی گئی - اس واقعہ عجیبہ پر حضرت سری نے حضرت جنید کی طرف عنان التفات منصرف فرمائی اور عرض کیا کہ یہ کیا قصہ ہے فرمایا یہ عورت احکام الٰہیہ کے زیور سے اپنے کو اراستہ و پیراستہ رکھتی ہے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ اس کے متعلق جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اسے پہلے اطلاع دی جاتی ہے اور اس غرق کے واقعہ سے اسے آگاہی نہیں دی گئی اس لئے اس نے انکار کیا اور نہایت پختگی سے کہا اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا-

آخرت کی فکر والے

ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ ایک حبشی غلام رقعہ لے کر آیا میں نے اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ برادر تم کو اللہ تعالیٰ دولت فکر نصیب فرمائے اور عبرت کی موانست سے بہرہ اندوز فرمائے اور حب خلوت سے کامیاب فرمائے غفلت سے بیداری عطا فرمائے۔ ابو عامر! میں بھی تمہارے اخوان طریقت سے ہوں، مجھے آپ کی مبارک تشریف آوری کی خوشخبری پہنچی تو میں بہت خوش ہوا اور آپ کی زیارت اور آپ سے ہمکلام ہونے کا اس قدر شوق ہوا کہ اگر وہ شوق مجسم ہو کر میرے اوپر ہو تو سائبان بن جائے اور اگر نیچے ہو تو مجھے اٹھا لے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرف زیارت سے محروم نہ فرمائیں۔ والسلام۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں یہ محبت دیکھ کر حامل رقعہ کے ساتھ ہو لیا اور چلتے چلتے جب ہم مسجد قبا میں پہنچے تو وہ شخص ایک بہت وسیع ویران مکان میں گیا اور مجھ سے کہا کہ آپ باہر ٹھیریں، میں اندر آپ کی تشریف آوری کی اطلاع کرتا ہوں کچھ دیر بعد آیا اور کہا چلیں میں اندر گیا تو دیکھا کہ نہایت ٹوٹا پھوٹا گھر ہے اور کھجور کی لکڑیوں کے اس میں کواڑ لگ رہے ہیں۔ غرض ہر صورت سے شکستہ حالت میں ہے اور دیکھا کہ ایک بوڑھا ضعیف مرد جو حزن کے ساتھ خشیت کو لیے ہوئے اور تحیر کے ساتھ کرب اندوہ میں قبلہ رو بیٹھے ہوئے ہیں میں نے قریب جا کر سلام عرض کیا اور غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ باوجود اس بوڑھاپے کے اور کرب و حزن کے نابینا اور اپاہج ہے اور مختلف امراض و احزان و مصائب کا ہدف بن رہا ہے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اے ابو عامر اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو چرک معاصی سے صاف پاک فرمائے میرے دل میں تمہارے دیکھنے اور تمہارے وعظ سننے کی آتش اشتیاق بہت شعلہ زن تھی اور مجھے ایک ایسا زخم دلخراش ہے کہ تمام واعظین اس کی امداد سے عاجز ہیں اور تمام اطباء مسیحاء نے جواب دے دیا ہے میں نے سنا ہے کہ تمہارے پاس اسکا مرہم جاں بخش ہے خدا کے لیے ذرا مہربانی فرما کر وہ تریاق حیات اگرچہ تلخ اور ناگوار ہو لے آؤ میں اس کی ناگواری پر صبر کر لوں گا۔

ابو عامر فرماتے ہیں کہ اس شیخ کی باتیں سن کر میرے سامنے ایک ہیبت ناک منظر کا سماں بندھ گیا اور اس کے کلام میں میں نے ایک غلبہ پایا اور ایک طویل فکر کے بعد اس کے مضامین دقیق معلوم ہوئے۔ میں نے کہا اے شیخ ذرا اپنی نگاہ قلب کو عالم ملکوت کی طرف

منصرف کیجئے اور اپنے گوش معرفت کو اس طرف متوجہ فرمایئے اور اپنی حقیقت ایمان کو جنت الماویٰ کی طرف مائل کیجئے ' تو جو نعمتیں اور دولتیں منعم حقیقی نے اپنے اولیاء کے لیے تیار فرمائی ہیں وہ آپ کے پیش نظر ہو جائیں گی (یعنی وہ نعمتیں حالا" متصور ہوں گی یا یہ معنی ہے کہ ان کی مثالی صورتوں کا انکشاف ہو گا) اس کے بعد آپ ذرا نار جہنم کی طرف بھی عنان توجہ مبذول کیجئے وہاں اللہ تعالیٰ نے جو جو عذاب و عقاب بد بختوں کے لیے تیار فرمائے ہیں آپ ملاحظہ کریں گے (بہ تفصیل مذکور) اس وقت آپ کو واضح ہو گا - اللہ اکبر دونوں دار یعنی دار ثواب و دار عقاب میں کس قدر فرق ہے اور یہ بھی واضح ہو گا کہ دونوں فریق موت میں برابر نہیں (یعنی اہل جنت اور اصحاب نار کی موت برابر درجہ کی نہیں)

ابو عامر کہتے ہیں کہ میری یہ باتیں سن کر شیخ روئے اور ٹھنڈے سانس بھرے اور سانپ کی مانند بل کھائے اور کہا ابو عامر واللہ تمہاری دوا کارگر ہوئی اور مجھے کامل یقین ہے کہ تمہاری دوا سے مجھے کامل شفا ہو گئی - خدا تم پر بھی اپنا ابر رحمت برسائے -

پھر میں نے کہا شیخ اللہ تعالیٰ تمہارے راز سے واقف ہے اور تمہیں خلوت اور جلوت میں دیکھنے والا ہے اور جب تم پوشیدہ ہو کر خلقت سے بیٹھتے ہو اس وقت بھی تم کو جانتا ہے یہ سنکر مثل سابق پھر ایک نعرہ مارا اور کہا کون ہے جو میرے فقر کو زائل کرے ' کون ہے جو میرے فاقہ کو دفع کرے - کون ہے جو میرے گناہ اور بھول چوک بخشے اے میرے مولا آپ ہی یہ حاجتیں پوری کرنے والے ہیں ' اور آپ ہی باز گشت اور ملجا و ماویٰ ہیں - یہ کہہ کر گر پڑا - دیکھا گیا تو بے جان تھا -- رحمہ اللہ -

اس کے بعد ایک نو عمر لڑکی میرے پاس آئی جو اون کا کرتہ اور دوپٹہ پہنے ہوئے تھی اور پیشانی علامت سجدہ سے آراستہ تھی ' کثرت قیام سے قدموں پر ورم تھا اور خوف الٰہی سے اس کا رنگ زرد تھا آکر مجھ سے کہا اے قلوب عارفین کے نغمہ خواں اور اے غم رسیدگان کی سوزش کے برانگیختہ کرنے والے! تم نے خوب کام کیا شاباش حق تعالیٰ کے ہاں تمہارا کام مقبول ہو گا ' یہ شیخ میرے باپ ہیں بیس سال سے اسی حالت میں نماز پڑھتے پڑھتے اپاہج ہو گئے اور روتے روتے نابینا ہو گئے اور تمہارے ملنے کی اللہ تعالیٰ سے تمنا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ابو عامر کی مجلس میں حاضر ہوا تھا انہوں نے میرے مردہ فکر کو حیات بخشی تھی اور میری غفلت کو دفع فرمایا تھا اگر پھر میں اس کی

باتیں سنوں تو یقین ہے کہ وہ مجھے قتل کر دے - اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے - یہ کہہ کر اپنے باپ کے پاس آئی اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور خوب روئی اور کہا ابا تم بہت اچھے تھے گناہوں کے خوف سے روتے روتے نابینا ہو گئے اور تم کو حق تعالی کی دھمکی نے جان سے مار ڈالا - الحاصل اپنے باپ کے مناقب و محامد بیان کر کے وہ رو رہی تھی -

ابو عامر کہتے ہیں ' میں نے کہا تم اتنا کیوں روتی ہو تمہارے والد ماجد تو دارالجزاء میں تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنے نیک اعمال کا بدلہ دیکھ لیا - یہ سن کر اس لڑکی نے اپنے باپ کے مثل ایک نعرہ مارا اور عرق عرق ہو گئی ' پھر رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئی میں نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھی -

عبرت کا سامان

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بصرے کی راہ میں مجھے چند لڑکے ملے جو اخروٹ و بادام سے کھیل رہے تھے ان سے علیحدہ ایک لڑکے کو دیکھا جو ان لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا - میں نے اپنے دل میں کہا شاید یہ لڑکا ان کے پاس اخروٹ و بادام دیکھ کر رو رہا ہے اس کے پاس کھیلنے کی کوئی چیز نہیں ہے ' میں نے کہا میاں لڑکے کیوں رو رہے ہو میں تمہیں اخروٹ و بادام کا دل لے دوں گا تم ان سے کھیلنا - اس لڑکے نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا اے کم عقل ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے - میں نے کہا تمہیں اے صاحبزادے پھر کس لئے پیدا ہوئے ہو کہا علم حاصل کرنے اور خدا کی عبادت کے لئے - میں نے کہا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ خدا تمہاری عمر میں برکت دے - کہا اللہ تعالی فرماتا ہے

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون

(کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار محض نکما پیدا کیا ہے اور تم پھر کر ہمارے پاس نہ آؤ گے ؟) میں نے کہا صاحبزادے تم تو مجھے عقلمند معلوم ہوتے ہو کچھ مختصری نصیحت کرو - کہا دنیا چل چلاؤ پر کمربستہ آمادہ سفر ہے - دنیا کسی کے لئے رہنے والی ہے اور نہ کوئی شخص دنیا میں باقی رہے گا - دنیا کی زندگی اور موت انسان کے لئے ایسی ہے جیسے دو گھوڑے تیز رفتار یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں - اے دنیا کے فریفتہ دنیا چھوڑ اور

اس میں سامان سفر درست کر' حضرت بہلول فرماتے ہیں وہ لڑکا یہ کہہ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا اور اس کے دونوں رخساروں پر موتیوں کی لڑیوں کی طرح آنسو گرنے لگے اور یہ کہا۔ نظم

اے خدا اے چارہ ساز بیکساں　　　وے رحیم چارہ درد نہاں
جس کسی نے بھی لگائی تجھ سے آس　　　پاگیا مطلب رہی دل میں نہ یاس

یہ کہہ کر وہ لڑکا بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اس کا سر اپنی گود میں اٹھالیا۔ اور اپنی آستین سے اس کے چہرے کی خاک صاف کی جب ہوش میں آیا میں نے کہا صاجزادے تمہیں کیا ہوا ہے تم تو ابھی معصوم بچے ہو۔ تمہارے نام کوئی گناہ نہیں لکھا گیا۔ کہا بہلول مجھے چھوڑ دو میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے وہ آگ جلانے میں جب تک چھوٹے چھوٹے تنکے گھاس پھوس بڑی لکڑیوں میں نہیں ملاتیں آگ روشن نہیں ہوتی' میں ڈرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ دوزخ کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ کہیں میں نہ ہوؤں۔ پھر میں نے کہا صاجزادے تم بڑے عقلمند ہوشیار ہو۔ مجھ کو مختصر سی کچھ اور نصیحت کرو۔ کہا افسوس میں غفلت میں رہا اور موت پیچھے آرہی ہے آج نہ گیا تو کل ضرور ہی جانا ہے۔ دنیا میں اپنے جسم کو نرم و نفیس پوشاک میں چھپایا تو کیا فائدہ آخر کو مرنے کے بعد گل سڑ کر خاک ہو جانا ہے اور قبر میں خاک کا اوڑھنا اور خاک کا ہی بچھونا ہے۔ ہائے مرتے ہی سب خوبی و جمال جاتا رہے گا اور ہڈیوں پر گوشت پوست کا نشان تک نہ رہے گا۔ وائے صد وائے عمر گذر گئی اور کوئی مراد حاصل نہ ہوئی۔ نہ میرے ساتھ کوئی سفر کا توشہ تیار ہوا۔ میں اپنے حاکم و مالک کے روبرو اس حال میں کھڑا ہوں گا کہ گناہوں کا بار سر پر ہوگا دنیا میں ہزار پردوں میں خدائے کریم کی نافرمانی کر کے گناہ کیے۔ مگر قیامت میں وہ سب عالم الغیوب کے سامنے ظاہر ہوں گے' کیا دنیا میں خدا کے غضب سے بے خوف ہو کر گناہ کرتا تھا۔ نہیں بلکہ اس کی مغفرت اور بردباری پر تکیہ تھا وہ ارحم الراحمین چاہے عذاب دے چاہے محض اپنے کرم سے درگذر فرمائے۔ حضرت بہلول فرماتے ہیں جب وہ وعظ کہہ کر خاموش ہوا میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وہ لڑکا چل دیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو ان لڑکوں میں تلاش کیا کہیں پتہ نہ پایا۔ لڑکوں سے جب اس بچے کا حال دریافت کیا تو بولے تم نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا نہیں' کہا یہ لڑکا حضرت سیدنا حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے' میں نے کہا مجھے احساس تھا کہ یہ کسی ایسے ہی بڑے عظیم الشان درخت کا پھل ہوگا۔

ستر برس تک آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائی

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے نویں ذالحجہ کے دن ایک شخص کو دیکھا کہ خدا کی محبت کے غلبہ میں رو رہا تھا اور نہایت شدت سے پکار کر کہہ رہا تھا "پاک ذات ہے وہ اگر ہم اسے سجدہ کریں' اور سرد آنکھوں کو کانٹوں اور سوئیوں پر رکھیں تو اس کی نعمتوں کا حق دس میں سے ایک حصہ بھی نہ ادا کر سکیں' خداوند ہم نے کس قدر خطائیں کیں اور تجھے اس وقت یاد نہ کیا اور اے مالک! تو ہم کو پوشیدہ یاد کرتا ہے ہم نے جہالت سے گناہ کیا اور تجھ سے اپنی دانست میں چھپایا اور تو ہمارے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائی"۔ کہتے ہیں پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا جب میں نے نہ دیکھا تو لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو ابو عبید خواص خاصان خدا میں سے ہیں ستر برس ہوئے انہوں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر نہیں دیکھا' لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو بولے میں شرماتا ہوں کہ اپنا منہ اپنے محسن کی طرف کروں۔

تعجب ہے کہ نیک فرمانبردار ہو کر باوجود حسن طاعت کے عجز و انکساری کرے اور نافرمان تمرد اور سرکشی سے پیش آئے اور اپنے گناہوں سے نہ شرمائے۔ خداوندا اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا اور اپنے نیک دوستوں کی برکت سے ہم کو نفع دارین عطا فرمانا اور انہیں بزرگوں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا۔ آمین۔

خدا کی محبت کا مقتول

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا تھا اسی اثناء میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس کے پاس نہ تو کوئی توشہ تھا نہ پانی تھا اور نہ سواری' پا پیادہ ذوق و شوق میں راستہ طے کر رہا تھا میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا اے جوان تو کہاں سے آتا ہے؟ کہا اسی کے پاس سے۔ میں نے کہا کہاں جاتا ہے؟ کہا اسی کی طرف۔ میں نے کہا توشہ کہاں ہے؟ کہا اسی کے ذمہ۔ میں نے کہا بھلا پانی اور توشہ کے بغیر راستہ کیونکر کٹے گا تیرے پاس تو کچھ نظر نہیں آتا۔ کہا ہاں میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حرف توشہ کے لے لئے ہیں میں نے کہا وہ کونسے ہیں؟ کہا قول خدا کھیعص میں نے کہا ان کے معنی؟ کہا ک کے معنی 'کافی' ہ کے معنی ہادی 'ی کے معنی جگہ دینے والا' ع کے معنی عالم' ص کے معنی صادق۔ جس کا مصاحب اور ساتھی کافی' ہادی' جگہ دینے والا' عالم اور صادق ہو وہ برباد نہ ہو گا اور نہ اسے خوف ہو گا اور نہ وہ

سفر کا توشہ اور پانی لینے کا محتاج ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کی باتیں سنیں تو اپنا کرتہ اتار کر پہنانا چاہا۔ اس نے انکار کیا اور کہا اے شیخ دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا بہتر ہے دنیا کی حلال چیز میں حساب ہو گا اور اس کے حرام میں عذاب ہو گا جب رات ہوئی تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا اے وہ خدائے کریم جسے طاعت خوش آتی ہے اور گناہ اس کا کچھ نقصان نہیں کرتا جو تجھے خوش آئے مجھے بخش اور میرے گناہ جو تجھے نقصان نہیں پہنچاتے بخش دے۔ جب لوگوں نے احرام باندھ کر لبیک کہی میں نے اس سے کہا تم لبیک نہیں کہتے۔ کہا اے شیخ میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک کہوں اور جواب میں وہاں سے لالبیک ولا سعدیک ہو۔ (میں تیری بات نہیں سنتا اور نہ تیری طرف دیکھتا ہوں)۔ یہ کہہ کر چل دیا۔ پھر میں نے منیٰ کے سوا اور کہیں نہیں دیکھا وہ کہہ رہا تھا میرا دوست وہ ہے جسے میرا خون کرانا پسند ہے اس کے واسطے میرا خون حل اور حرم میں حلال ہے۔ خدا کی قسم اگر میری روح کو معلوم ہو کہ کس سے تعلق ہے تو سر کے بل اس کے لئے کھڑی ہو جائے۔ اے ملامت کرنے والے اس کی محبت میں مجھے ملامت نہ کر' کیونکہ جو خوبی و حسن میں اس میں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ پائے تو ہرگز نہ بچے بلکہ میری طرح اس کے عشق میں جان و دل قربان کر ڈالے۔ لوگوں نے تو عید کے دن بکری اور مینڈھے قربان کئے اور میرے دوست نے میری جان کی قربانی دی پھر کہا خداوندا! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تجھ سے تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس کے ذریعہ تقرب حاصل کروں' ہاں ایک جان ہے جو تیری راہ میں قربان کرتا ہوں تو میری طرف سے اسے قبول فرما۔ پھر زور سے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ ناگاہ ہاتف غیبی نے آواز دی' یہ خدا کا دوست ہے یہ خدا کا مقتول ہے' خدا کی تلوار سے قتل ہوا ہے مالک کہتے ہیں میں نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کیا اور اس رات نہایت درجہ پریشان سویا خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا وہ معاملہ کیا جو بدر کے شہیدوں کے ساتھ کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ دیا۔ میں نے کہا۔ زیادتی کی وجہ! کہا وہ لوگ تو کافروں کی تلوار سے مارے گئے اور میں خدائے جبار کی محبت میں مارا گیا۔ خدا اس سے راضی ہو۔

اے اللہ مجھے تیرے چاہنے کی قسم

حضرت ابراہیم بن مہلب سائح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک لونڈی کو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے اے میرے سردار! تجھے میرے چاہنے کی قسم میرا دل مجھے پھیر دے۔ میں نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ خدا تجھے چاہتا ہے؟ کہا اس کی قدیم عنایت سے جانتی ہوں اس نے میری طلب میں لشکر بھیجے اور مال خرچ کئے۔ یہاں تک کہ مجھے مشرکوں کے شہر سے نکال کر توحید میں داخل کیا اور اپنی ذات کی مجھے شناخت کرادی اے ابراہیم کیا یہ عنایت و توجہ محبت نہیں۔ میں نے کہا تیری محبت اس سے کیسی ہے کہا سب چیز سے بلند و بالا ہے' میں نے کہا کس طرح؟ کہا شراب سے زیادہ پتلی اور گل قند سے زیادہ شیریں۔ یہ کہہ کر وہ لونڈی چلی گئی۔

آخرت کے غم اور راحت کی فکر انگیز تصویر

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں میرے پڑوس میں ایک عورت ضعیف رہتی تھی عبادت کی محنت سے ازبس ضعیف و ناتواں ہو گئی تھی میں نے اس سے کہا اپنی جان کے ساتھ نرمی کر اور اسے آرام دے۔ جواب دیا اے شیخ جان کو آرام دینے سے اپنے مالک کے دروازہ سے دور اور علیحدہ ہو جاؤں گی اور جو شخص اپنے مولی کے دروازہ سے دنیا کی مشغولی کے سبب غائب ہوا اس نے اپنی جان کو محنت اور آزمائش دنیوی کے لئے پیش کیا اور میرے اعمال ہی کتنے ہوتے ہیں جو عمل کرتی ہوں 'اگر اعمال میں کوتاہی کروں تو کیا رہیں گے پھر کہا ہائے کیا بڑی حسرت ہے ان کی جو آگے بڑھ جائیں گے اور درد و غم اور فراق ان لوگوں کا جو اپنے محبوب سے دور رہے۔ آگے چلے جانے والوں کی حسرت یہ ہے کہ جب روز قیامت کو مردے قبروں سے اٹھیں گے نیک لوگ نور کے براق پر سوار ہو کر جنت کو جائیں اور ان کو دوستوں کے مرتبے عطا ہوں اور حور و غلمان ان کی خدمت کو دست بستہ کھڑے ہوں اور پچھلے فرومانده غمگین حسرت نصیب رہ جائیں اس وقت افسوس و حسرت و ندامت سے ان کے دل ٹکڑے ہو ہو کر بہہ جائیں گے' اور درد و غم فراق کا یہ ہے کہ لوگ میدان حشر میں جماعت اور فرقے کئے جائیں گے' اور یہ اس وقت ہو گا جب خدا تعالی تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کرے گا اور منادی اس کو آواز دے گا اے گناہ گارو! تم ہٹ جاؤ' پرہیزگار اور نیک بندے اپنی مرادوں کو پہنچ گئے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وامتازو االیوم ایھا المجرمون آج کے دن اے گناہ گارو جدا ہو جاؤ۔ اس دن شوہر اپنی زوجہ سے ' فرزند اپنے ماں باپ سے اور دوست دوست سے علیحدہ ہوں گے۔ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا نفسی نفسی کی صدا بلند ہو گی ایک کامل تعظیم و عزت کے ساتھ جنت میں لئے جاتے ہیں اور ایک طوق و بیڑیاں ڈالے ہوئے دوزخ کے عذاب دینے کے واسطے کھینچا جاتا ہے۔ ایک دوسرے سے جدا اور رخصت ہو رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو کی نہریں جاری ہیں۔ دل سرد فراق سامنے آہ پر درد ہے۔ اللہ تعالی اپنے کرم و فضل سے بچائے آمین۔

بچپن میں اعلی درجہ کی ولایت اور زندگی بھرہاتھ سے خوشبو

ایک بزرگ کہتے ہیں میں نے ایک سال حج کیا اور اس سال سخت گرمی تھی لو چلتی تھی ایک دن جب میں ملک حجاز کے وسط میں تھا قافلہ سے جدا ہو کر کچھ دیر تک سو رہا۔ اچانک ایک شخص سامنے نظر آیا میں جلدی کر کے اس سے ملا وہ ایک کمسن بے ریش لڑکا تھا گویا کہ وہ چودھویں رات کا چاند تھا یا دوپہر کا آفتاب تاباں' ناز و کرشمے کے انداز اس سے ظاہر تھے۔ میں نے کہا صاحبزادے السلام علیکم۔ جواب دیا وعلیکم السلام و برکاتہ اے ابراہیم۔ مجھے سخت تعجب ہوا اور اس کے حال پر شک گزرا مجھ سے ضبط نہ ہو سکا میں نے کہا سبحان اللہ تو نے مجھے کیسے پہچانا حالانکہ اس وقت سے پہلے کبھی تو نے مجھے نہیں دیکھا؟ کہا اے ابراہیم جب سے میں نے پہچانا جاہل نہ ہوا اور جس وقت سے ملا جدا نہ ہوا۔ پھر میں نے کہا تو اس بیابان میں اور ایسی سخت گرمی کے موسم میں کیوں آیا جواب دیا اے ابراہیم میں نے بجز اس کے کسی سے دوستی نہیں کی اور نہ کسی کے ساتھ ہوا اور میں ہمہ تن سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف جا رہا ہوں' اسی کے معبود ہونے کا اقرار ہے۔ میں نے پوچھا کھانا پینا کہاں سے ملتا ہے جواب دیا میرا دوست ضامن ہے' میں نے کہا خدا کی قسم مجھ کو گرمی کی شدت اور موسم کی حرارت سے تیری جان کا خوف ہے۔ اس نے جواب دیا اور آنکھوں اور رخساروں سے موتیوں کی لڑیاں بہائیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے

اے شخص تو مجھے راہ و سفر کی سختی سے ڈراتا ہے حالانکہ میں تو اپنے دوست کے پاس جا رہا ہوں' محبت کھٹکے میں ڈالتی ہے اور شوق ابھارے ہوئے لئے جاتا ہے۔ بھلا خدا کا دوست بھی کسی انسان سے ڈرا ہے' بھوک میں ذکر الہی اس کا پیٹ بھرتا ہے اور

خدا کے شکر سے اس کی پیاس بجھ جاتی ہے میں ضعیف و ناتواں ہوں تو کیا ہوا۔ آخر اس کا عشق مجھے حجاز سے خراسان تک اٹھا لے جائے گا کیا اس وقت مجھے چھوٹا جان کر حقیر سمجھتا ہے تو میری ملامت سے باز آ جو کچھ گزرے گزرنے دے۔

وہ بزرگ کہتے ہیں پھر میں نے اس سے کہا تجھے خدا کی قسم اے لڑکے تو اپنی عمر ٹھیک ٹھیک بتلا دے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً" میری عمر بارہ برس کی ہے۔ پھر کہا اے ابراہیم کیا وجہ ہے جو تو نے میری عمر پوچھی اور میں نے ٹھیک ٹھیک عمر بتلا دی ؟میں نے کہا میں تیری باتیں سن کر حیران تھا۔ کہا الحمد للہ کہ مجھے کو بہت سے اپنے خاص ایمانداروں پر فضیلت دی۔ کہتے ہیں مجھ کو اس کی خوبصورتی اور شیریں بیانی پر تعجب ہوا۔ پاکی ہے اس خدا کیلئے جس نے ایسی صورت زیبا پیدا کی پھر اس لڑکے نے کچھ دیر تک اپنا سر جھکا لیا اس کے بعد سر اوپر اٹھایا اور مجھے تیز نگاہ سے دیکھا۔ پھر کہا اے ابراہیم دراصل جدا وہ ہے جسے دوست چھوڑ دے اور ملنے والا وہ ہے جس نے خدا کی فرمانبرداری میں حصہ لیا لیکن اے ابراہیم تو دونوں کافلوں سے الگ ہے میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی ہوں اور خدا کے لئے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے حق میں دعا کر تا کہ میں قافلہ میں اپنے ہمراہیوں سے مل جاؤں۔ ابراہیم کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور اپنے لب ہلا کر کچھ کہا اس وقت مجھے کچھ نیند سی معلوم ہوئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھ کو ہوش آیا تو اپنے قافلہ میں پایا اور میرا ساربان کہتا تھا اے ابراہیم سنبھلے رہو سواری سے نہ گرو مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ لڑکا آسمان کو اڑ گیا یا زمین میں سما گیا۔ پھر ہم جب اہل قافلہ مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا میری نظر اچانک ایک لڑکے پر پڑی جو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے رو رہا ہے۔ اس کے بعد وہ خود بخود سجدے میں گر پڑا اور میں دیکھتا ہی رہا۔ پھر میں اس کے پاس آیا اور اس کو ہلایا تو وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔ خدا اس سے راضی ہو۔

مجھے اس پر سخت رنج اور افسوس ہوا میں اپنی قیام گاہ پر واپس گیا اور کپڑا اور ضروریات کی چیزیں اس ارادے سے کہ اس کو دفن کروں ساتھ لے کر واپس آیا۔ مگر میں نے اس کو نہ پایا اور نہ کسی نے خبر دی کہ اس نے اسے زندہ یا مردہ دیکھا ہو تو میں نے جان لیا کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور میرے سوا کسی نے

اسے نہیں دیکھا۔ میں اپنے مکان پر واپس آیا اور کچھ دیر سویا اس کے بعد خواب میں اسے دیکھا ایک بڑی جماعت میں سب سے اول سردار نہایت بیش بہا نورانی پوشاک پہنے ہوئے جس کی ثنا وصفت بیان میں نہیں آسکتی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہمارا دوست نہیں کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا تو مرا نہیں؟ کہا ہاں یہ درست ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم تجھ کو دفن کرنے کے لئے میں نے بہت تلاش کیا اور چاہا کہ تیرے جنازہ کی نماز پڑھوں۔ کہا اے ابراہیم تو جان لے کہ جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شائق کیا اور میرے گھر والوں سے جدا کر کے مسافر بنایا اسی نے مجھے کفن دیا اور جو حاجت مجھے تھی پوری کی۔ میں نے کہا خدائے کریم نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا تیری کیا مراد ہے میں نے عرض کیا خداوندا تو ہی میری مراد اور آرزو ہے۔ پھر فرمایا تو میرا سچا بندہ ہے اور تیرے لئے میرے پاس یہ ہے کہ جو کچھ تو چاہے تجھ سے نہ چھپاؤں۔ پھر میں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ جس زمانہ میں میں ہوں ان لوگوں کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ حکم ہوا میں نے سفارش منظور کی۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر اس لڑکے نے مجھ سے عالم خواب میں مصافحہ کیا' اس کے بعد میں جاگ اٹھا صبح کو اٹھ کر جو کچھ میرے ذمہ ارکان حج واجب تھے ادا کئے مگر میرے دل کو کسی طرح قرار نہ تھا۔ اس لڑکے کی یاد اور غم و افسوس ہر وقت تھا پھر میں تمام حاجیوں کے ہمراہ واپس ہوا راستہ کے دوران ہر شخص یہی کہتا تھا اے ابراہیم تیرے ہاتھ کی خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے ہاتھوں سے وہ خوشبو ان کی زندگی بھر آتی رہی۔

ولایت کے عالم اسرار کا عجیب واقعہ

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میں حج کے لئے گیا راستہ میں یکایک میرے دل میں خیال گذرا کہ تو سب سے علیحدہ ہو کر شارع عام چھوڑ کر چل چنانچہ میں عام راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنے لگا۔ میں تین دن رات برابر چلتا گیا مجھے کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی دوسری حاجت پیش آئی آخر کار ایک ہرے بھرے جنگل میں گذر ہوا جہاں میوے دار درخت اور خوشبودار پھول تھے۔ وہاں ایک چھوٹا سا تالاب تھا

میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو جنت ہے اس سے میں بہت حیران تھا اور فکر میں تھا کہ لوگوں کی ایک جماعت آتی ہوئی نظر پڑی جن کا چہرہ آدمیوں جیسا تھا' نفیس پوشاک' خوبصورت پٹکے سے آراستہ آتے ہی ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور سب نے سلام کیا میں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہا' پھر میرے دل میں خیال گذرا کہ شاید یہ لوگ جن ہیں اور یہ عجیب و غریب قوم ہے اتنے میں ایک شخص ان میں سے بولا ہم لوگوں میں ایک مسئلہ درپیش ہے اور باہم اختلاف ہے اور ہم لوگ جن قوم ہیں ہم نے خدائے بزرگ کا کلام جناب رسالت پناہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر لیلتہ العقبہ میں شرف حضوری حاصل کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک نے ہماری تمام دنیا کے کام ہم سے لے لئے اور خداوند تعالیٰ نے یہ مقام اس جنگل میں ہمارے لئے مقرر فرما دیا ہے میں نے دریافت کیا کہ جس مقام پر میرے ہمراہی ہیں یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہا اے ابو اسحاق خداوند عالم کے اسرار و عجائبات میں یہ مقام جہاں اس وقت تو ہے بجز انسان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا۔ اور وہ انسان تیرے ساتھیوں میں سے تھا' اس نے یہاں وفات پائی اور دیکھو وہ اس کی قبر ہے اور اس کی قبر کی جانب اشارہ کیا وہ قبر تالاب کے کنارے تھی اس کے گرد باغیچہ تھا جس میں پھول کھلے ہوئے تھے ایسے پھول اور خوشنما باغ میں نے کبھی نہ دیکھے تھے پھر اس جن نے کہا تیرے ساتھیوں اور تیرے درمیان اس قدر مہینوں یا برسوں کا فاصلہ ہے۔ خدا جانے ابراہیم نے کیا ذکر کیا مہینے کہے یا سال۔ ابراہیم کہتے ہیں میں نے ان جنوں سے کہا اس جوان کا کچھ حال بیان کرو' ایک ان میں سے بولا ہم یہاں تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے محبت کا ذکر کر رہے تھے اس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک ایک شخص پہنچا اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا اور دریافت کیا کہاں سے آتے ہو۔ کہا نیشاپور سے۔ ہم نے کہا کب چلے تھے۔ کہا سات دن ہوئے پھر ہم نے کہا گھر سے نکلنے کی وجہ؟ کہا میں نے خدا کا یہ کلام انیبوا الی ربکم الایہ یعنی اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمابردار ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو گی

ہم نے کہا انابت' تسلیم اور عذاب کے کیا معنی؟ جواب دیا' انابت یہ ہے کہ اپنے رب سے رجوع کر کے اس کا ہو رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اصل قصہ میں تسلیم کا ذکر نہیں۔ شاید تسلیم کے معنی یہ ہیں کہ اپنی جان اس کے سپرد کر دے اور یہ جانے کہ خدا میری بہ

نسبت اس کا زیادہ مالک و مستحق ہے۔ پھر کہا اور عذاب اور ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم لوگوں نے اسے یہاں دفن کر دیا اور یہی اس کی قبر ہے خدا اس سے راضی ہو۔ ابراہیم کہتے ہیں مجھے ان کے بیان اوصاف سے تعجب ہوا۔ پھر میں قبر کے پاس گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی "کہ یہ خدا کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے اور ایک ورق پر انابت کے معنے لکھے تھے کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا میں نے پڑھا۔ قوم جن نے بھی اس کے معلوم کرنے کی درخواست کی میں نے بیان کیا تو بڑے خوش ہوئے اور کہا ہمیں ہمارے مسئلہ کا جواب مل گیا ابراہیم کہتے ہیں پھر میں سو گیا اور مجھے ہوش نہ آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو (مکہ مکرمہ میں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو دیکھا میرے پاس پھولوں کی پنکھڑیاں تھیں جن کی خوشبو سال بھر تک رہی پھر وہ خود بخود گم ہو گئیں۔

ایک ولی کا عجیب قصہ

ایک بزرگ (حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حج کو چلا راستہ میں چاندنی رات میں سو گیا اور یکایک ایک ضعیف شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا ہے اے ابو اسحاق میں کل سے تیرا منتظر ہوں میں نے قریب جا کر دیکھا تو ایک مرد لاغر اندام بالکل دبلا پتلا موت کے قریب ہے اس کے گرد پھولوں کا انبار ہے بعض پھول میں پہچانتا ہوں اور بعض نہیں پہچانتا۔ میں نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو اس نے شہر کا نام لیا اور کہا میں دولت و عزت میں تھا۔ میرے دل نے تنہائی کی خواہش کی۔ میں حیران و پریشان جنگل و بیابان میں کھڑا ہوا اور اب میں موت کے قریب ہوں میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ کوئی اللہ کا دوست میرے پاس مقرر ہو جائے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تم ہی ہو۔ پھر میں نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ کہا ہاں ہیں اور بہن بھائی بھی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم ان سے ملنے کا شوق رکھتے ہو یا تم کو وہ لوگ یاد آتے ہیں کہا نہیں! مگر آج یاد آرہے ہیں میں نے چاہا کہ ان کی بو سونگھوں، جنگلی درندوں اور وحشیوں نے میرے حال زار پر رحم کھایا اور مجھے اس باغیچے میں اٹھا لائے۔ ابراہیم فرماتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ منہ میں پھول خوشبودار لئے ہوئے سامنے آتا نظر آیا۔ اس سانپ نے مجھ سے کہا اپنے شر کو اس کے پاس سے دفع کر اللہ تعالی اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کے حال سے مطلع ہے۔

ابراہیم فرماتے ہیں میں بے ہوش ہو گیا اور کچھ خبر نہ رہی۔ جب سنبھلا تو دیکھتا ہوں کہ جوان کا طائر روح پرواز کر چکا تھا پھر میں بے خودی کے عالم میں رہا اور سو گیا جب جاگا تو اپنے کو راہ راست پر پایا۔ اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد میں اس جوان کے وطن میں گیا ایک عورت ملی جس کے ہاتھ میں پانی کی چھاگل تھی اور اس جوان کے بہت مشابہ تھی۔ جب مجھے دیکھا تو کہا اے ابواسحاق تو نے جوان کو کیسا دیکھا میں تین دن سے تیری منتظر ہوں میں نے سارا قصہ یہاں تک ذکر کیا کہ جو اس جوان کا قول (میں نے چاہا کہ ان کی بو سونگھوں) تھا اس عورت نے چیخ ماری اور کہا ہائے بو پہنچ گئی اور اس طرح سے اس عورت کی جان بھی نکل گئی پھر چند ہم عمر عورتیں نکلیں جو عمدہ پوشاک پہنے اور نفیس پٹکے باندھے ہوئے تھیں انہوں نے اس عورت کی تجہیز و تکفین کی۔

مکہ مکرمہ کی کرامات

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولی اللہ کا لوگوں سے میل جول رکھنا اس کی ذلت کا باعث ہے اسے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ رہنا چاہئے اولیاء اللہ خلقت سے متنفر اور تنہا رہتے ہیں۔ عبداللہ بن صالح کو خدائے عالم کے ساتھ سابقہ تھا اور خدا کی مہربانی شامل حال تھی۔ ایک شہر چھوڑ کر لوگوں سے بھاگ کر دوسرے شہر جایا کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور وہاں مدت تک قیام کیا۔ میں نے کہا تم یہاں بہت دنوں ٹھہرے۔ جواب دیا یہاں کیوں نہ ٹھہروں میں نے تو کوئی ایسا شہر نہ دیکھا جس میں یہاں سے زیادہ برکت اور رحمت نازل ہوتی ہو فرشتے یہاں صبح شام آتے جاتے ہیں میں اس شہر میں کثرت سے عجائبات دیکھتا ہوں۔ فرشتوں کو دیکھتا ہوں کہ مختلف شکلوں میں طواف کرتے رہتے ہیں۔ جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر بیان کروں تو جو لوگ ایماندار نہیں ان کی عقل سمجھنے سے قاصر رہے۔ میں نے کہا خدا کے لئے میں تم سے چاہتا ہوں کہ کچھ مجھے بھی ان چیزوں کو بیان کرو۔ کہا کوئی ولی کامل جس کی ولایت صحیح اور درست ہو چکی ہو ایسا نہیں جو اس شہر میں ہر شب جمعہ نہ آتا ہو میرا قیام یہاں اسی لئے ہے۔ ان کی عجیب و غریب باتیں دیکھتا ہوں چنانچہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جن کا نام مالک بن قاسم جبلی ہے وہ آئے اور ان کے ہاتھ پر کھانے کا اثر دیکھا میں نے ان سے کہا کیا تم ابھی کھانا کھا کر آئے ہو کہا استغفراللہ میں نے چند ہفتوں سے اپنے ہاتھوں سے نہیں کھایا مگر میری ماں جلدی کر کر کے اپنے ہاتھوں سے کھلا دیتی ہے تاکہ جلدی سے فجر کی نماز میں آکر شریک

ہوں مکہ مکرمہ میں اور اس مقام میں جہاں سے میں آیا ہوں نو فرسخ (یعنی ۲۰۰۷ کلو میٹر کا فاصلہ ہے) کیا تم اس بات کو جانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں، کہا الحمدللہ مجھے مردِ مومن دکھلایا۔ راوی کہتا ہے نوسو فرسخ کے ایک سو سترہ منزل ہوئے اور یہ تین مہینے ستائیس دن کی مسافت ہے فقط دن کی یا فقط رات کی۔

کعبہ شریف کے عجائبات

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خانہ کعبہ کے گرد ملائکہ اور انبیاء اور اولیائے کرام کو دیکھا ہے اور اکثر یہ بزرگ جمعہ کی شب میں تشریف لاتے ہیں اور اسی طرح سوموار اور جمعرات کی رات کو بھی دیکھا گیا ہے راوی کا قول ہے کہ مجھ سے انبیاء کرام اور اولیائے کرام کی تعداد بیان کی جو معین جگہ میں کعبہ کے گرد اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ تھے اور ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اولیاء کرام کی ایک جماعت کثیر تھی ان کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے کہ کتنے لوگ سرور کائنات کی مجلس میں حاضر تھے۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس قدر جماعت کسی نبی کی نہیں تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد مقابل مقام ابراہیم خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس جمع ہوتے ہیں اور حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے گروہ رکن یمانی اور رکن شامی کے درمیان ہوتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک گروہ ان کے پیروکاروں کا حجر اسود کی جانب بیٹھتا ہے اور حجر اسود کے قریب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے اور اسی مقام پر فرشتوں کا گروہ حجر اسود کے پاس دیکھا اور سرور انبیاء رحمت للعالمین خاتم رسل سیدنا رسول خدا محمد مصطفےٰ ﷺ رکن یمانی کے پاس مع اہل بیت و اصحاب کبار و اولیاء امت کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا کہ سب انبیاء سے زیاد خوش ہیں اور بعض انبیاء کرام اولیائے امت محمدی کی فضیلت پر رشک کرتے ہیں اور بہت سے اسرار عجیبہ جن کا ذکر طویل ہے اور بعض باتیں جو عقل سے بعید ہیں ذکر کیں۔

امام زین العابدین کی عبادت

روایت ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہر رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے اور نماز

تہجد کبھی حالت قیام اور سفر میں نہیں چھوڑی اور جب وضو کرتے ان کا رنگ زرد ہو جاتا جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے کانپ اٹھتے۔ کسی نے دریافت کیا آپ کا یہ کیا حال ہو جاتا ہے۔ فرمایا تم نہیں جانتے میں کس کے روبرو کھڑا ہوتا ہوں۔ اور نیز عادت شریف تھی کہ جب تیز ہوا چلتی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے مکان میں نماز پڑھ رہے تھے اور حالت سجدہ میں تھے کہ وہاں آگ لگ گئی لوگوں نے پکارا اے رسول خدا کے بیٹے! آپ کے مکان میں آگ لگ گئی ہے۔ آپ نے سرمبارک سجدے سے نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ خود بخود آگ بجھ گئی نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا مجھے دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل کر دیا تھا۔

اور حضرت امام کی یہ دعا تھی خداوندا! میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ لوگوں کی نظروں میں میرا ظاہر اچھا ہو اور حقیقت میں باطن برا ہو' اور فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ خدا کی عبادت اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ عبادت تو غلاموں کی ہے اور بعضے اس کی عبادت رغبت ثواب سے کرتے ہیں یہ عبادت تاجروں کی ہے اور بعض بندے نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے عبادت کرتے ہیں یہ عبادت آزاد بندوں کی ہے۔ اور آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ وضو یا طہارت میں کسی سے مدد لیں۔ آپ وضو کے لئے خود پانی لاتے اور سونے سے پہلے اس کو ڈھانک دیتے۔ جب رات کو جاگتے پہلے مسواک کرتے پھر وضو اور نماز شروع کرتے۔ اگر دن کے وظائف میں سے کچھ فوت ہو جاتا تو رات کو ادا کرتے۔ جب چلتے اپنے ہاتھ زانوں سے ملا کر رکھتے اور اپنے ہاتھوں کو چلنے میں حرکت نہ دیتے' فرماتے تھے کہ مجھے تعجب ہے فخر کرنے والے کل تک وہ نطفہ ناپاک تھا اور کل پھر مردار ناپاک ہو جائے گا۔ اور مجھ کو بڑا تعجب اس سے ہے جو فنا ہونے والے گھر کے لئے عمل کرے اور جو گھر باقی اور قائم رہنے والا ہے اس کے لئے عمل ترک کرے۔ اہل مدینہ میں اکثر اشخاص ایسے تھے جن کی گذر اوقات ان کی مدد سے ہوتی تھی اور ان کو خود نہ معلوم تھا کہ ان کی وجہ معاش کہاں سے ہے اور کیا ملتا ہے جب حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی' تو ان لوگوں کو وہ نہ ملا جو رات کو پاتے تھے اس لئے کہ آپ رات کو پوشیدہ راہ خدا میں محتاجوں کو دیا کرتے تھے اور جو اس حال سے ناواقف تھے آپ کو بخیل جانتے تھے جب آپ نے انتقال فرمایا سو گھر ایسے نکلے جن کا خرچ آپ کی ذات خاص سے متعلق تھا۔

ایک ابدال (امام جعفر صادق) کی کرامات

حضرت شقیق بلخی فرماتے ہیں میں ۱۴۹ھ میں حج کے ارادہ سے گھر سے چلا اور قادسیہ میں اترا۔ میں لوگوں کی زینت اور ان کی کثرت دیکھ رہا تھا کہ ایک خوبرو جوان پر نظر پڑی۔ نفیس لباس پہنے تھا اوپر سے اونی چادر اوڑھے ہوئے پاؤں میں جوتی لوگوں سے الگ بیٹھا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ جوان صوفی ہے لوگوں پر بار ہو گا میں اس کے پاس ضرور جاؤں اور اسے دھمکاؤں گا' میں اس کے قریب گیا۔ جب اس نے مجھے متوجہ پایا کہا اے شقیق گمان کرنے سے بچو بعض گمان گناہ ہیں اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا یہ برا کام ہے اس نے جو میرے جی میں تھا کہدیا اور میرا نام لیا۔ یہ تو کوئی صالح مرد معلوم ہوتا ہے میں اس سے ضرور ملوں گا اور اس سے بدگمانی صاف کراؤں گا۔ میں اس کے پیچھے جلدی کر کے چلا مگر نہ پایا وہ میری نظر سے غائب ہو گیا تھا۔ جب ہم مقام واقصہ میں اترے اس کو نماز میں پایا۔ اس کے اعضا کانپ رہے تھے اور آنسو جاری تھے۔ میں نے کہا یہ تو وہی میرا دوست ہے میں اس سے مل کر اپنا بدگمانی کا قصور معاف کراؤں گا۔ میں نے کچھ دیر صبر کیا اور جب وہ فارغ ہو کر بیٹھا۔ تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ جب مجھے آتے دیکھا کہا اے شقیق یہ آیت پڑھ

وانی لغفار لمن تاب

جو کوئی توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور راہ پائے میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں

پھر مجھے چھوڑ کر چلتا ہوا۔ میں نے کہا یہ جوان ضرور ابدال ہے میرے دل کی بات دو مرتبہ بیان کر دی۔ جب ہم منیٰ میں اترے میں نے اس جوان کو دیکھا ہاتھ میں کوزہ لئے پانی کے لئے کنوئیں پر کھڑا ہے اس کے ہاتھ سے کوزہ کنوئیں میں گر پڑا میں اس کو دیکھ رہا تھا اس جوان نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا خداوندا اے میرے مالک اور سردار! تو خوب جانتا ہے میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں مجھ سے یہ گم نہ کرنا۔ شقیق فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی اوپر تک ابل آیا اس جوان نے اپنا کوزہ لے کر پانی سے بھرا اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ نماز ادا کرنے کے بعد ریت کے ایک ٹیلے کی طرف گیا اور بالو اٹھا کر

کوزے میں بھرتا تھا اور ہلا ہلا کر بار بار پیتا تھا میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں کہا اپنا جھوٹا مجھے عنایت کیجئے۔ کہا اے شقیق خدا کی نعمتیں ظاہری باطنی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اپنے پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھو پھر مجھے کوزہ دے دیا۔ میں نے اس میں سے پیا' ستو اور شکر اس میں گھلے ہوئے تھے۔ خدا کی قسم اس سے لذیذ اور خوشبودار کبھی کوئی چیز میں نے نہ پی ہوگی۔ میری بھوک پیاس جاتی رہی اور کئی دن تک وہاں ٹھہرا رہا کھانے پینے کی خواہش نہ ہوئی پھر راہ میں مجھے وہ جوان نہ ملا یہاں تک کہ قافلہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ ایک رات متصل پانی کے قبہ کے آدھی رات کے وقت میں نے نماز پڑھتے دیکھا۔ نہایت عاجزی سے نماز پڑھتا تھا رونے کی آواز سنی جاتی تھی اسی حالت میں تمام رات گذر گئی۔ جب صبح ہوئی اپنے مصلے پر بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز فجر ادا کی اور سلام پھیر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور حرم سے باہر نکلا۔ میں اس کے ساتھ ہوا اس کے خادم و غلام نظر آئے۔ اثنائے راہ میں جس وضع سے تھا یہاں اس کے خلاف پایا لوگ ارد گرد جمع ہو گئے اور سلام کرتے تھے میں نے ایک شخص سے جو اسکے قریب تھا دریافت کیا یہ جوان کون ہے کہا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ہیں مجھے سخت تعجب ہوا کہ بے شک یہ عجیب و غریب کرامات ایسے ہی سید کے ہیں۔

کامل یقین والا لڑکا

شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا جو راہ چل رہا تھا اور اس کے لب حرکت کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا میں نے پھر سوال کیا صاحبزادے کہاں جا رہے ہو۔ کہا بیت اللہ کو جاتا ہوں' میں نے پوچھا کن الفاظ کے ساتھ اپنے لبوں کو حرکت دیتے ہو؟ کہا قرآن کے ساتھ' میں نے کہا ابھی تک تم پر تکلیف کا قلم نہیں؟ کہا موت کو دیکھتا ہوں کہ مجھ سے چھوٹوں کو لے رہی ہے پھر میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ دور کا ہے۔ کہا مجھ پر قدم اٹھانا اور خدا پر منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔ میں نے کہا توشہ اور سواری کہاں ہے؟ کہا توشہ میرا یقین اور سواری میرے پاؤں ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں روٹی پانی کہاں ہیں؟ کہا اے چچا کوئی مخلوق میں سے تم کو اپنے گھر بلائے کیا تم کو مناسب ہے کہ اپنے ساتھ اس کے گھر توشہ لے جاؤ؟ میں نے کہا نہیں' کہا میرا سردار اپنے بندوں کو اپنے گھر بلاتا ہے اور ان کو گھر کی

زیارت کی اجازت دیتا ہے ان کے ضعیف یقین نے انہیں توشہ لینے پر آمادہ کیا اور میں اسکو برا جانتا ہوں ادب کالحاظ کرتا ہوں۔ کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ مجھے ضائع و برباد کردے گا میں نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر لڑکا میری نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر میں نے اسے مکہ میں دیکھا اور اس نے بھی مجھے دیکھا اور کہا اے شیخ تم ابھی تک ضعیف یقین ہی پر ہو۔

مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے

شیخ نجم الدین اصفہانی مکہ مکرمہ میں کسی بزرگ کے جنازے کے ساتھ گئے جب دفن کر چکے تلقین کرنے والا بیٹھ کر تلقین کرنے لگا شیخ نجم الدین ہنس پڑے حالانکہ اور ان کی عادت تھی کہ وہ نہیں ہنستے تھے کسی نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے ڈانٹ دیا۔ اس کے بعد کسی موقع پر کہا مجھے اس روز اس بات پر آئی تھی کہ جب تلقین کرنے والا بیٹھا تو قبر والے نے کہا اے لوگو تمہیں تعجب نہیں مردہ زندے کو تلقین کر رہا ہے۔

ایک رات میں مدینہ سے مکہ پہنچ گئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں مدینہ میں مقیم تھا ایک مرتبہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ ایک عجمی مرد بڑے سروالا حضرت نبی کریم علیہ السلام سے رخصت ہو رہا تھا جب وہ روضہ پاک سے باہر نکلا میں اس کے پیچھے چل پڑا جب وہ مسجد ذوالحلیفہ میں پہنچا درود پڑھ کر لبیک کہی میں نے بھی اس کی متابعت کی اور اس کے پیچھے چلا۔ اس نے مڑ کر مجھے دیکھا اور کہا تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا تمہارے ساتھ رہنا' اس نے انکار کیا میں نے بخوشامد اصرار کیا۔ اس نے کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے قدم بہ قدم چلے آؤ میں نے کہا منظور ہے۔ پھر وہ روانہ ہوا اور بے راہ چلا اور میں بھی اس کے ہمراہ تھا۔ جب کچھ رات گذر گئی چراغ کی روشنی نظر آئی۔ مجھ سے کہا یہ مسجد عائشہ ہے تم آگے بڑھو یا میں آگے بڑھوں۔ میں نے کہا جو تم کو پسند ہو' پھر وہ مجھ سے آگے بڑھ گیا اور میں سو رہا' جب صبح کا وقت ہوا میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا طواف وسعی کر کے شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس ایک جماعت مشائخ وقت کی موجود تھی میں نے سب کو سلام کیا۔ مجھ سے شیخ کتانی نے پوچھا تم کب آئے میں نے کہا ابھی آیا ہوں۔ کہا کس مقام سے آئے ہو؟ میں نے کہا مدینہ منورہ سے کہا کب چلے تھے میں نے کہا شب گزشتہ کو میں وہیں تھا۔ میری اس بات سے ایک نے دوسرے کی طرف تعجب سے

دیکھا۔ پھر شیخ کتانی نے مجھ سے پوچھا تم کس کے ساتھ یہاں آئے ہو میں نے کہا ایک شخص کے ہمراہ اس کا حال وقصہ یہ ہے اور تمام ماجرا ذکر کیا۔ شیخ مذکور نے کہا یہ تمہارے ہمراہ ابو جعفر دامغانی تھے اور یہ ان کے حالات میں سے بہت تھوڑا ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے کہا اٹھو اور ان کو تلاش کرو۔ پھر مجھ سے کہا اے بیٹے میں جانتا ہوں کہ تمہارا حال ایسا نہیں ہے کہ ایک شب میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاؤ۔ پھر مجھ سے دریافت کیا چلتے وقت زمین تمہارے زیر قدم کیسی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے کہا مجھے نہر کے مثل جو کشتی کے نیچے آتی ہے معلوم ہوتی تھی۔

حضرت خضر نے حضرت ابراھیم بن ادہم کو جنت کا ہریسہ کھلایا

حضرت سفیان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابراھیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے مکہ مکرمہ دیکھا کہ سوق اللیل میں جس جگہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہے رو رہے ہیں تنگی راہ کی وجہ سے وہ مجھے دیکھ کر ایک طرف دب گئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور اس متبرک مقام میں درود پڑھا۔ میں نے ان سے کہا اے ابو اسحاق اس مقام پر رونا کیسا ہے؟ کہا اچھا ہے میں دوبار بلکہ تین بار پھر کر وہاں آیا اور ان کو اسی حال میں روتے پایا اور ہر بار سوال کیا آخر کار جواب دیا اے ابو سفیان میں تم کو ایسے امر کی خبر دوں جو تم اس کو ظاہر کر دو یا مجھ پر پوشیدہ رکھو میں نے کہا جو چاہو کہو۔ کہا میرا دل تیس برس سے ہریسہ کو چاہتا تھا میں زبردستی اس کو روکتا تھا شب گذشتہ کو نیند نے مجھ پر غلبہ کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوبرو جوان ہے اس کے ہاتھ میں سبز پیالہ ہے اور اس سے بھاپ اٹھ رہی ہے اور ہریسہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں نے اپنے دل کو سنبھالا وہ میرے پاس آیا اور کہا اے ابراھیم لے یہ کھا۔ میں نے کہا جو چیز خدا کے واسطے چھوڑ دی ہے اسے نہیں کھاتا کہا اگر خدا کھلائے تب بھی نہیں کھائے گا؟ کہا قسم خدا کی مجھ سے کوئی جواب نہ آیا مگر روتا رہا پھر مجھ سے کہا کھاؤ خدا تم پر رحم کرے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ ہمیں حکم ہے کہ کوئی چیز بھی اپنے توشہ دان میں نہ رکھیں۔ پھر اس نے کہا کھاؤ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر فرمائے مجھ کو یہ رضوان داروغہ جنت نے بحکم خدا دیا ہے اور کہا ہے اے خضر! یہ کھانا لے جا کر ابراھیم کو کھلا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جان پر رحم فرمایا ہے انہوں نے بڑا صبر کیا اور اپنی جان کو ممنوع خواہشات سے روکا ہے۔ پھر کہا خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور تم اسے

روکتے ہو۔ اے ابراہیم میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہتے تھے جو شخص بلا طلب دیا جائے اور لینے سے انکار کرے اس کا انجام یہ ہے کہ طلب کرے گا تو نہیں ملے گا۔ میں نے کہا اگر ایسا ہے تو میں تمہارے سامنے موجود ہوں خدا کا یہ عہد اب تک نہیں توڑا۔ اتنے میں دوسرا جوان آیا اور اس نے حضرت خضر کو کچھ دے کر کہا یہ ابراہیم کے مونہہ میں لقمہ بنا کر دے دو۔ حضرت خضر مجھ کو کھلاتے رہے' یہاں تک کہ میں سو کر اٹھا اور کھانے کا مزہ مونہہ میں اور رنگ زعفران میرے لبوں پر تھا۔ میں چاہ زمزم پر گیا' منہ دھویا' کلی کی' نہ مونہہ کا مزا گیا اور نہ رنگ زعفرانی' سفیان کہتے ہیں میں نے ان سے کہا مجھ کو دکھلاؤ' انہوں نے دکھلایا۔ اس وقت تک اثر باقی تھا پھر میں نے کہا اے اللہ جو خواہش نفسانی روکنے والوں کو جب کہ ان کی روک اور باز رہنا درست ہو جائے کھلاتا ہے! اے وہ ذات کریم جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کے لئے صحت و استقامت لازم کر دی ہے اے وہ رب رحیم جو اپنے دوستوں کے دلوں کو شراب محبت پلاتا ہے! کیا سفیان کے لئے بھی یہ تیرے پاس ہے؟ کہتے ہیں پھر میں نے حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی۔ خداوندا اس ہاتھ کی برکت' قدر و عزت اور اس ہاتھ والے کی قدر و عزت جو تیرے نزدیک ہے اور تیرے جود و سخا کے جو تو نے ان پر کی ہے خداوندا اپنے اس بندے پر بھی سخاوت کر یہ بھی تیرے فضل و احسان کا محتاج ہے۔ اے ارحم الراحمین اگرچہ وہ تیرے فضل و کرم کا مستحق نہیں ہے۔

خدا کی خاطر بیٹے سے جدائی

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میں طواف میں مصروف تھا کہ ایک خوبصورت جوان جس کے حسن و خوبی سے لوگ حیران تھے نظر آیا میں اس کو دیکھ کر روتا تھا کسی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' بیشک شیخ کو غفلت نے گھیر لیا ہے۔ پھر کہا اے میرے سردار یہ کیسا دیکھنا ہے جس کے ساتھ رونا بھی ملا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بھائی میں نے خدا سے عہد کیا ہے اور اس کو توڑنے پر قادر نہیں؟ ورنہ اس جوان کو اپنے پاس بلاتا اور اسے سلام کرتا کیونکہ یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میں نے اس کو کم سن چھوڑا تھا اور خدا کی طلب میں بھاگ کر یہاں آگیا اور اب وہ بڑا ہو کر یہاں آیا ہے۔ اور مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لئے چھوڑا پھر اسی کو لے لوں۔ تم اس جوان کے پاس جا کر میرا سلام کہو شاید میرے بے چین دل کو تسلی ہو اور

میری سوزش جگر سرد ہو پھر میں اس جوان کے پاس گیا اور کہا خدا تمہارے باپ کو برکت دے اس نے کہا اے چچا میرے باپ کہاں ہیں وہ تو مجھے چھوڑ کر خدا کی طلب میں گھر سے نکل گئے تھے۔ کاش میں ان کو ایک ہی مرتبہ دیکھ لیتا اور میرا دم ان کے سامنے نکل جاتا افسوس افسوس۔ اتنا کہا اور رونے کی شدت سے اس کا دم بند ہونے لگا۔ پھر کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں میں ان کو ایک نظر دیکھ لوں اور اسی جگہ مرجاؤں پھر رونے لگا۔ راوی کہتے ہیں میں حضرت ابراہیم کے پاس آیا وہ سجدے میں پڑے تھے اور سنگریزے ان کے آنسوؤں سے تر تھے وہ رو رو کر عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا مانگ رہے تھے میں نے کہا اس کے حق میں دعا کرو۔ کہا خداوند کریم اس کو گناہوں سے روکے اور اپنی مرضی کے کاموں پر اس کی مدد کرے۔

اللہ کی حفاظت

شیخ ابو (علی) دقاق فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں بیس برس رہا میرے دل نے دودھ کی خواہش کی۔ میں عسفان گیا اور وہاں کے ایک عرب قبیلے میں مہمان ہوا اچانک میری نظر ایک خوبصورت لڑکی پر پڑ گئی اس نے میرا دل اپنی محبت میں جیت لیا۔ صاحب خانہ نے کہا اے شیخ اگر تو سچا ہے تو تیرے دل سے دودھ کی خواہش جاتی رہے۔ میں مکہ مکرمہ میں واپس آیا' خانہ کعبہ کا طواف کیا اور گھر جا کر سو رہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا اے خدا کے نبی' خدا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے خدا نے آپ کو زلیخا سے بچالیا۔ جواب میں فرمایا بلکہ اے ابودقاق خدا تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے عسفان والی عورت سے بچ گئے پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے نرم آواز سے یہ آیت پڑھی

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

جو شخص اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

درود زیادہ پڑھنے کی برکات

کہتے ہیں ایک جوان کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور درود شریف میں مشغول تھا کسی نے اس سے پوچھا تم کو اس ورد کا کچھ اثر معلوم ہوا کہا ہاں۔ میں اور میرے والد حج کو چلے راستہ میں میرے والد بیمار ہو کر مر گئے ان کا منہ کالا' آنکھیں کرنجی ہو گئیں' پیٹ پھول گیا میں

رویا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میرے باپ مسافرت میں مر گئے اور ایسے مرے جب رات ہوئی مجھ پر نیند نے غلبہ کیا خواب میں جناب رسول خدا ﷺ کو دیکھا آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں عمدہ عطر کی خوشبو آ رہی ہے حضور میرے باپ کے پاس آئے اور ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن ہو گیا۔ پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا' جیسا تھا ویسا ہو گیا۔ پھر حضرت نے جانا چاہا۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت کی چادر مبارک پکڑ کر عرض کیا اے میرے سردار قسم اس ذات کی جس نے آپ کو اس حالت مسافرت میں میرے باپ کے پاس بھیجا۔ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں محمد رسول خدا ﷺ ہوں۔ یہ تیرا باپ بڑا نافرمان گناہگار تھا۔ مگر مجھ پر درود بہت بھیجا کرتا تھا جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی مجھ سے فریاد کی۔ میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر ایک کا فریاد رس ہوں جو دنیا میں بکثرت مجھ پر درود بھیجتا ہو۔

حضور علیہ السلام کو حضرت خضر کا سلام

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے سفر میں پیاس معلوم ہوئی اور شدت پیاس سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا تو میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے ایک حسین' خوبرو شخص کو گھوڑے پر سوار دیکھا' اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ رہو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس جوان نے مجھ سے کہا۔ تم کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا یہ مدینہ ہے۔ کہا اتر جاؤ۔ میرا سلام حضرت رسول خدا ﷺ سے کہنا اور عرض کرنا آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔

حضور ﷺ کا مہمان

شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں آیا پانچ دن وہاں قیام کیا مجھ کو کچھ ذوق و لطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور حضرت رسول خدا ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور عرض کیا اے رسول اللہ ! آج میں آپ کا مہمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا۔ خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی داہنی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے آگے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا اٹھ حضور رسول خدا ﷺ تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور حضرت کو دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ حضور نے ایک روٹی مجھ کو عنایت

فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

خواب میں خوبصورت لڑکیاں حاجیوں کے پاؤں دھوتی رہیں

شیخ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک سال میں نے سواری پر سفر حج کیا اور لوگوں کو پاپیادہ دیکھ کر ان کے ساتھ پیدل چلنا مجھ کو بھی بھلا معلوم ہوا اس طرح سے میں سواری سے اترا اور ایک شخص کو اپنی سواری پر سوار کر دیا اور ان لوگوں کے ساتھ پیدل چلنے لگا ہم قافلہ کے چند اشخاص ایک جانب پڑ گئے اور راہ راست چھوڑ دی ناگاہ ہم کو نیند غالب آئی اور ہم سب کے سب سو گئے میں نے خواب میں دیکھا کہ چند خوبصورت لڑکیاں ہاتھوں میں سونے کے طشت اور چاندی کے لوٹے لئے پیدلوں کے پاؤں دھو رہی ہیں صرف میں باقی رہ گیا۔ ان میں سے ایک بولی کیا یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں ہے دوسری نے جواب دیا اس کے پاس سواری ہے پہلی نے کہا بلکہ یہ بھی انہیں میں سے ہے کیونکہ ان کے ہمراہ پیدل چلنا اس کو پسند آیا۔ یہ بات سن کر جو کچھ مجھ کو رنج اور تھکاوٹ تھی سب کافور ہو گئی۔

دریا پر چلنے والا بزرگ

حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار ہوا اور میرے ہمراہ ایک جوان خوبصورت نورانی چہرے والا بھی تھا، جب ہم دریا کے درمیان میں پہنچے کشتی کے مالک کی تھیلی جس میں مال تھا گم ہو گئی تمام کشتی کی تلاشی لی گئی جب اس حسین جوان کی باری آئی اس نے ایک چھلانگ لگائی اور دریا کی لہروں پر بیٹھ گیا، اس کے لئے لہر تخت کے مثل قائم ہو گئی اور روانگی سے باز رہا۔ ہم لوگ کشتی پر یہ حال دیکھ رہے تھے۔ پھر اس جوان نے کہا اے میرے مولیٰ لوگوں نے مجھے چوری کی تہمت لگائی ہے اے میرے دل کے دوست میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جس قدر جانور اس جگہ ہیں تو ان کو حکم کر کہ اپنا منہ پانی سے باہر نکالیں اور ان کے منہ میں جواہر ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں اس کی بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ ہم لوگوں نے دیکھا دریائی جانور جہاز کے سامنے جمع ہو گئے اور تمام منہ نکالے ہوئے اپنے اپنے منہ میں جواہر لئے ہوئے تھے ان موتیوں کی آب و تاب سے دریا روشن ہو گیا اور دیکھنے والوں کی نگاہ چندھیا گئی۔ پھر وہ جوان دریا میں کود پڑا اور پانی پر خوشی سے اترا کر چلتا تھا اور یہ کہتا تھا ایاک نعبدو ایاک نستعین یہاں تک کہ وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔

اسی لئے میں نے سیاحت اختیار کی کیونکہ سفر میں اولیاء اللہ سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور مجھے جناب رسول خدا ﷺ کا فرمان یاد آیا۔ آپ فرماتے ہیں میری امت میں تیس نیک مرد ہمیشہ رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک مرجاتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے۔

سب حاجیوں کے حج قبول ہو گئے

شیخ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے پچاس سے زائد حج کئے اور ان کا ثواب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکرو عمرو عثمان و علی رضی اللہ عنہم اور اپنے ماں باپ کی ارواح کو بخشا۔ صرف ایک حج میرے پاس بخشنے سے باقی رہ گیا۔ میں نے میدان عرفات میں اہل موقف کو دیکھا اور ان کی آواز کا شور سنا۔ میں نے نیت کی اور خدا سے دعا مانگی کہ خداوندا اگر ان لوگوں میں کوئی ایسا ہو جس کا حج قبول نہ ہوا ہو تو میں اسکو یہ حج دیتا ہوں تاکہ اس کا ثواب اسکو ملے۔ اس شب کو میں نے مقام مزدلفہ میں رات گذاری خداوند تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور مجھے ارشاد ہوا اے علی بن موفق! تیری سخاوت کی بدولت میں نے ان اہل موقف اور ان کے مثل دوسرے اور ان سے دوگنے اور چوگنے لوگوں کو بخش دیا اور ہر شخص کی شفاعت اسکے گھر والوں اور دوستوں اور پڑوسیوں کے حق میں قبول کی اور میں تو تقویٰ اور مغفرت والا ہوں۔

چار کام کرنے سے ولایت مل گئی

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو طواف میں دیکھا کہ وہ لچک کر خوش خوش چلتے تھے۔ میں نے کہا اے شیخ آپکو خداوند عالم کے روبرو کھڑے ہونے کی قسم ہے! مجھے بتلاؤ کس بات سے تم اللہ تک پہنچے۔ جب انہوں نے خدا کے روبرو کھڑے ہونے کا سنا تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو کہا اے بھائی میں نے اپنے نفس پر پانچ خصلتیں لازم کرلی ہیں۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ جو کچھ مجھ میں (اپنی خواہش نفسانی سے) زندہ تھا اسے مار ڈالا اور جو مجھ میں مردہ تھی یعنی دل نے اسے زندہ کیا۔

دوسرے جو میری نظروں سے اوجھل تھا اسکو روبرو جانا یعنی آخرت کا حصہ اسکو باقی رہنے والا سمجھا اور جو میرے روبرو حاضر تھا اسکو غائب تصور کیا یعنی دنیاوی عیش کو فانی جان کر

اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔
تیسرے جو چیز میرے نزدیک فانی تھی (یعنی تقویٰ ' خوف خدا) اس کو باقی رکھا جو میرے نزدیک باقی تھے (یعنی خواہش نفس) اس کو فنا کر دیا۔
چوتھے جس چیز سے لوگ وحشت کرتے ہیں میں نے اس سے انس و محبت کی۔ اور جس چیز سے لوگ الفت کرتے ہیں اس سے بھاگا یہ کہہ کر حضرت سمنون چلے گئے۔

دس روز تک بھوکا رہنے انعام

شیخ ابو یعقوب بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس روز تک بھوکا رہا یہاں تک کہ ضعیف ہو گیا۔ میرے جی نے کوشش کی کہ جنگل کو نکل جاؤں شاید کوئی ایسی چیز پاؤں جس سے بھوک کو تسکین ہو۔ میں جنگل میں روزی کی تلاش میں نکلا ایک سڑا ہوا شلجم ملا۔ میں نے اسے اٹھا لیا مگر اس حرکت سے میرے دل میں کچھ وحشت و اضطراب پیدا ہوا گویا کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تو دس دن تک بھوکا رہا آخر تیرا حصہ گرا ہوا بدرنگ شلجم تھا؟ میں نے وہ شلجم پھینک دیا اور مسجد حرام میں چلا آیا اور بیٹھ رہا۔ اچانک ایک آدمی آیا اور میرے روبرو آکر بیٹھا اور ایک تھیلی رکھ کر کہا۔ یہ سو اشرفیوں کی تھیلی تیرے لئے ہے۔ میں نے کہا یہ خالص میرے لئے کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا میں دس روز سے دریا میں تھا اور میری کشتی ڈوبنے کو تھی۔ اہل کشتی میں سے ہر ایک نے جدا جدا نذر مانی کہ اگر خدا ڈوبنے سے بچالے تو کچھ خیرات کروں گا۔ اور میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا مجھ کو بچالے تو یہ پانچ سو اشرفی کی تھیلی خیرات کروں گا اور خانہ کعبہ کے مجاورین میں سے جس پر سب سے پہلے میری نگاہ پڑے گی اسی کو دوں گا اور تم مجھے سب سے پہلے ملے ہو۔ اس لئے تمہیں دیتا ہوں۔ میں نے کہا اسے کھولو اس نے وہ تھیلی کھولی تو اس میں اشرفیوں کے بجائے میدے کی روٹی ' مصری اور چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے ' میں نے ایک ایک مٹھی سب میں سے لی اور کہا کہ باقی اپنے بچوں میں تقسیم کر دینا۔ یہ میری طرف سے یہ ان کیلئے ہدیہ ہے اور میں نے تمہارا ہدیہ قبول کیا۔ پھر میں نے اپنے دل سے کہا اے نفس تیرا رزق دس روز سے تیری طرف چلا آتا ہے اور تو اسے جنگل میں ڈھونڈنے گیا تھا۔

اللہ کی محبت کیا ہے؟

شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موسم حج میں مکہ مکرمہ میں صوفیائے کرام کے درمیان محبت خداوندی کا مسئلہ پیش ہوا مشائخ نے اس میں گفتگو کی' حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ان سب سے کمسن تھے سب نے ان سے کہا تم بھی کچھ بیان کرو' جو تمہارے نزدیک حق ہو ظاہر کرو' حضرت جنید نے اپنا سر جھکایا اور ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا محب وہ بندہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہا ہو' خدا کے ذکر سے ملا ہو' اسکے حق ادا کرتا ہو' خدا کی طرف سے دیکھتا ہو' اسکے دل کو انوار ہیبت نے جلا دیا ہو' اسکے لئے خدا کی محبت صاف شراب کا پیالہ ہو' خداوند عالم غیب کے پردوں سے اسکے کیلئے ظاہر ہو گیا ہو' اگر کلام کرے تو اللہ کے ساتھ یعنی خدا اسکی زبان ہے اگر بولے تو اللہ ہی سے بولے' اگر حرکت کرے تو خدا ہی کے حکم سے کرے' اگر تسکین پائے تو خدا ہی کے ساتھ پائے' وہ اللہ کے ساتھ ہے اور اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے ہمراہ ہے۔ تمام مشائخ رونے لگے اور کہا اس سے زیادہ اور کوئی کیا بیان کریگا اے تاج العارفین خدا آپ کو اور زیادہ عقل و دانائی عطا فرمائے۔

ایک ولی کے عجیب حالات

حضرت ضحاک بن مزاحمؒ فرماتے ہیں میں شب جمعہ کو کوفہ میں جامع مسجد کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا۔ چاند کی پہلی رات تھی' ایک جوان مسجد کے صحن میں رو رہا تھا مجھے خیال نہ ہوا کہ یہ خدا کا ولی ہے میں اس کے قریب گیا تاکہ اس کی باتیں سنوں۔ وہ مناجات میں کہہ رہا تھا اے عزت والے تجھ ہی پر میرا بھروسا ہے' جس کا تو مطلوب و مقصود ہو وہی مبارک ہے' اور خوش قسمتی بھی اسی کیلئے ہے جو رات بھر حالت خوف میں رہا' اپنے خدائے کریم ہی کی جانب شکایت ہو اور اسے کوئی مرض نہ ہو' پس خدا ہی کی محبت میں یہ حال ہو' جب اندھیری رات میں اپنے خدا سے تنہائی میں عاجزی کر رہا ہو' خدا اسکی دعا قبول کرے اور لبیک کہے۔

بار بار پہلا فقرہ اس کی زبان پر تھا اور روتا جاتا تھا اور میں بھی اس پر ترس کھا کر رو رہا تھا۔ پھر کوئی بات کہی جس کا مطلب یہ تھا کہ شیخ نے نور دیکھا اور یہ سنا۔ میں حاضر ہوں۔ اے میرے بندے تو میری پناہ میں ہو اور جو کچھ تو نے کہا میں نے سب سن لیا۔ فرشتے تیری آواز کے مشتاق ہیں اور میں نے تیرے گناہ بخش دیئے

(میں کہتا ہوں) شاید یہ دیکھنا اور سننا حالت خواب میں ہے یا حال و غیبت کا ورود ہے۔
راوی کہتے ہیں پھر میں نے اسکو سلام کیا اس نے جواب دیا؟ میں نے کہا خدا تم میں اور تمہاری رات میں برکت دے۔ خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں راشد بن سلیمان ہوں۔ میں نے ان کو پہچانا' ان کے حالات پہلے ہی سے سن چکا تھا اور ان کے نام سے واقف تھا اور مدت سے ان کی ملاقات کی تمنا رکھتا تھا مگر امکان میں نہ تھی اب خدا نے نصیب کی۔ میں نے کہا کیا مجھے اپنے ہمراہ رکھ سکتے ہو؟ کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے جو شخص مناجات رب العالمین میں لذت پاتا ہو وہ مخلوق سے کب انس و محبت کرے گا
خدا کی قسم اس زمانہ کے مشائخ پر اگر کسی بزرگ صحیح نیت والے کا گذر ہو تو وہ ضرور کہدے گا کہ یہ لوگ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے معلوم نہ ہوا کہ آسمان پر اڑ گئے یا زمین میں سما گئے مجھے انکی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

پھر میں نے خدا سے دعا مانگی کہ مجھے ایک مرتبہ پھر موت سے پہلے ان سے ملا دے اسکے ایک سال بعد میں حج کو گیا اتفاقاً" وہ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے نظر آئے ان کے گرد ایک گروہ تھا جو ان کو سورہ انعام سنا رہا تھا مجھے دیکھ کر مسکرائے اور کہا یہ علماء کی مہربانی ہے اور یہ اولیاء اللہ کی تواضع ہے پھر وہ کھڑے ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے اور مصافحہ کیا۔ اور کہا کیا تم نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ موت سے پہلے تجھے مجھ سے ملا دے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر کہا الحمد للہ علی ذلک پھر میں نے ان سے کہا خدا تم پر رحم کرے جو کچھ آپ نے آج کی رات دیکھا یا سنا ہو مجھے بتلائیں۔ انہوں نے نہایت زور سے ایک چیخ ماری۔ میں نے خیال کیا شاید ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا ہو گا اور پھر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ انکے گرد جو لوگ قرآن پڑھ رہے تھے سب چلے گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا اے بھائی! اولیاء اللہ کے دلوں میں ان اسرار کے بیان کرنے کی کتنی ہیبت خداوندی ہے؟ تم سے کیا پوشیدہ ہے۔ میں نے کہا یہ لوگ جو آپ کے اردگرد تھے کون تھے؟ فرمایا جن تھے قدیم صحبت کی وجہ سے میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ وہ مجھے قرآن شریف سناتے ہیں اور ہر سال میرے ساتھ حج کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے رخصت کیا اور فرمایا اے بھائی! خدا مجھے اور تمہیں جنت میں یک جا فرمائے وہاں جدائی نہ ہو گی اور نہ غم و رنج کا نام ہو گا۔ پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور پھر نظر نہ آئے۔

خدا سے روزی کھانے والا بزرگ

کہتے ہیں ایک عابد حرم شریف کے پاس رہتا تھا' ایک شخص ہر رات اس کو دو روٹیاں دے جاتا تھا اور وہ تمام دن روزہ رکھتا' اور شام کو افطار کے بعد وہ روٹیاں کھاتا اور خدا کے سوا کسی سے مشغول نہ ہوتا تھا۔ ایک دن اسکے دل نے کہا تو اپنی روزی کی تسکین اس مخلوق سے کرتا ہے اور جو تمام مخلوق کا رازق ہے اسے بھولے ہوئے ہے۔ یہ کیسی غفلت ہے جب وہ شخص حسب معمول اسکے پاس روٹیاں لایا اس نے واپس کردیں تین دن گذر گئے کھانے کو کچھ نہ ملا تو اپنے خدا سے شکایت کی' اسی رات خواب میں دیکھا کہ وہ خدا کے سامنے کھڑا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے جو کچھ میں تیرے پاس اپنے بندے کے ہاتھ بھیجا کرتا تھا تو نے کیوں پھیر دیا؟ عرض کیا اے پروردگار میرے جی کو تیرے سوا دوسرے سے سکون تھا۔ حکم ہوا وہ روٹیاں تیرے پاس کون بھیجا کرتا تھا۔ کہا آپ ہی بھیجا کرتے تھے۔ فرمایا تو کس سے لیتا تھا؟ کہا آپ سے لیا کرتا تھا۔ فرمایا اب لے لینا اور پھر واپس نہ کرنا۔ پھر اسی رات میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی شخص روٹیاں لانے والا خدا کے روبرو کھڑا ہے اور خدا تعالیٰ فرما رہا ہے اے میرے بندے میرے تو نے اس بندے کی روزی کیوں موقوف کر دی۔ اس نے عرض کیا خداوند! تو خوب جانتا ہے' حکم ہوا اے بندے! تو کس کو دیا کرتا تھا؟ کہا تجھے دیتا ہوں فرمایا حسب عادت اپنی ذمہ داری جاری رکھ اور اپنے معمول پر قائم رہ تیرے لئے اس کا ثواب بہشت ہے۔

اللہ اپنے اولیاء کی حفاظت کرتا ہے

حضرت احمد بن حواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھا' راستہ میں میرا مشکیزہ گر گیا۔ میں نے ابو سلیمان کو اطلاع دی۔ انھوں نے فرمایا اے گمشدہ چیز کے ملانے والے! ہماری گمشدہ چیز ہمیں واپس کردے۔ کچھ دیر بھی نہ گذری تھی کہ ایک شخص آیا اور کہتا تھا کس کا مشکیزہ گرا ہے؟ میں نے دیکھا میرا مشکیزہ تھا میں نے لے لیا۔ حضرت ابو سلیمان نے فرمایا میں نے گمان کیا تھا کہ ہم بغیر پانی کے رہ گئے۔ پھر ہم کچھ دور گئے ہوں گے سردی کی شدت تھی اور ہم پوستین پہنے ہوئے تھے۔ ہم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بدن پر دو پرانی چادریں تھیں پھر بھی پسینہ بہ رہا تھا۔ حضرت ابو سلیمان نے اس سے فرمایا کہو تو ہم جاڑوں

کا کپڑا دیدیں؟ اس نے جواب دیا سردی گرمی سب اللہ کی مخلوق ہیں اگر وہ ان کو حکم کرے گا تو دونوں مجھے گھیریں گے اور اگر حکم کرے گا تو دونوں مجھے چھوڑ دیں گے میں تو تیس سال سے اس جنگل میں اسی حالت میں پھرتا ہوں۔ سردی کے زمانہ میں سردی کی شدت سے کبھی کانپتا اور تھرتھراتا نہیں ہوں۔ اور نہ گرمی میں پسینہ جاری ہوتا ہے۔ جاڑے میں مجھ کو اپنی آتش محبت پہناتا ہے اور گرمی میں اپنے عشق کی سردی کی چاشنی عطا کرتا ہے۔ اے دارانی! تم کپڑے کی طرف اشارہ کرتے ہو یعنی اس کو استعمال کرتے ہو اور زہد چھوڑ دیتے ہو اس لئے تمہیں سردی تکلیف دیتی ہے۔ اے دارانی! روتے ہو اور چیختے ہو اور سرد ہوا سے آرام پاتے ہو۔ پھر حضرت ابو سلیمان چلے گئے۔ اور فرمایا مجھے اس شخص کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔

اس حکایت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب حضرت ابو سلیمان کی دعا کی برکت سے گم شدہ مشکیزہ مل گیا اور ان کے یقین کا ثمرہ ظاہر ہو گیا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو خود پسندی اور تکبر سے جو ان کو مشکیزہ ملنے سے پیدا ہونے کا احتمال تھا محفوظ رکھا' خداوند تعالیٰ نے انکو اس نیک مرد کا حال دکھلا دیا تاکہ ان کے مقابلے میں اپنی حالت حقیر معلوم ہو اور یہی خداوند تعالیٰ کا طریقہ ہے وہ اپنے دوستوں کی حفاظت کرتا ہے ان کے اعمال ان کی نظروں میں حقیر کر کے دکھلاتا ہے تاکہ وہ تکبر اور خود پسندی سے محفوظ رہیں۔

پانچ برس کی مسافت والا ہر سال حج میں شریک ہوتا تھا

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے طواف میں ایک ادھیڑ عمر شخص کو دیکھا جس کو عبادت کی مشقت نے ضعیف کر دیا تھا' ہاتھ میں لاٹھی تھی جس کے سہارے طواف کر رہا تھا۔ میں نے اس سے اس کا شہر پوچھا تو کہا خراسان کا رہنے والا ہوں۔ پھر مجھ سے کہا تم اپنے وطن سے یہاں تک کتنے عرصہ میں راستہ طے کرتے ہو۔ میں نے کہا دو یا تین مہینوں میں' کہا ہر سال حج کیوں نہیں کرتے۔ پھر میں نے پوچھا تمہارے اور مکہ مکرمہ کے درمیان کتنے دنوں کی مسافت ہے؟ کہا پانچ برس کی۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے یہ اسی کا فضل اور سچی محبت ہے۔ وہ شخص یہ بات سن کر ہنس پڑا۔

ایک بزرگ کی عجیب حالت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک فقیر کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ جس نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکال کر دیکھا دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی حرکت کی۔ پھر ایک دن طواف کر کے پرچہ کو دیکھا' کچھ دور گیا تھا کہ مردہ ہو کر گر پڑا' میں نے اسکی جیب سے پرچہ نکال کر دیکھا تو اس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا

یعنی اپنے پروردگار کے حکم کیلئے صبر کر اور منتظر رہ کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سننے والے بزرگ
حضرت خضر علیہ السلام سب اولیاء سے واقف نہیں

شیخ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے ایک ابدال سے پوچھا آپ نے کسی ولی اللہ کو دیکھا ہے جو آپ سے درجہ میں بڑا ہو کہا ہاں۔ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گیا۔ وہاں شیخ عبد الرزاق کو دیکھا ان کے گرد ایک گروہ بیٹھا حدیث سن رہا تھا۔ اور مسجد شریف کے ایک کونے میں ایک جوان زانوؤں میں سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا اے جوان کیا تم نہیں جانتے کہ شیخ عبد الرزاق سے لوگ حدیث سن رہے ہیں تم ان کے ساتھ کیوں نہیں سنتے؟ اس جوان نے میرے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی اور نہ سر اٹھایا اور کہا وہاں وہ لوگ ہیں جو عبد الرزاق سے حدیث سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اسکے بندے سے۔ میں نے کہا اگر تمہارا کہنا سچ ہے تو بتاؤ میں کون ہوں؟ اس جوان نے سر اٹھا کر کہا اگر فراست مومن سچ ہے تو آپ خضر ہیں۔ میں نے جانا کہ اللہ کے ایسے دوست ایسے بھی ہیں جن کو ان کے عالی مرتبہ ہونے کی وجہ سے میں نہیں پہچانتا۔

ولی کا انتقام

ایک بزرگ فرماتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں تھے کبھی کبھی ان آیات و علامات خداوندی کا جو خدا نے اپنے خاص بندوں اور اپنے دوستوں کو عطا فرمائی ہیں ذکر کرتے تھے' ایک نابینا شخص ہمارے قریب رہتا تھا جو کچھ ہم کہتے تھے وہ سنتا تھا ایک مرتبہ وہ ہمارے پاس

آیا اور کہا مجھے تمہاری باتوں سے انس پیدا ہوا ہے۔ صاحبو! میرے بال بچے تھے میں بقیع جانب لکڑی لینے گیاوہاں ایک جوان ملا جو کتان کا کرتا پہنے ہوئے ہاتھ میں موتی لئے ہوئے تھا۔ میں نے دل میں کہا یہ مال مفت ہاتھ سے نہ جانا چاہیے میں نے اسکے کپڑے اتار لینے کا ارادہ کیا۔ اور اس سے کہا اپنے کپڑے اتار دے۔ اس نے کہا خدا کی حفاظت میں چلا جا' میں نے اس سے دو مرتبہ بلکہ تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ اس نے کہا کیا میرے کپڑے ضرور لے گا؟ میں نے کہا ہاں ضرور لوں گا' پھر اس جوان نے اپنی دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو دونوں آنکھیں نکل کر گر پڑیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیم خواص ہوں

فائدہ (میں کہتا ہوں) حضرت ابراہیم خواص نے چور کو اندھا ہونے کی بد دعا دی اور حضرت ابراہیم بن ادہم نے اپنے مارنے والے کے حق میں جنت کی دعا کی' وجہ اسکی یہ ہے کہ شیخ ابرہیم خواص نے دیکھا کہ چور بغیر اندھا ہوئے توبہ نہ کرے گا۔ اسلئے دنیا کا عذاب اسکے حق میں مناسب سمجھا۔ اور شیخ ابراہیم بن ادہم کو اس مارنے والے کو ایذا دینے میں اس کا توبہ کرنا معلوم نہ ہوا لہٰذا براہ کرم و جوانمردی اس کے حق میں نیک دعا فرمائی۔ ان کی دعا کی برکت سے اس شخص کو برکت و خیر حاصل ہوئی اور توبہ و استغفار و عذر کرتا ہوا ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابراہیم بن ادہم نے فرمایا وہ سر جو محتاج عذر خواہی کا تھا میں بلخ میں چھوڑ آیا یعنی تکبر ریاست اور غرور شرافت کا میرے دماغ میں اس وقت تھا جبکہ میدان تکبر و خود بینی میں حب جاہ و زینت دنیا کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلطنت بلخ میں دوڑتا پھرتا تھا' اور اب تو میرے سر سے یہ سب نکل گیا اور بعوض تکبر و خود پسندی کے ذلت و عاجزی و تواضع لے لی اور احمقوں کی خلعت جو غرور کے سوت سے بنی گئی تھی میں نے اتار ڈالی۔ کمینوں کا زیور جو نحوست و حیرانی و شادمانی کے تانبے سے بنایا گیا ہے اتار پھینکا' اور بعوض اسکے مجھ کو وہ خلعت عطا ہوا ہے جس میں شرافت ابدی ہے اور اہل تحقیق اور صاحبان خضوع کے زہد و پرہیز کے سوت سے جو توفیق کے تکلے پر کتا ہے بنایا گیا۔ مجھ کو وہ زیور مرحمت ہوئے جس کو اولیاء اللہ پہنتے ہیں اور وہ زیور معرفت کے جواہر' ادب کے یاقوتوں اور نیک عادات اہل طریق سے مرصع ہے' اور مجھے شراب محبت مشاہدہ جمال دوست کے فرش پر بیٹھا کر پلائی گئی ہے' اور اب مجھ کو بادشاہ حقیقی کا قرب حاصل ہو گیا۔ اسلئے مجھے ایک ادنیٰ خادم کی خطاء سے جو میرے لشکر کا سپاہی ہو کیا پرواہ ہے۔ اور جبکہ لیلی

اپنے مجنوں کی جانب متوجہ ہو کر اسکے حال زار پر متوجہ ہو اور اپنے دوست کو بلند جگہ عنایت کرے۔ اور اپنے قیمتی جمال کی خوبی کے مشاہدے میں مشغول رکھے تو اس وقت اگر کوئی کتا لیلی کے قبیلہ کا بھونکے یا حملہ کرے مجنوں کو کیا غم ہے۔ یہ اشعار حسب حال ہیں۔۔

اگر مجنوں کو لیلیٰ گھر بلائے
بلطف و مہر پاس اپنے بٹھائے
جمال بے بہا کا ہو نظارہ
غم ہجراں کرے دل سے کنارہ
تو کچھ کھٹکا نہیں مجنوں کو اس سے
سگ لیلیٰ اگر سو بار بھونکے

پیاسی ہرنی کیلئے پانی کے کنارہ تک آگیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے جنگل میں ایک فقیر کو دیکھا کہ اس نے ڈول کنویں میں لٹکایا اور رسی ٹوٹ گئی۔ ڈول گر پڑا مدت تک کنویں پر ٹھہرا رہا۔ اور کہا تیری عزت کی قسم اپنا ڈول لئے نہ ٹلوں گا۔ یا مجھ کو یہاں سے چلے جانے کا حکم ہو۔
راوی کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ ایک پیاسی ہرنی کنویں پر آئی اور کنویں میں جھانکی تو پانی ابلا اور کنویں کے اوپر تک آگیا اور ڈول بھی پانی کے ساتھ کنویں کے منہ پر آگیا۔ فقیر نے ڈول لے لیا اور رو کر کہا خدایا تیرے نزدیک میری قدر اس ہرنی کے برابر بھی نہیں؟ ہاتف نے آواز دی۔ اے مسکین تو کنویں پر رسی ڈول لے کر آیا اور ہرنی تمام اسباب چھوڑ کر ہم پر بھروسا کر کے آئی۔ بعض کہتے ہیں فقیر نے بوجہ بے تکلفی کے اپنے مولی کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ بغیر ڈول لئے نہ جاؤں گا خدا نے اس کی برکت سے پیاسی ہرنی کو پلایا۔ اور اس کی قسم بھی پوری کردی اور ہرنی کا آنا اور پانی کا اسکے واسطے بڑھنا اس میں اولیاء اللہ کے واسطے تہذیب اخلاق ہے۔ تمام اسباب ترک کر کے مسبب کی طرف رجوع کرنے کی تعلیم ہے۔

بڑے بڑے بزرگوں سے حبشی غلام بازی لے گیا

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں تھالوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے اور بارش بند ہوئے عرصہ گذر گیالوگ مسجد حرام میں دعائے استسقاء کے لئے جمع ہوئے کوئی چھوٹا بڑا باقی نہ رہاسب آگئے۔ میں بھی باب بنی شیبہ کے متصل لوگوں میں شامل تھا۔ ناگہاں ایک حبشی غلام آیا اس کے بدن پر دو ٹکڑے گھٹیا کپڑے کے تھے ایک کاتہبند باندھے دوسرا کاندھے پر ڈالے ہوئے تھا۔ میرے سامنے ایک خفیہ جگہ میں آکر بیٹھ گیااور یہ دعا مانگ رہاتھا کہ خدایا گناہوں کی کثرت اور بداعمالی کی اشاعت سے لوگوں کے چہرے پرانے ہو گئے صورتیں بدل گئیں اور تو نے باران رحمت کو ہم سے روک دیا تاکہ مخلوق کو اس سے ادب و تنبیہہ ہو۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے حلیم عذاب میں تاخیر کرنے والے' اے رحیم جس کے بندے اس سے بجز نیکی و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے اپنے بندوں کو اسی وقت پانی دے۔ بار بار یہی دعا مانگتا رہایہاں تک کہ آسمان پر بادل آیا اور ہر طرف سے بارش ہو گئی۔ وہ جوان اپنی جگہ بیٹھا دعا مانگتا رہا اور میں رو رہا تھا۔ جب وہ اٹھا میں اسکے پیچھے ہو ایہاں تک کہ میں نے اس کا مکان پہچان لیا۔ پھر میں شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے کہا کیا وجہ ہے میں تم کو غمناک پاتا ہوں؟ میں نے کہا غیر شخص نے ہم سے سبقت کی اور وہی حاکم دیوالیہ ہو گیا۔ کہا کیا بات ہے میں نے تمام قصہ بیان کیا۔ شیخ نے چیخ ماری اور خاموش رہے اور کہا تو ہلاک ہو اے ابن مبارک! مجھ کو اس جوان کے پاس لے چل۔ میں نے کہا اب وقت تنگ ہو گیا۔ میں اسکے حالات دریافت کروں گا۔ جب صبح ہوئی میں نے نماز ادا کی اور اس جوان کے گھر گیا دروازے پر ایک بزرگ بوڑھا فرش پر بیٹھا نظر آیا۔ مجھے دیکھ کر پہچان گیااور مرحبا اے ابو عبدالرحمن آپ کی کیا حاجت ہے۔ میں نے کہا مجھے حبشی غلام چاہیے۔ کہاں ہاں میرے پاس چند غلام ہیں ان میں جس کو چاہو پسند کر لو۔ اور آواز دی اے غلام۔ ایک غلام مضبوط قوی نکلا۔ کہا یہ نیک انجام تمہارے واسطے پسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا اسکی مجھے ضرورت نہیں۔ اسکے بعد ایک ایک کر کے کئی غلام آئے۔ آخر میں وہی غلام جو میرا مطلوب تھااس کو بلایا۔ جب میں نے اسکو دیکھا میری آنکھیں روشن ہو گئیں پھر کہا کیا وہ یہی غلام ہے میں نے کہاہاں۔ کہامیں اسکو نہیں بیچ سکتا۔ میں نے کہا کیوں۔ کہا اسکے رہنے سے اس گھر میں برکت ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ اسکی ذات سے میرا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کھانا کہاں سے ہے؟ کہا کمائی کرتا ہے۔ رسی بنتا ہے۔ نصف دانگ کم و

بیش روز پیدا کرتا ہے اور یہی اسکی روزی ہے اگر اس کو اسی دن بیچ ڈالا تو کھایا ورنہ اس دن بھوکا رہتا ہے۔ اور میرے غلام کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتا اور نہ کسی سے ملتا ہے او اس نے اپنے نفس پر اس کام کا اہتمام کیا ہے اور میں اس کو دل سے چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کیا میں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض کے پاس بغیر اپنی حاجت پوری کئے واپس جاؤں؟ کہا تمہارا آنا مجھ پر بار ہے جس قیمت پر چاہو لے لو۔ میں نے وہ غلام خرید لیا۔ اور اسکو فضیل کے گھر کی طرف لے چلا۔ کچھ دور چلا ہوں گا کہ اس غلام نے مجھ سے کہا اے میرے مولی۔ میں نے کہا لبیک۔ کہا میرے جواب میں لبیک نہ کہو غلام پر حق ہے کہ وہ اپنے مولی کے پکارنے پر لبیک کہے۔ میں نے کہا تمہیں کیا کام ہے اے میرے دوست؟ کہا میں ضعیف بدن ہوں خدمت کرنے کی طاقت نہیں اور تم کو میرے سوا دوسرے میں گنجائش تھی اور میرے سابقہ مالک نے مجھ سے قوی اور توانا غلام آپ کو دکھائے۔ میں نے کہا خدا مجھے تم سے خدمت لیتے نہ دیکھے میں تو تمہارے واسطے مکان خریدوں گا اور تمہارا نکاح کروں گا اور بذات خود تمہاری خدمت کروں گا۔ وہ غلام یہ سن کر بہت رویا۔ میں نے کہا کیوں روتے ہو؟ کہا تم نے میری خواہش کی اور خرید لیا تم نے ضرور میرے تعلقات خداوند تعالی سے دیکھے ہیں ورنہ ان غلاموں میں سے مجھے کیوں پسند کرتے؟ میں نے کہا مجھے ان امور کی حاجت نہیں۔ پھر غلام نے کہا خدا کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے میرے حال سے جو کچھ تم نے دیکھا ہے خبر دو۔ میں نے کہا تمہاری دعا قبول ہوتے دیکھی تھی اس لئے تمہیں پسند کرتا ہوں۔ پھر اس نے کہا اگر خدا نے چاہا تو تم بھی نیک مرد ہو گے۔ خداوند تعالی کی ایک ایسی پسندیدہ مخلوق ہے ان کے حال پر اپنے بندوں می سے اسی کو اطلاع دیتا ہے جسکو خدا دوست رکھتا ہے اور ان کا حال انہیں لوگوں پر ظاہر کرتا ہے جو اس کے پسندیدہ بندے ہیں۔ پھر مجھ سے کہا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم کچھ دیر ٹھہر جاؤ میں نے رات کی نماز میں سے کچھ رکعتیں پڑھنی ہیں۔ میں نے کہا فضیل کا مکان یہاں سے بہت قریب ہے وہاں پڑھ لینا۔ کہا نہیں۔ مجھے اسی جگہ پڑھ لینا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے کام میں دیر کرنا اچھا نہیں۔ پھر وہ ایک مسجد میں داخل ہوا اور نماز شروع کر دی جس قدر پڑھنی تھی پڑھ کر فارغ ہوا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے ابو عبدالرحمن تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ میں نے کہا یہ کیوں پوچھتے ہو۔ کہا میں جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ کہاں جاؤ گے۔ کہا ملک آخرت کو۔ میں نے کہا ایسا نہ کرو مجھ کو اپنے سے خوش ہونے

دو۔ غلام نے کہا جب تک میرا اور خداوند تعالی کا معاملہ مخفی تھا یہ زندگی خوش تھی۔ اب تم کو خبر ہوئی اور تمہارے سوا اور بھی مطلع ہوں گے اب مجھ کو اس زندگی کی حاجت نہیں۔ یہ کہہ کر وہ غلام منہ کے بل گر پڑا اور کہنے لگا خداوندا میری روح اسی وقت اسی دم قبض کرلے۔ میں اسکے پاس گیا تو وہ مرچکا تھا۔ خدا کی قسم میں نے جب بھی اسکو یاد کیا میرا غم زیادہ ہوگیا اور دنیا میری نظر میں ذلیل و خوار ہوگئی۔

خدا کی عاشق ایک عورت

شیخ محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میں حج کیلئے گیا ایک روز مکہ مکرمہ کے بازاروں میں پھر رہا تھا کہ ایک بوڑھا مرد ایک لونڈی کا ہاتھ پکڑے ہوئے نظر آیا۔ لونڈی کا رنگ بدلا ہوا جسم دبلا تھا اور اسکے چہرے سے نور چمکتا تھا اور روشنی ظاہر ہوتی تھی وہ ضعیف شخص پکار رہا تھا۔ کوئی لونڈی کا طلب گار ہے؟ کوئی اسکی رغبت کرنے والا ہے؟ کوئی بیس دینار سے بڑھنے والا ہے؟ میں اس لونڈی کے سب عیبوں سے بری الذمہ ہوں۔ راوی کا بیان ہے میں اسکے قریب گیا اور کہا قیمت تو لونڈی کی معلوم ہوگئی مگر اسمیں عیب کیا ہے؟ کہا یہ لونڈی مجنونہ ہے غمگین رہتی ہے۔ راتوں کو عبادت کرتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے نہ کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہے ہر جگہ تنہا اکیلی رہنے کی عادی ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی میرے دل نے اس لونڈی کو چاہا۔ اور قیمت دیکر اس کو خرید لیا اور اپنے گھر لے گیا۔ لونڈی کو سر جھکائے دیکھا پھر اس نے اپنا سر میری جانب اٹھا کر کہا۔ اے میرے چھوٹے مولا خدا تم پر رحم کرے تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا عراق میں رہتا ہوں۔ کہا کون سا عراق بصرے والا یا کوفے والا؟ میں نے کہا نہ کوفے والا نہ بصرے والا۔ پھر لونڈی نے کہا شاید تم مدینہ الاسلام بغداد میں رہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا واہ واہ۔ وہ عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے۔ راوی کہتے ہیں مجھے تعجب ہوا میں نے کہا لونڈی حجروں کی رہنے والی' ایک حجرے سے دوسرے حجرے میں بلائی جانے والی' زاہدوں عابدوں کو کیسے پہچانتی ہے؟ پھر میں نے اس کی طرف متوجہ ہو کر دل لگی کے طور پر پوچھا تم بزرگوں میں کس کس کو پہچانتی ہو۔ کہا میں مالک بن دینار۔ بشر حافی۔ صالح مزنی۔ ابو حاتم سجستانی۔ معروف کرخی۔ محمد بن حسین بغدادی۔ رابعہ عدویہ۔ شعوانہ میمونہ ان بزرگوں کو پہچانتی ہوں۔ میں نے کہا ان بزرگوں کی تمہیں کہاں سے شناخت ہے؟ لونڈی

نے کہا اے جوان کیسے نہ پہچانوں؟ قسم خدا کی وہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں' یہ محب کو محبوب کی راہ دکھلانے والے ہیں۔ پھر میں نے کہا اے لونڈی! میں محمد بن حسین ہوں کہا میں نے اے ابو عبداللہ خدا سے دعا مانگی تھی کہ خدا تم کو مجھ سے ملادے۔ تمہاری وہ خوش آواز جس سے مریدوں کے دل زندہ کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں روتی تھیں کیسے ہے؟ میں نے کہا اپنے حال پر ہے۔ کہا تمہیں خدا کی قسم مجھے قران شریف کی کچھ آیتیں سناؤ۔ میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اس نے بڑے زور سے چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی۔ میں نے اسکے منہ پر پانی چھڑکا تو ہوش میں آئی۔ اور کہا اے ابو عبداللہ یہ تو اس کا نام ہے۔ کیا حال ہو گا اگر میں اسکو پہچانوں اور جنت میں اسکو دیکھوں۔ خدا تم پر رحم کرے اور پڑھو۔ میں نے یہ آیت پڑھی ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم سے ساء ما یحکمون تک (یعنی کیا گمان کرتے ہیں جنھوں نے گناہ کئے ہیں کہ ہم ان کو ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے برابر کریں گے' ان کی موت اور زندگی برابر ہے؟ برا ہے جو حکم کفار لگاتے ہیں

اس نے کہا اے ابو عبداللہ ہم نے نہ کسی بت کو پوجا اور نہ کسی معبود کو قبول کیا پڑھے جاؤ خدا تم پر رحم کرے۔ میں نے پھر یہ آیت پڑھی

انا اعتدنا للظلمین نارا سے ساءت مرتفقا تک (یعنی ہم نے ظالموں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے۔ ان کے گرد آگ کے خیمے ہوں گے اگر پانی طلب کریں گے گرم پانی پگھلے ہوئے تانبے کی مثل پائیں گے جو ان کے چہرے جھلس دیگا۔ ان کا پینا بھی برا ہے اور آرام گاہ بھی بری ہے)

پھر کہا اے ابو عبداللہ تم نے اپنے نفس کے ساتھ ناامیدی لازم کر لی ہے۔ اپنے دل کو خوف اور امید کے درمیان آرام دو۔ اور کچھ پڑھو خدا تم پر رحمت کرے۔

پھر میں نے پڑھا

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکہ مستبشرۃ اور وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ

(یعنی بعضے چہرے قیامت کے دن خوش ہشاش بشاش ہوں گے اور بعض چہرے تر و تازہ اپنے پروردگار کو دیکھنے والے ہوں گے) پھر کہا۔ مجھے اس کے ملنے کا شوق کتنا زیادہ ہو گا جس دن وہ اپنے دوستوں کے واسطے ظاہر ہو گا' اور پڑھو خدا رحم کرے۔

پھر میں نے پڑھا یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب وابار یق وکاس من معین اصحاب الیمین سے اصحاب الیمین تک
(لڑکے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں جنت والوں کیلئے ہاتھوں میں کوزے اور لوٹے اور پیالے شراب معین کے لئے ہوئے گھومیں گے' نہ پینے والوں کا سر پھریگا اور نہ وہ بہکیں گے)
پھر کہا اے ابو عبداللہ میں خیال کرتی ہوں تم نے حور کو پیغام دیا ہے کچھ ان کے مہر کے لئے بھی خرچ کیا ہے۔ میں نے کہا اے لونڈی مجھے بتادے وہ کیا چیز ہے میں تو بالکل مفلس ہوں۔ کہا شب بیداری اپنے اوپر لازم کرو اور ہمیشہ روزہ رکھا کرو اور فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے رہو۔ پھر وہ لونڈی بیہوش ہو گئی میں نے اسکے چہرے پر پانی چھڑکا تو ہوش میں آئی پھر دوبارہ مناجات پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو گئی۔ میں نے پاس جا کر دیکھا وہ مر چکی تھی مجھے اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہوا۔ پھر میں بازار گیا تاکہ اسکے کفن دفن کا سامان لاؤں' واپس آکر کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کفنائی ہوئی خوشبو لگی ہوئی ہے اور جنت کے دو سبز جوڑے اسپر پڑے ہیں۔ کفن میں دو سطروں میں لکھا ہے۔ سطر اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسرے پر الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہے۔ میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ اسکے سرہانے میں نے سورۃ یس پڑھی اور حجرے میں غمگین روتا ہوا واپس آگیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر سو رہا خواب میں دیکھا کہ وہ لونڈی بہشت میں ہے جنتی حلے پہنے زعفران زار کے تختے میں ہے' سندس اور استبرق کا فرش ہے' سر پر تاج مرصع موتی اور جواہرات ٹکے ہوئے' پاؤں میں یاقوت سرخ کی جوتی ہے جس سے عنبر و مشک کی خوشبو آرہی ہے اس کا چہرہ آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن ہے میں نے کہا اے لونڈی ٹھیر! کس عمل نے تجھے اس مرتبہ پر پہنچایا؟ کہا فقیر مسکینوں کی محبت' کثرت استغفار' مسلمانوں کی راہ سے ان کو ایذا دینے والی چیزیں دور کرنے سے مجھ کو یہ مرتبہ ملا ہے۔

ایک لونڈی نے کافر گھرانے کو مسلمان کر دیا

ایک اہل علم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک حیادار اور حسینہ لونڈی آیا کرتی تھی۔ اکثر اوقات شریعت اسلام کے احکام پوچھا کرتی اور دین کی باتیں دریافت کرتی تھی میں اس کی باتوں کا جواب دیتا اور نرمی کے ساتھ پیش آتا۔ اور اس کا جمال

پردے اور پوشیدگی کی جانب مائل تھا۔ اسکی روش اور حسن و جمال مجھے بھلا معلوم ہوتا تھا۔ ایک روز مدت کے بعد میں بازار جا رہا تھا۔ میری نگاہ اس لونڈی پر پڑی' ایک شخص اس کا ہاتھ پکڑے کہہ رہا ہے۔ اس عیب دار لونڈی کو کون خریدی گا؟ میں نے لونڈی سے کہا کیا تو وہی ہے جو مجھ سے دین اور شریعت اسلام کی باتیں پوچھا کرتی تھی؟ اس نے سر جھکا لیا اور اشارہ سے کہا ہاں میں نے اس مرد سے کہا لونڈی کو چھوڑ دے۔ اس نے جواب دیا (اے سردار مجھ کو یہ قدرت نہیں ہے۔ اس لونڈی کا مالک مجوسی ہے۔ اس لونڈی نے اس کو غضبناک کیا ہے۔ ہم باتیں کر رہے تھے کہ اس لونڈی کا مالک آن پہنچا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے کہا اپنی لونڈی کا حال بیان کرو اور جو بات اسکی تم کو ناپسند ہے وہ ظاہر کرو۔ مالک نے کہا کہ وہ مجوسی ہے۔ آگ اور روشنی کی عبادت کرتا ہے۔ میں نے اس لونڈی کو پسند کیا تھا اسکی عقل اور خوبصورتی دیکھ کر خریدا تھا اور بہت قیمت ادا کی تھی اور میں اسکو دیکھتا تھا کہ ہمارے معبود کی بہت عبادت و تعظیم محبت کے ساتھ کرتی تھی رات ایک شخص تمہارے مذہب والا ہمارے یہاں آیا اور تمہاری کتاب سے کچھ پڑھ کر سنایا۔ اس لونڈی نے سنتے ہی چیخ ماری۔ ہم لوگوں کو دہشت ہوئی اور لونڈی حیران تھی' ہم اس سے پوچھتے تھے تو کچھ جواب نہ دیتی تھی۔ اس نے ہم کو چھوڑا ہمارے معبودوں کی عبادت ترک کی۔ ہمارا کھانا کھانے سے انکار کیا۔ جب رات ہوئی تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔ ہم نے بہت کچھ منع کیا مگر باز نہ آئی اسکی رونق جمال جاتی رہی اور حالت بدل گئی ہم کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اور نہ اسکو اس حال سے پھیرنے کی طاقت ہے۔ اب میں نے اسکو بیچنے کا ارادہ کیا ہے میں نے اس لونڈی سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے سر کے اشارے سے کہا ہاں۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ جہالت کی وجہ سے اس پر عیب لگاتا ہے۔ پھر میں نے لونڈی سے پوچھا کون سی آیت تجھ کو پڑھ کر سنائی تھی۔ کہا

ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

(یعنی اللہ کی طرف رجوع کرو میں تمکو ڈرانیوالا ظاہر ہوں۔ اور خدا کی عبادت میں دوسرا معبود شریک نہ کرو۔ میں تمکو اس سے ظاہر ڈرانے والا ہوں۔)

لونڈی نے کہا۔ جب سے یہ آیت میں نے سنی ہے بے صبر ہو گئی اور جو حالت تم دیکھتے ہو پیدا ہوئی۔ میں نے کہا اگر میں تمہیں پوری آیت سناؤں تو کیا ہو۔ لونڈی نے کہا اگر تم اچھی طرح پڑھ سکتے ہو تو پڑھو۔ میں نے باقی آیتیں پڑھیں

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین تک۔
اس نے کہا خوب پڑھا۔ جس امر کا خدا ضامن ہو وہ تجھ کو کافی ہے۔ پھر میں نے اس کے مالک سے کہا کیا تم اسکی قیمت مجھ سے لیتے ہو۔ کہا اس کی قیمت بڑی ہے۔ اور میرا ایک چچا زاد بھائی اس سے محبت کرتا ہے وہ اسے مجھ سے لینا چاہتا ہے۔ اور اسکا خیال ہے کہ وہ اسکو ان خیالات سے جو پیش آئے ہیں پھیردے گا۔ وہ بھی مجوسی مذہب ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ ہم سے باتیں کررہا تھا کہ اس کا چچا زاد بھائی آگیا اور کہا میں اسکو اس دین سے پھیردوں گا۔ مالک نے اسکے حوالہ کیا۔ جب یہ لونڈی کو معلوم ہوا تو مجھ سے کہا اے شیخ اب تو اسکی کوئی بات نہ سن میری اسکی ضرور بڑی شان ہوگی۔ خداوند کریم تجھ کو اسکی اطلاع دیگا۔ ایک مدت کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ مجوسی جو لونڈی کو لے گیا تھا ہمارے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کیا تم اس لونڈی کے مالک نہیں؟ کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا اب کیا حالت ہے۔ کہا اچھی خبر ہے۔ میں وہ لونڈی اپنے گھر لے گیا تھا پھر کسی کام کو گھر سے نکلا۔ جب گھر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس لونڈی نے ایک کرسی بچھائی اور خود اسپر بیٹھی ہے اور خدا کا ذکر اور اس کی وحدانیت بیان کررہی ہے اور میرے گھر والوں کو آگ کی عبادت سے ڈراتی ہے اور منع کرتی ہے۔ جنت کی تعریف کررہی ہے میں ڈرا کہ یہ ہمارا دین بگاڑ دے گی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں تو اسکو اس نیت سے لایا تھا کہ اس کا دین بگاڑوں گا مگر یہ تو ہمارا دین مٹانے لگی۔ میں نے اس کا حال اپنے ایک دوست سے بیان کیا اور اس سے کہا تمہاری کیا رائے ہے اب میں کیا کروں۔ کہا اسکے پاس کچھ مال امانت رکھ دو اور اس سے پوشیدہ لے لو۔ پھر اس سے طلب کرو وہ دینے سے عاجز ہوگی تمکو اس کے اوپر حجت ہوگی اور اس بہانہ سے اس کو خوب مارنا۔ مجوسی کہتا ہے میں نے اسکے پاس ایک تھیلی پانسو درہم کی امانت رکھدی اور ' وہ حسب عادت نماز میں مشغول ہوئی میں نے وہ تھیلی اٹھالی اور اسکو کچھ خبر نہ ہونے دی۔ پھر میں نے اس سے طلب کی جس جگہ تھیلی رکھی تھی وہ فوراً کود کر وہاں سے نکال لائی اور میرے حوالہ کردی۔ مجھ کو سخت تعجب ہوا۔ اور جی میں کہا میں تو تھیلی نکال لایا تھا یہ تو دوسری تھیلی ہے۔ اب آنکھوں سے دیکھ کر کہا کوئی شک نہیں جس خدا کی یہ عبادت کرتی ہے اسکو بڑی قوت ہے۔ میں اسکے خدا پر ایمان لایا۔ اور میرا دوست اور میرے سب گھر والے مسلمان ہو گئے اور اس لونڈی کو اس کی خواہش کے مطابق حسب خواہش چھوڑ دیا۔ وہ ہمیشہ محبت

خدائی کو چھپائے رہی یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ نے اس کا حال لوگوں پر ظاہر کر دیا۔

ایک لونڈی کی اللہ کی محبت میں شان

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات مجھے نیند نہ آئی میں نہایت درجہ بے چین رہا۔ میں آنکھ تک بند نہ کر سکا باوجود اس کے کہ اس رات تہجد سے بھی محروم رہا۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکا تو گھر سے نکلا کسی طرح مجھ کو اطمینان نہ ہوا۔ پھر میں جامع مسجد میں ٹھہر گیا اور ایک واعظ کا وعظ سننے لگا تاکہ کچھ دل کو راحت ہو۔ میں نے اپنے دل کو پایا کہ اسکی سختی بڑھتی جاتی ہے میں وہاں سے چل دیا۔ دوسرے واعظ کے پاس ٹھہرا وہاں بھی دل کا اضطراب کم نہ ہوا پھر میں نے اپنے دل سے کہا دل کے معالجوں کے پاس جاؤں اور جو لوگ محب کو محبوب کی راہ بتلاتے ہیں ان سے ملوں پھر بھی میرے دل کو قرار نہ ہوا اور سختی بڑھتی گئی۔ پھر میں نے کہا اب میں کوتوالی میں جاؤں وہاں لوگوں کو سزا پاتے دیکھ کر شاید کچھ عبرت ہو۔ مگر وہاں بھی دل کی سختی کم نہ ہوئی پھر میں نے کہا چلو قید خانے کو شاید ان لوگوں کو جو مبتلائے عذاب ہیں دیکھ کر دل ڈرے۔ جب میں قید خانہ میں داخل ہوا اپنے دل کو کھلا ہوا پایا اور میرا سینہ کشادہ ہوا۔ ایک لونڈی خوبصورت قیمتی اوڑھنی اوڑھے نظر آئی اس کے پاس سے عطر کی خوشبو آتی تھی۔ پاک نظر نیک دل تھی۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں جب مجھ کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔ میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں کہ بغیر گناہ کئے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر گردن میں لٹکا دی اور ان ہاتھوں نے کبھی خیانت کی نہ چوری کی۔ میرے پہلو میں جگر ہے۔ میں جانتی ہوں وہ جل گیا۔ قسم تیرے حق کی اے دل کی مراد! میں سچی قسم کھاتی ہوں اگر تو میرے دل کے ٹکڑے کر ڈالے، تیرے حق کی قسم ہے کبھی تجھ سے نہ پھرے گا۔ شیخ سری فرماتے ہیں میں نے داروغہ سے دریافت کیا۔ یہ کون ہے۔ کہا لونڈی ہے دیوانی ہو گئی ہے اسکے مالک نے یہاں قید کیا ہے تاکہ درست ہو جائے۔ جب اس لونڈی نے داروغہ کا کلام سنا تو اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ شیخ سری فرماتے ہیں میں نے اس سے ایسی باتیں سنیں جنھوں نے مجھے بے چین کر دیا مجھ کو غم دیا جلایا رلایا۔ جب لونڈی نے میرے آنسو دیکھے تو کہا اے سری تمہارا یہ رونا اسکی صفت سن کر ہے کیا حال ہو گا اگر تم اسکو پہچان لو۔ پھر ایک ساعت بیہوش رہی جب ہوش آیا

میں نے کہا اے لونڈی جواب دیا لبیک اے سری ' میں نے کہا مجھ کو تو نے کیسے پہچانا؟ کہا جب سے مجھ کو معرفت حاصل ہوئی جاہل نہیں رہی ' اور جب سے خدمت کی ست نہ ہوئی ' اور جب سے وصل ہوا جدا نہ ہوئی اور مرتبے والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا تجھ سے سنا ہے کہ تو محبت کرتی ہے تیرا دوست کون ہے۔ کہا جس نے اپنے محبوں کے ساتھ مجھ کو معرفت دی اور اپنے بڑی عطا کے ساتھ سخاوت کی وہ دلوں کے پاس ہے۔ محبوں کے طلب گار کا دوست ہے۔ سنتا جانتا ہے۔ پیدا کرنے والا حکمت والا ہے۔ سخی ' کریم ' بخشنے والا رحیم ہے۔ میں نے پوچھا یہاں تجھے کس نے قید کیا؟ کہا حاسدوں نے باہم مدد کی اور قول و قرار کیا پھر وہ بلند آواز سے چلائی۔ اور بیہوش ہو گئی میں نے خیال کیا کہ اس نے زندگی ختم کرلی۔ پھر ہوش میں آئی۔ شیخ سری فرماتے ہیں میں نے قید خانہ کے داروغہ سے کہا اس کو چھوڑ دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔ کہا اے سری میں کہا جاؤں؟ اسے چھوڑ کر میرا کہاں راستہ ہے؟ میرے دل کے دوست (اللہ) نے اپنے مملوک انسان کو میرا مالک بنا دیا۔ اگر میرا مالک راضی ہو گا چلی جاؤں گی ورنہ صبر کروں گی میں نے کہا خدا کی قسم یہ تو مجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ میں اسی حال میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ اس کا مالک آگیا۔ داروغہ سے پوچھا۔ اس کی لونڈی تحفہ کہاں ہے؟ کہا اندر ہے اور اس کے پاس شیخ سری سقطی بیٹھے ہیں۔ مالک یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اندر آیا اور مجھ کو مرحبا کہا اور تعظیم کی۔ میں نے کہا یہ لونڈی میری بہ نسبت تعظیم کی زیادہ مستحق ہے اسکی کونسی حرکت تجھے ناپسند ہے؟ کہا بہت سی باتیں ہیں۔ نہ کھائے نہ پیئے بے عقل ' نہ خود سوئے نہ ہم کو سونے دے۔ ہر وقت متفکر رہتی ہے۔ ذرا سی بات پر فوراً رو دے۔ آہ و نالے سے کام ہے۔ سدا رویا کرتی ہے اور یہی میری پونجی ہے۔ میں نے اپنا تمام مال بیس ہزار درہم دیکر اسکو مول لیا۔ اور امید تھی کہ نفع حاصل ہو گا کیونکہ حسن و جمال کے علاوہ یہ اور کام بھی جانتی ہے۔ میں نے کہا اور کیا کام کرتی ہے؟ کہا گانا جانتی ہے۔ میں نے پوچھا کتنی مدت سے اس کو یہ مرض ہے۔ کہا ایک برس سے میں نے کہا ابتدا کیسے ہوئی کہا ایک مرتبہ عود لئے گا رہی تھی دفعتہ عود توڑ کر کھڑی ہو گئی اور چلائی میں نے اس کو انسان کی محبت کی تہمت لگائی۔ میں نے اسکی تحقیقات کی مگر کچھ علامت و نشان نہ پایا۔ میں نے لونڈی سے پوچھا کیا ایسا ہی معاملہ ہے؟ لونڈی نے زبان تیز اور جلے دل سے جواب دیا۔ میرے دل سے خدا نے مجھ کو خطاب کیا۔ میرا وعظ میری

زبان پر تھا۔ مجھ کو دوری کے بعد قریب کیا اور مجھ کو خدا نے خاص منتخب کیا جب میں برضا و رغبت بلائی گئی میں نے قبول کیا اور اپنے بلانے والے کے جواب میں لبیک کہی۔ جو کچھ مجھ سے پچھلی عمر میں گناہ ہوئے تھے میں ان سے ڈری مگر محبت نے خوف دفع کر کے آرزوؤں میں ڈال دیا۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں میں نے اسکے مالک سے کہا اسکی قیمت میرے ذمہ ہے اور میں اس سے بھی زیادہ دوں گا۔ مالک چلایا اور کہا ہائے محتاجی! تیرا برا ہو تم تو ایک مرد فقیر ہو اسکی قیمت کہاں پاؤ گے۔ میں نے کہا جلدی نہ کرو تم یہیں رہو۔ میں اسکی قیمت لاتا ہوں۔ پھر وہاں سے غمگین روتا ہوا چل دیا۔ قسم خدا کی میرے پاس لونڈی کی قیمت کیلئے ایک درہم بھی نہ تھا۔ تمام رات خدا کی درگاہ میں روتا رہا اور خوشامد عاجزی کرتا رہا اور اس سے دعا مانگتا تھا تمام رات آنکھ نہ جھپکی۔ اور کہتا تھا خداوندا تو ظاہر و باطن خوب جانتا ہے میں نے تیرے فضل پر اعتماد کیا۔ مجھے رسوا نہ کرنا۔ اس لونڈی کے مالک کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔ اسی حالت میں عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا دروازہ پر کون ہے؟ کہا دوستوں میں سے ایک دوست ہے کسی کام سے آیا ہے خدائے مہربان کا حکم اسکو یہاں لایا ہے میں نے دروازہ کھولدیا ایک شخص چار غلام اسکے ہمراہ شمع لئے تھے۔ اس آنے والے نے کہا اے استاد مجھ کو اندر آنے کی اجازت ہے میں نے کہا آؤ۔ وہ شخص اندر آیا میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا احمد بن مثنی ہوں مجھ کو ایسے شخص نے دیا ہے کہ وہ دیتے وقت بخل نہیں کرتا۔ میں آج رات سو رہا تھا کہ ہاتف غیبی نے پکار کر کہا پانچ توڑے اشرفیاں سری کے پاس لے جاؤ ان کا دل خوش ہو اور وہ تحفہ کو خرید لیں کیونکہ ہم کو تحفہ کے حال پر مہربانی ہے میں نے خدا کے شکر میں سجدہ کیا کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا کی اور فجر کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح کی نماز ادا کی احمد کا ہاتھ پکڑ کر قید خانے میں لے گیا۔ لونڈی کا محافظ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا مجھ کو دیکھ کر مرحبا کہا آیئے خدا اس لونڈی پر مہربان ہے۔ رات کو ہاتف نے مجھے پکار کر کہا ہے۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں تحفہ نے جب ہم کو دیکھا اسکے آنسو ڈبڈبا آئے اور کہا تم نے مجھ کو سب لوگوں میں مشہور کر دیا۔ اسی حال میں تحفہ کا مالک روتا ہوا آگیا۔ دل غمگین، رنگ فق۔ میں نے کہا مت روؤ۔ جس قدر قیمت تم نے ادا کی تھی وہ بھی لایا ہوں اور پانچ ہزار نفع بھی دوں گا۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم۔ میں نے کہا دس ہزار نفع لو۔ کہا نہیں خدا کی قسم نہیں لوں گا۔ میں نے کہا قیمت کے برابر نفع لو۔ کہا اگر تم تمام

دنیااس کے عوض دو گے قبول نہ کروں گا تحفہ خدا کے لئے آزاد ہے۔ میں نے کہا کیا حال ہے؟ کہا رات کو مجھے سخت تنبیہہ اور جھڑکی دی گئی ہے میں تمام حال چھوڑ کر خدا کی طرف بھاگا ہوں خدایا تو کشائش کے ساتھ میرا کفیل ہو اور میرے رزق کا ضامن ہو پھر میری طرف ابن مثنی متوجہ ہوئے میں نے دیکھا وہ رو رہے تھے میں نے کہا تم کیوں روتے ہو؟ کہا خداوند تعالی نے جس کام کے لئے مجھ کو بلایا اس سے راضی نہیں ہوا۔ تم گواہ رہو میں نے تمام مال اپنا خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ میں نے کہا تحفہ کیا بڑی صاحب برکت والی ہے۔ تحفہ کھڑی ہوئی جو کپڑے پہنے تھی وہ اتار کر پھینک دیئے اور بالوں کا ایک کرتج پہن لیا اور روتی ہوئی نکل کھڑی ہوئی۔ ہم لوگوں نے اس سے کہا خدا نے تم کو آزاد کر دیا پھر کیوں روتی ہو؟ پھر ہم قید خانہ کے دروازے سے نکلے اثنائے راہ میں تحفہ کو تلاش کیا اپنے ہمراہ نہ پایا۔ ابن مثنی راستے میں مرگئے۔ میں اور تحفہ کا مالک مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ایک دن میں طواف کر رہا تھا کسی زخمی دل سے زخمی کلام سنا۔ وہ کلام یہ ہے خدا کا دوست دنیا سے بیمار ہے اس کا مرض دراز ہے۔ اس کی دوا خود مرض ہے۔ اس کو شراب محبت کا پیالہ پلا دیا اور پلا کر خوب سیر کر دیا پھر تو وہ دوست اسکی محبت میں حیران ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ بجز اسکے دوسرا محبوب نہیں چاہتا۔ یہی حال اس کا ہے جو براہ شوق خدا کی طرف بلایا جائے وہ اسکی محبت میں حیران رہتا ہے یہاں تک کہ اسکا دیدار نصیب ہو۔ پھر میں اس آواز کی جانب گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا کہا اے سری میں نے کہا لبیک تم کون ہو؟ خدا تم پر رحم کرے؟ کہا لا الہ الا اللہ معرفت کے بعد اب انجان ہو گئے میں تحفہ ہوں وہ اس وقت بالکل ضعیف و ناتوان تھی جیسے کسی کا خیال دل میں گذرے وہ اس طرح نظر آتی تھی۔ میں نے کہا اے تحفہ جب سے تم خلقت سے جدا ہو کر خدا تعالی کی طرف مائل ہوئی خدا سے تم کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟ کہا اپنے قرب سے انس دیا غیر سے مجھ کو وحشت دی۔ پھر میں نے کہا ابن مثنی مرگئے کہا خدا ان پر رحم فرمائے میرے اللہ نے ان کو وہ اعزاز عطا کئے ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ جنت میں ان کی جگہ میرے پڑوس میں ہے۔ پھر میں نے کہا تمہارا مالک جس نے تم کو آزاد کیا ہے میرے ساتھ ہے۔ یہ سن کر تحفہ نے کچھ دعا مخفی مانگی میری دیکھتے ہی دیکھتے تحفہ کعبہ کے روبرو مردہ نظر آئی جب اسکے مالک نے اسکو مردہ دیکھا اپنے کو سنبھال نہ سکا وہ بھی منہ کے بل گر پڑا۔ میں نے پاس جا کر ہلایا تو وہ بھی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ پھر میں نے دونوں کے

غسل و کفن سے فراغت کر کے دونوں کو دفن کر دیا۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔

خدا کا ادب

صالحین میں سے ایک شخص کی حکایت ہے فرماتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا تھا اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ کہا اے مالک جو کچھ آپ رکھیں۔ میں نے پوچھا تم کام کیا کرتے ہو۔ کہا جو آپ بتائیں۔ میں نے پوچھا تم کیا کھاؤ گے؟ کہا جو آپ کھلائیں گے۔ میں نے کہا تمہارا دل کسی شے کو چاہتا ہے کہا بھلا آقا کے سامنے غلام کا دل کسی شے کو چاہ سکتا ہے۔ کہتے ہیں مجھے اس پر رونا آگیا اور وہ حالت یاد آئی جو میرے آقا (خداوند کریم) کے ساتھ ہو گی۔ میں نے کہا میرے پیارے تم نے تو مجھے خدا کا ادب کرنا سکھا دیا۔

اولیاء کی صفات

ایک ولی اللہ کی حکایت ہے کہ ان کو ایک شخص کے مکان سے تھوڑی سی دیر میں کئی مرتبہ بلاوا آیا جب یہ اسکے دروازے پر پہنچے تو جو بلانے آیا تھا اسی نے انھیں دھکے دیدئے یہ خوشی کے ساتھ واپس ہونے لگے رنجش کا ذرا سا اثر ان کے چہرے پر نمایاں نہ ہوا ان کے صبر و تحمل پر اسے بہت تعجب ہوا اور اس نے یہ بہت بڑی بات سمجھی۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ کوئی بڑی صفت نہیں ہے بلکہ یہ صفت تو کتے میں بھی ہوتی ہے کہ جب بلاؤ تو آجاتا ہے جب دھتکارو چلا جاتا ہے۔ اور اس شخص نے بھی یہ حرکت ان کے امتحان کے لئے ہی کی تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہر مومن کو اپنے میں پیدا کرنی چاہئیں اول یہ کہ وہ اکثر بھوکا رہتا ہے اور یہ شیوہ صالحین کا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا کوئی خاص مکان مشہور نہیں ہوتا یہ اہل توکل کی نشانی ہے۔ تیسرے یہ کہ رات کو بہت ہی کم سوتا ہے یہ اللہ سے محبت کرنے والوں کی صفت ہے۔ چوتھے یہ کہ جس وقت وہ مرجاتا ہے اس کا کچھ ورثہ نہیں ہوتا یہ صفت زاہد لوگوں کی ہے۔ پانچویں یہ کہ اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا اگرچہ وہ اسپر ظلم کرے یا ستائے اور یہ صادق مریدوں کی صفت ہے۔ چھٹے یہ کہ تھوڑی سی جگہ پر خوش ہو جاتا ہے (اور صبر کرلیتا ہے) یہ علامت متواضعین کی ہے۔ ساتویں یہ کہ جب اسکی جگہ پر اور کوئی قابض ہو جاتا

ہے تو وہ اسے چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ علامت راضین کی ہے۔ آٹھویں یہ کہ جب کوئی مارے یا نکالے تو چلا جاتا ہے اور پھر ذرا سا ٹکڑا ڈال دیا جائے تو فوراً آجاتا ہے گذشتہ واقعہ کا کچھ دھیان دل میں نہیں رکھتا یہ علامت خاشعین لوگوں کی ہے۔ نویں یہ کہ جس وقت کھانا رکھا ہو تو دور بیٹھا دیکھتا ہے یہ علامت مساکین کی ہے۔ دسویں یہ کہ جس جگہ کو چھوڑ دیتا ہے اسے پھر کر بھی نہیں دیکھتا یہ علامت غمزدوں کی ہے۔

حضرت اویس قرنی کے حالات و کرامات

روایت ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ڈلاؤ پر سے اپنے کھانے کا گذر کرتے اور وہیں کے چیتھڑے پہنتے تھے ایک روز ایک ڈلاؤ پر انھیں کتا بھونکنے لگا انہوں نے اس سے فرمایا جو تجھے ملے تو کھالے اور جو مجھے ملتا ہے میں کھاتا ہوں مجھے بھونکتا کیوں ہے ' اگر میں (قیامت کے دن) پل صراط پر سے گذر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں گا ورنہ تو مجھ سے بہتر ہو گا۔

حضرت اویس کی یہ حالت تھی کہ گھر کے لوگ انھیں دیوانہ بتاتے اور لواحقین انھیں ذلیل سمجھتے اور مذاق اڑاتے تھے اور بچے ان کے ساتھ کھیلتے تھے اور ڈھیلے مارتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ایسے لوگوں کو چاہا کرتا ہے جو متقی پاک صاف پوشیدہ رہتے ہوں بال ان کے بکھرے ہوئے اور چہرے غبار آلودہ اور پیٹ کمروں سے لگے رہتے ہوں۔ جب وہ کہیں امیروں کے پاس جانا چاہیں تو انھیں اجازت نہ ملے 'اور اگر وہ خوبصورت مالدار عورتوں سے شادی کرنا چاہیں تو کوئی قبول نہ کرے ' اگر کہیں چلے جائیں تو کوئی تلاش نہ کرے 'اگر کہیں سے آئیں تو ان کے آنے کی کسی کو خوشی نہ ہو 'اگر بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے 'اگر مرجائیں تو کوئی جنازہ پر نہ آئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسمیں سے کسی آدمی سے ہم کیونکر مل سکتے ہیں؟ فرمایا اویس قرنی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں گے۔ پوچھا ان کی علامت کیا ہو گی؟ حضور نے فرمایا چھاتی چوڑی 'میانہ قد 'بہت تیز گندمی رنگ' داڑھی سینہ تک نگاہ کو ہمیشہ سجدہ ہی کی جگہ رکھیں گے۔ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے اپنی حالت پر اکثر روتے رہیں گے دو کملی ان کے پاس ہوں گی۔ ایک تہبند دوسری چادر زمین پر رہنے والوں میں وہ گمنام ہوں گے لیکن آسمان والوں میں

ان کا شہرہ ہو گا اگر وہ اللہ پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اسکو ضرور (پوری کر کے) انھیں بری کر دیگا۔ ان کے بائیں مونڈھے کے نیچے قدرے سپیدی ہو گی۔ اے حاضرین یاد رکھو کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے کہا جائے گا کہ تم بہشت میں چلے جاؤ۔ لیکن اویس کی بابت یہ حکم ہو گا کہ تم کھڑے سفارشیں کرتے رہو۔ پھر اللہ تعالی قبیلہ ربیعہ اور مضر جیسے قبیلوں کے لوگوں کے حق میں انکی سفارش قبول فرمالے گا' اے عمر اور اے علی! جس وقت تم ان سے ملو تو ضرور اپنے لئے ان سے دعاء استغفار کرانا اللہ تعالی تمہاری خطاؤں کو بخش دیگا۔ اس قصہ کے بعد بیس برس تک حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش اور جستجو میں رہے لیکن مراد پوری نہ ہوئی آخر جب وہ سال آیا کہ جسمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کوہ ابو قبیس پر چڑھے اور بلند آواز سے اہل یمن کو پکار کر پوچھا کہ تمہارے اندر کوئی شخص اویس نامی ہیں؟ اس وقت ایک بہت بوڑھا لمبی داڑھی والا آدمی کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ ہم کو اویس کی خبر نہیں ہے۔ لیکن ہاں ایک بھتیجا ہے لوگ اسے بھی اویس کہتے ہیں وہ بہت نامراد اور فقیر کنگال ہے اس قابل نہیں کہ اسے ہم آپ کے پاس حاضر کریں وہ ہمارے اونٹ چرایا کرتا ہے اور ہمارے اندر بہت ہی ذلیل اور رنج کا آدمی ہے۔ حضرت عمر نے اس بوڑھے سے پوچھا کہ وہ تمہارا بھتیجا کہاں ہے؟ کیا وہ ہماری سرحد میں ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا کہاں ملیں گے اس نے کہا عرفات کے جنگل میں 'اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ دونوں سوار ہو کر دوڑے ہوئے عرفات پہنچے۔ دیکھیں تو ایک درخت کے پاس کھڑے ہوئے اویس نماز پڑھ رہے ہیں اور اونٹ ادھر ادھر چرتے پھر رہے ہیں۔ یہ دونوں اپنی سواریوں کو وہاں باندھ کر ان کے پاس پہنچے اور کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہلکی ہلکی رکعتیں پڑھ کر ان حضرات کے سلام کا جواب دیا۔ ان دونوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ کہا اونٹوں کا چرواہا اور لوگوں کا نوکر انھوں نے کہا ہم تم سے یہ اونٹوں کے چرانے اور نوکری کو نہیں پوچھتے۔ یہ فرمائیے آپ کا نام کیا ہے۔ کہا عبد اللہ انھوں نے کہا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین والے سب کے سب عبد اللہ (یعنی اللہ کے بندے) ہیں آپ اپنا وہ نام بتائیے جو آپ کی والدہ نے رکھا تھا فرمایا اے صاحبو تمہارا مجھ سے کیا مطلب ہے کیا چاہتے ہو۔ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اویس قرنی کی ہم سے تعریف بیان فرمائی ہے۔ رنگ ڈھنگ سے تو ہم پہچان گئے ہیں

لیکن آپ نے ہم سے یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کے بائیں مونڈھے کے نیچے قدرے سپیدی ہوگی۔ لہٰذا وہ تم ہمیں دکھادو اگر وہ بھی تمہارے اندر ہوئی تو بیشک تم وہی ہو۔ اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مونڈھا کھول کر دکھایا تو وہ سپیدی موجود تھی دونوں صاحبوں نے جلدی سے اٹھ کر اسے بوسہ دیا اور یہ فرمایا کہ بیشک ہم گواہ ہیں کہ اویس قرنی آپ ہی ہیں آپ ہمارے لئے دعائے استغفار کیجئے خدا آپ کی بھی مغفرت کردیگا۔ فرمایا میں صرف اپنے لئے استغفار نہیں کرتا اور نہ اولاد آدم میں سے کسی خاص کے لئے کرتا ہوں بلکہ جنگل اور دریا میں جس قدر مومن مرد اور مومن عورتیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ہیں سب کے واسطے اللہ سے دعا کرتا ہوں جو مستجاب الدعوات ہے۔ ان دونوں نے کہا یہی ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد اویس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ نے تم پر میرا حال اور میری کیفیت ظاہر فرمادی ہے لیکن آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ یہ سنتے ہی اویس کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اور اے ابن ابی طالب تم پر سلام ہو اور خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس امت میں سب سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ اتنے وقت یہیں ٹھہرے رہیں کہ میں مکہ مکرمہ جاکر آپ کے لئے کچھ خرچ اور کچھ کپڑا جو میرے پاس زائد ہو لے آؤں اے اویس وہاں جانا آنا ہی وعدہ کی میعاد ہے۔ فرمایا اے امیرالمومنین میرے تمہارے درمیان کوئی میعاد نہیں اور نہ میں آج کے دن کے بعد تم کو دیکھ سکوں گا لہٰذا مجھے یہ تو بتاؤ کہ میں اس خرچ اور اس کپڑے کو کیا کروں گا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میرے پاس اونی چادر اور تہبند ہے بھلا تمہارے خیال میں ان کو کب تک پھاڑوں گا۔ یا تم نے نہیں دیکھا کہ میرے پاس گٹھا ہوا جوڑا جوتا کا ہے میرے پاس یہ کب تک ٹوٹیں گے۔ اور تمہیں معلوم نہیں کہ میں اپنی اس چرواہے کی مزدوری چار درہم لیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ انہیں میں کب تک کھاؤں گا؟ اے امیرالمومنین میرے اور تمہارے آگے آنے والی ایک بڑی سخت گھاٹی ہے اس پر سے وہی پار ہو گا جو ہلکا اور دبلا پتلا رہے گا لہٰذا تم بھی ہلکے رہو۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کو روانہ ہو گئے۔ اور حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ اپنے اونٹ لے کر پرے کو چلے گئے اور اپنی قوم میں ان کے اونٹ انکو سپرد کر دیئے اور وہ چرانا چھوڑ کر عبادت میں ایسے لگے کہ بس پھر وصال ہی ہو گیا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ سب کے روبرو فرما رہے تھے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر یمنی لوگوں کے ساتھ قرن سے آئیں گے پہچان ان کی یہ ہے کہ پہلے انہیں برص کی بیماری تھی اور دھبے تو سب جاتے رہے فقط ایک درہم کے برابر سفیدی باقی ہے۔ ان کی ایک والدہ ہے جسکی انہوں نے بہت خدمت کی ہے اگر وہ اللہ پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اسے پوری ہی کر دے گا اے عمر اگر تم ان سے اپنے حق میں دعا کرا سکو تو ضرور کرانا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث اپنے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکٹھے ہونے اور اس قول تک بیان کی کہ انھوں نے میرے لئے دعا کی میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اب آپ کہاں جائیں گے فرمایا کوفہ فرمایا کہ آپ کی خاطر تواضع کے لئے میں اپنے عامل کو لکھے دیتا ہوں فرمایا نہیں۔ مجھے تو فقیر ہی لوگ پسند ہیں۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سب تابعین سے بہتر وہ آدمی ہے جسے لوگ اویس کہیں گے (پہچان ان کی یہ ہے کہ) ان کی ایک والدہ ہے اور پہلے ان کو برص کا کبھی مرض تھا تم لوگ ان سے کہہ کر اپنے لئے استغفار کرانا۔

علقمہ ابن مرثد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد تابعین میں آٹھ آدمیوں پر ختم ہے۔ ان میں سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں ان کے گھر والوں نے انھیں دیوانہ سمجھ کر ان کے لئے ایک حجرہ اپنے دروازہ پر بنوا دیا تھا۔ (یہ بیچارے اسی میں رہتے تھے) اور وہ ایک ایک دو دو سال تک ان کا منہ تک نہ دیکھتے تھے، جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے آپ نے حج کے موسم میں آکر پکارا کہ اے لوگو سب کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ سب کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا سوائے اہل یمن کے سب بیٹھ جائیں۔ پھر حکم دیا کہ یمن والوں میں سے بھی ضلع مراد کے لوگ کھڑے رہیں اور باقی بیٹھ جائیں۔ چنانچہ دیگر اضلاع کے لوگ بھی بیٹھ گئے۔ اسکے بعد فرمایا کہ خاص مقام قرن کے لوگ کھڑے رہیں اور باقی ان میں سے بیٹھ جائیں۔ چنانچہ اس طرح کر کے اور سب بیٹھ گئے فقط ایک آدمی کھڑا رہا اور یہی اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا چچا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول یہ پوچھا کہ کیا تم خاص قرن کے رہنے

والے ہو؟ بولا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تم اویس کو جانتے ہو۔ اس نے کہا اے امیر المومنین آپ اویس کا کیا پوچھتے ہیں وہ تو ہمارے اندر نہایت درجہ احمق ہے اور بالکل دیوانہ اور محتاج فقیر آدمی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا یہ باتیں تجھ میں ہیں اس میں نہیں ہیں۔ کیونکہ میں نے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اویس رحمۃ اللہ علیہ کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے کتنے آدمی جنت میں جائیں گے۔

عمار بن یوسف حلبی کہتے ہیں ایک آدمی نے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ صبح و شام کیسے رہتے ہیں؟ فرمایا صبح کو اللہ کی محبت میں رہتا ہوں اور شام کو اسکی حمد و نعت میں مستغرق رہتا ہوں۔ علاوہ اسکے ایسے آدمی کا کیا حال پوچھتے ہو۔ جس کا صبح کو خیال ہو کہ شام تک شاید ہی زندگی ہو اور شام کو خیال ہو کہ صبح تک شاید ہی زندہ رہے کیونکہ موت اور اسکی یاد نے تو مسلمان آدمی کے لئے کوئی خوشی نہیں چھوڑی اور اللہ کے حق نے مسلمانوں کے حال میں چاندی سونا رکھنے کی گنجائش نہیں رکھی' اس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمان کو کسی کا دوست نہیں ہونے دیتا کیونکہ ہم لوگ انھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں وہ ہمیں اس پر برا کہتے ہیں اور ہماری آبروریزی کرتے ہیں بلکہ فاسقوں کو ہمارے مقابلے میں اپنا مددگار بنا لیتے ہیں۔ خدا کی قسم یہاں تک نوبت پہنچی کہ میرے ذمہ بڑے بڑے جرم لگا دیئے اتنا کہتے ہی اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا راستہ لیا اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اویس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سن کر کوفہ پہنچا۔ سوائے ان کی تلاش کے میرا اور کوئی مقصد نہ تھا دوپہر کے وقت میں دریائے فرات کے کنارے پہنچا تو وہاں بیٹھے وضو کر رہے تھے جو اوصاف میں نے ان کے سنے تھے ان سے میں نے انھیں پہچان لیا۔ گندمی رنگ' اتری ہوئی صورت' سر منڈا ہوا' ہیبت ناک آدمی تھے' میں نے سلام علیک کی' آپ نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے مصافحہ کرنے کو ہاتھ بڑھایا۔ آپ نے مجھ سے مصافحہ نہیں کیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ اے اویس اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمہاری مغفرت فرمائے کہو تو کیا حال ہے۔ اتنا کہتے ہی چونکہ مجھے ان سے محبت تھی ان کی حالت دیکھ کر ترس آیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں رونے لگا وہ بھی رونے لگے اور فرمایا اے ہرم ابن حبان خدا تمہیں خوش رکھے تم کس طرح ہو۔ میری خبر

تمہیں کہاں سے لگ گئی؟میں نے کہا اللہ نے بتایا دیا فرمایا لا الہ الا اللہ سبحان ربنا ان کان وعد ربنا المفعولا (بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمارا پروردگار پاک اور منزہ ہے جو کچھ اس کا وعدہ ہوتا ہے ہو کر ہی رہتا ہے) میں نے پوچھا کہ تم نے میرا اور میرے باپ کا نام کہاں سے جان لیا۔ میں نے آج سے پہلے تمہیں کبھی دیکھا ہی نہیں اور نہ تم نے مجھے دیکھا۔ فرمایا نبانی العلیم الخبیر (یعنی اسی علیم و خبیر نے مجھے بھی بتادیا) میں نے کہا مجھے کوئی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤ۔ فرمایا مجھے تو آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ نہ میں آپ کی صحبت میں رہا ہاں میں نے ان حضرات کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تھا اور میں اپنے لئے محدث بننا یا قاضی ہونا یا مفتی کہلانا پسند بھی نہیں کرتا اور میری طبیعت تو لوگوں سے گھبراتی ہے۔ میں نے کہا اے برادرم قرآن شریف کی کچھ آیتیں ہی سنادو تم سے سننے کو میرا دل چاہتا ہے اور کوئی ایسی وصیت کرو جسے میں ہمیشہ یاد رکھوں۔ یہ سنکر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پڑھا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور فرمایا کہ بے شک سب سے سچا قول میرے اللہ ہی کا ہے اور سب سے سچی بات میرے اللہ ہی کی ہے۔ اسکے بعد یہ آیت وما خلقنا السموات والارض وما بینھما لاعبین ماخلقنا ھما الا بالحق العزیز الرحیم تک پڑھی اور ایک ایسی آہ کھینچی میرا یہ خیال ہوا کہ بس اب آپ بیہوش ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابن حبان تمہارے باپ حبان تو مر ہی چکے ہیں اور عنقریب تم بھی مرجاؤ گے نہ معلوم کہ پھر تم جنت میں جاؤ گے یا دوزخ میں۔ اسکے علاوہ دیکھو کہ بابا آدم اماں حوا بھی وفات پا چکیں اور حضرت نوح نبی اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور موسی نجی اللہ اور داود خلیفتہ الرحمن اور محمد ﷺ اور حضور کے خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی میرے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔ میں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تو وفات ابھی نہیں ہوئی۔ فرمایا نہیں ہو چکی۔ لوگوں سے میں نے یہ خبر سنی ہے اور منجانب اللہ مجھے الہام بھی ہوا ہے اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہے اور ہم تم بھی مردوں ہی میں ہیں اس کے بعد درود پڑھا اور کچھ دعائیں کر کے فرمایا کہ بس میری تم کو یہی وصیت ہے تم موت کو یاد رکھنا۔ اور جب تک تم زندہ ہو ایک چشم زدن بھی اس ذکر کو دل سے جدا نہ کرنا اور جس وقت اپنے لوگوں میں پہنچو خوف الہٰی کی ہدایت اور سب

امت کو نصیحت کرنا اور جتھہ سے علیحدہ رہنا ورنہ دین سے علیحدہ ہو کر جان بوجھ کر دوزخ میں چلے جاؤ گے۔ اب تم میرے اور اپنے حق میں دعا کرو پھر خود میرے حق میں بہت دیر تک دعا کی اور فرمایا کہ بس آج کے دن کے بعد تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ کیونکہ میں شہرت کو برا سمجھتا ہوں مجھے تنہائی پسند ہے۔ بس اب نہ کسی سے مجھے پوچھنا اور نہ تلاش کرنا اور مجھے یاد رکھنا اور دعا کرتے رہنا۔ میں بھی تمہارے واسطے دعا کروں گا۔ اب تم میرے سامنے چلے جاؤ میں بھی ادھر کو جاتا ہوں۔ مجھے ان کے ساتھ تھوڑی دور چلنے کا اشتیاق تھا۔ لیکن انھوں نے منظور نہیں کیا اس لئے میں روتا ہوا ان سے علیحدہ ہوا اور وہ بھی رونے لگے میں انھیں دیکھتا ہی رہا۔ یہاں تک کہ وہ بصرہ کے اندر داخل ہو گئے۔ بعد اسکے میں نے ہر چند تلاش کیا اور لوگوں سے بھی پوچھا لیکن ایسا شخص مجھے نہ ملا کہ ان کی کچھ بھی خبر دیتا اور کوئی ہفتہ مجھ پر ایسا نہ گذرتا تھا جسمیں ایک دو مرتبہ میں ان کو خواب میں نہ دیکھوں۔ یہاں سے کاٹنا ہے

مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام کا نام تعظیمی الفاظ کے ساتھ لیا ہے حضور کو اس طرح نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فقط محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ حضور کا فضل و شرف مشہور ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جس کا فضل و شرف مشہور ہوتا ہے اسکی زیادہ تعریف وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں رہا کرتی چنانچہ ہمارے علماء جس وقت امام شافعی وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں تو فقط شافعی کہدیتے ہیں اور جب جب ان کے کسی شاگرد کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں امام الحفیل سید الجلیل نے ایسا فرمایا ہے اور کئی قسم کے الفاظ ہوتے ہیں اور اسی طرح بعض امراء کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کی فضیلت وغیرہ ذکر کرتے ہیں اور بادشاہوں کے ذکر میں ایسا نہیں کرتے کیونکہ جو مشہور ہو گئی اسکی تعریف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کی تعریف کی جائے تو بہت سے الفاظ سے ادا کرنی چاہیئے اور بسا اوقات بہت میں قصور ہو ہی جاتا ہے۔ لہٰذا قاعدہ یہی ہے کہ کانت شهرة قدره مغنيته عن ذكره

یہاں تک

اصبغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ جب شام ہوتی تو کہتے بس یہ شب رکوع کرنے کی ہے بس پھر رات بھر رکوع ہی میں رہتے اور بعض اوقات فرماتے کہ آج کی رات سجدے کرنے کی ہے چنانچہ رات بھر سجدہ ہی میں رہتے اور بعض اوقات

شام کے وقت جو کچھ کھانا وغیرہ بچتا سب خیرات کر دیتے پھر سجدہ ہی میں رہتے۔ پھر جناب الٰہی میں عرض کرتے کہ الٰہی اب اگر کوئی بھوکا مرجائے تو مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔ اور جو کوئی ننگا رہ جائے تب بھی مجھ سے کوئی مواخذہ نہ کرنا۔

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آذربائیجان پر ہماری جنگ ہوئی تھی اور اویس قرنی بھی اس میں ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم وہاں سے لوٹے تو اویس رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ ہم نے انھیں اٹھانا چاہا لیکن وہ سنبھل نہ سکے وہیں انتقال ہو گیا وہاں کفن اور خوشبو اور قبر وغیرہ پہلے ہی سے تیار تھی۔ ہم نے غسل دیکر اور کفنا کر نماز پڑھ کر دفن کر دیا اور وہاں سے چلے آئے۔ کچھ روز کے بعد جو ہم وہاں گئے حالانکہ ان کی قبر کو ہم جانتے تھے لیکن وہاں قبر نہ تھی اور نہ اس کا کچھ نشان تھا۔ عبدالرحمن ابن ابی لیلی کی یہ روایت ہے کہ صفین کی لڑائی میں کسی نے پکارا کہ کیا ان لوگوں میں اویس رحمۃ اللہ علیہ قرنی ہیں تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں شہید ہوئے ملے۔

ایک ولی کیلئے سب انبیاء نے سفارش کی

شیخ ابو محمد حریری فرماتے ہیں کہ میرے دروازہ پر ------ ایک اشب باز آیا میں نے اس کا شکار نہ کیا۔ اس کے بعد چالیس برس تک میں نے جال لگایا تاکہ وہ یا کوئی اور باز مل جائے لیکن میری مراد پوری نہ ہوئی۔ کسی نے پوچھا وہ اشب باز کیا تھا کہا ایک آدمی تھا جو عصر کی نماز کے بعد ہمارے پاس مسافر خانہ میں آیا۔ جوان' رنگ زرد' پراگندہ بال' ننگے سر' ننگے پاؤں آکر وضو کیا اور نماز پڑھ کر مغرب تک اپنے گریبان میں منہ ڈالے بیٹھا رہا۔ اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھ کر اپنے گریبان میں منہ ڈالے بیٹھا رہا اور ہم لوگوں کو دعوت میں بلانے کے لئے خلیفہ کا آدمی آگیا۔ میں خود اٹھ کر اس جوان کے پاس گیا اور کہا کہ خلیفہ کے در دولت پر تم ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے یہ سن کر سر اوپر اٹھایا اور کہا کہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ میں خلیفہ کے در دولت پر جاؤں۔ باقی میرا دل تو گرما گرم سوہن حلوہ کو چاہتا ہے۔ چونکہ اس نے ہم لوگوں کی بات نہ مانی اور اپنی خواہش ظاہر کی اس لئے میں نے بھی اس کی بات کو نہ سنا۔ میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ یہ کوئی نو مسلم ہے اس کو ابھی ادب نہیں آیا۔ یہ سمجھ کر میں خلیفہ کے مکان پر چلا گیا وہاں ہم سب نے کھانا کھایا اور رات گئے وہاں سے رخصت ہو کر آئے۔ جب میں مسافر خانہ میں پہنچا تو اس جوان کو

میں نے اسی طرح بیٹھے ہوئے دیکھا میں بھی تھوڑی دیر اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہا۔ پھر مجھے غنودگی سی آگئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ موجود ہیں اور ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور یہ آپ کے ہم رکاب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ میں نے بھی حضور ﷺ کے سامنے جاکر سلام عرض کیا۔ آپؐ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں دوسری طرف سے گیا تو اس طرف سے بھی مونہہ پھیر لیا اور کوئی توجہ نہ فرمائی نہ میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس سے بہت گھبرایا اور دست بستہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایسی کون سی خطا ہوئی جو حضور میری طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں؟ فرمایا ہماری امت کے ایک فقیر نے تم سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی تھی لیکن تم نے سستی کی (اور اس کو انجام نہ دیا) اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور مجھ پر رعب چھایا ہوا تھا۔ میں اٹھتے ہی فقیر کے پاس گیا تو وہ مجھے وہاں نہ ملے۔ میں نے دروازہ کا کھڑکا سنا تو فوراً ان کی تلاش میں باہر آیا تو وہ باہر نکل چکے تھے۔ میں نے آواز دی کہ اے جوان ذرا ٹھہرو جو چیز تم مانگتے تھے میں ابھی لاتا ہوں۔ تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا جب فقیر نے تم سے ایک شے مانگی تو تم نے نہ دی۔ اب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام نے سے سفارش کی تو تم دوڑے آرہے ہو۔ اب مجھے ضرورت نہیں۔ یہ کہتے ہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔

سچی توبہ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز مدینہ منورہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا کہ ایک نوجوان خوبصورت قیمتی لباس پہنے ہوئے آیا اور ساتھ میں اس کے چند یار دوست بھی تھے۔ میں نے وعظ کہا اور وعظ میں یہ بیان کیا کہ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ ضعیف قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔ یہ سنتے ہی اس کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ اسی وقت چلا گیا۔ پھر اگلے روز آکر السلام و علیکم کہا اور دو رکعت نفل پڑھ کر میری مجلس میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے سری رحمۃ اللہ علیہ میں نے کل تم سے یہ سنا تھا جو تم نے کہا تھا (کہ ضعیف قوی کی نافرمانی کرتا ہے) اس کا مطلب کیا ہے۔ میں نے کہا خداوند کریم سے زیادہ کوئی قوی نہیں اور بندے سے زیادہ کوئی ضعیف نہیں۔ لیکن یہ پھر بھی اس کی نافرمانی کئے جاتا ہے یہ سن کر اس وقت تو وہ چلا گیا پھر اگلے روز آیا تو فقط دو سفید کپڑے

پہنے ہوئے تھا دوستوں میں سے بھی کوئی ساتھ نہ تھا آکر مجھ سے پوچھا کہ اللہ کے پاس پہنچنے کا کونسا راستہ ہے؟ میں نے کہا اگر تم عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزے رکھو اور راتوں کو نماز پڑھو اور اگر محض اللہ کو چاہتے ہو تو اس کے سوا سب چیزوں کو چھوڑ دو اور مسجدوں یا ویران جگہ یا قبرستان میں رہا کرو۔ چنانچہ وہ یہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا کہ قسم ہے خدا کی میں مشکل راستہ کو ہی طے کروں گا تھوڑے دنوں کے بعد میرے پاس چند لڑکے آئے اور پوچھنے لگے کہ احمد یزید کاتب کو کیا ہو گیا۔ میں نے کہا میں تو اس کو جانتا بھی نہیں ہوں۔ ہاں ایک ایسی ایسی صفت کا آدمی میرے پاس آیا تھا (نہ معلوم کون تھا) اور ایسی ایسی چند باتیں مجھ سے پوچھ کر چلا گیا۔ اب اس کا حال مجھے بھی معلوم نہیں (کہ کہاں ہیں)۔ کہا اچھا ہم تمہیں اللہ کی قسم دے کر جاتے ہیں کہ جب تمہیں اس کا حال معلوم ہو ہمیں ضرور خبر کرنا۔ اس کے بعد ایک سال تک مجھے اس کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک کسی نے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی میں نے اندر آنے کے لئے پکارا تو وہی جوان آنکلا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر کہا اے سری رحمۃ اللہ علیہ جیسا اللہ نے دنیا کی غلامی سے مجھے آزاد کر دیا ہے ایسا ہی ہمیں دوزخ کی آگ سے آزاد کرے۔ میں نے اسے دیکھ کر ایک اپنے دوست کو اشارہ کر دیا کہ تم ان کے گھر جا کر خبر کر آؤ (کہ تمہارا آدمی آگیا ہے) وہ اسی وقت گیا۔ اس کے جاتے ہی اس کی بیوی بال بچوں کو لئے ہوئے آئی اس کا ایک بچہ زیور وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس بچہ کو اس کی گود میں ڈال کر کہنے لگی کہ اے میاں تم نے اپنے جیتے جی مجھے رانڈ بنا دیا اور ان بچوں کو یتیم کر دیا۔ اس جوان نے میری طرف دیکھا اور کہا اے سری رحمۃ اللہ علیہ تم نے یہ کیا بے وفائی کی پھر بیوی بچوں سے کہا خدا کی قسم تم میرے دل کے پھل اور میرے دلی محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیاری ہے۔ لیکن کیا کروں اس سری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ اگر تم اللہ کو راضی رکھنا چاہتے ہو تو اس کے سوا تمام شے سے قطع تعلق کر لو یہ کہ کر بچہ پر جو زیور وغیرہ تھا اتار لیا اور بیوی سے کہا کہ یہ زیور وغیرہ تو بھوکوں ننگوں کو دیدو اور میری کملی میں سے تھوڑا سا پھاڑ کر اس کے بدن پر ڈال دو۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے بچہ کو ایسی حالت میں نہیں دیکھنا چاہتی اور بچہ اس سے چھین لیا اس جوان نے دیکھا کہ اس کی بیوی نے تو وہ منہ چڑھا لیا ہے۔ فوراً کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس رات کو تم نے مجھے اپنے اللہ کی یاد بھی نہ کرنے دی پھر اسی وقت نکل کر چل دیا اور

گھر میں رونے پیٹنے کا شور مچ گیا پھر اس کی بیوی (جاتے ہوئے) کہہ گئی کہ اگر آپ کے پھر آئے یا تم کہیں خبر سنو تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ (اگر کہیں معلوم ہوا تو خبر کرادوں گا)۔ ایک عرصہ دراز کے بعد ایک بڑھیا میرے پاس آئی اور کہا اے سری! مقام شونیزیہ میں ایک لڑکا آپ کا پوچھتا تھا میں گیا تو وہی جوان پڑا ہوا تھا سر کے نیچے کچی اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام علیک کی۔ سن کر فوراً آنکھیں کھولدیں اور کہنے لگا اے سری! تمہارا کیا خیال ہے کہ (اللہ کے ہاں) میری خطائیں معاف ہو جائیں گی؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا کیا میرے جیسوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا میں تو گناہوں میں غرق ہوں؟ میں نے کہا وہ غرق ہونے والوں کو بھی بچا دیتا ہے۔ کہا میرے ذمہ بہت ظلم اور لوگوں کے حق ہیں؟ میں نے کہا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے خود توبہ کر لی۔ قیامت کے دن اسے اور اس کے حق داروں کو بلایا جائیگا۔ اور انہیں یہ حکم ہو گا کہ تم اسے چھوڑ دو اور اسکی طرف سے اللہ معاوضہ دیگا پھر اس نے کہا اے سری سقطیؒ! میرے پاس کچھ گٹھلیوں کی بکریوں میں سے چند درہم ہیں میں جس وقت مر جاؤں تو جس چیز کی میرے لئے ضرورت ہو اسی میں سے خرید کر کفن کر دینا اور میرے گھر والوں کو خبر نہ کرنا ورنہ وہ حرام کی کمائی میں سے میرا کفن خرید کر میرا کفن بدل دیں گے میں اس کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اور اس نے آنکھیں کھولے رکھیں اور یہ پڑھا لمثل ھذا فلیعمل العاملون۔ (یعنی عمل کرنے والوں کو ایسے ہی اجر کے لئے عمل کرنے چاہئیں) پھر وہ فوت ہو گیا میں نے وہ درہم لئے اور جس جس چیز کی ضرورت تھی خریدنے گیا۔ ابھی واپس آ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ گھبرائے ہوئے آرہے ہیں۔ میں نے کہا خیر تو ہے؟ کہا ایک اولیاء اللہ کا انتقال ہو گیا ہے ہم اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ خیر میں نے آ کر اسے غسل دیا اور ہم سب نے نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ ایک مدت دراز کے بعد اس کے گھر والے خبر لینے کے لئے میرے پاس آئے میں نے اس کی موت کو ان پر ظاہر کر دیا اسی وقت اس کی بیوی رونے پیٹنے لگی۔ میں نے اس کا سارا حال اس سے بیان کیا۔ کہا خیر مجھے اس کی قبر دکھلا دو؟ اس پر مجھے اندیشہ ہوا کہ اب کہیں یہ اس کا کفن نہ بدل دیں (اور اس پر بھی یہ بات ظاہر کر دی) اس نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو گا (آپ اطمینان رکھیں)' خیر میں نے اسے قبر دکھا دی۔ پھر اس نے دو گواہ بلوائے اور ان کے روبرو اپنی سب لونڈیاں آزاد کر دیں اور زمین کو وقف اور مال کو

خیرات کر دیا اور اپنے مرنے تک اس قبر کو نہ چھوڑا آخر اس کا وہیں پر انتقال ہو گیا۔

ابراہیم بن ادہم کی توبہ کا سبب

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بڑے شاہزادوں میں سے تھے ان کے گھر بار اور مال و دولت چھوڑ کر نکل جانے کا سبب یہ تھا کہ ایک روز وہ شکار کے لئے گئے اور ایک لومڑی یا خرگوش کو نکالا ابھی اس کی تلاش میں تھے کہ غیب سے آواز آئی کہ کیا تم اسی لئے پیدا کئے گئے ہو گیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے؟ پھر ان کے گھوڑے کی زین سے یہ آواز آئی کہ نہیں نہ ہم اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ہم کو یہ حکم کیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی ابراہیم سواری سے اترے اور چرواہے کا کمبل کا کرتہ لیکر پہن لیا۔ اور اپنا گھوڑا اور سامان سب اس چرواہے کو دے دیا اور خود اسی حالت سے جنگل کو نکل گئے۔

دنیا اولیاء کی خدمت کرتی ہے

شیخ ابوالفوارس شاہ ابن شجاع کرمانی ایک روز شکار کو نکلے اس زمانہ میں یہ کرمان کے حاکم تھے۔ شکار کی تلاش میں بہت کچھ پھرے یہاں تک کہ تن تنہا ایک جنگل بیابان میں پہنچ گئے۔ کیا دیکھا کہ ایک نوجوان درندہ پر سوار ہے اور بہت سے درندے اس کے ارد گرد ہیں۔ جب درندوں نے شاہ ابن شجاع کو دیکھا تو فوراً ان کی طرف جھپٹے۔ تو اس جوان نے ان کو روک لیا۔ اور ان کے قریب آیا تو اول سلام علیک کی اور کہا کہ اے شاہ! اللہ تعالیٰ سے کس قدر غافل ہو کر دنیا کے لئے آخرت کو بھول رہے ہو اور اپنی لذت و خواہش کی طلب میں اپنے آقا مالک کی خدمت سے منہ پھیر رہے ہو تمہیں تو خدا نے دنیا اس لئے دی ہے کہ اس کی مدد سے اللہ کی خدمت گزاری میں کوشش کرو لیکن تم نے اسے عیش کا وسیلہ بنا لیا ہے۔ وہ نوجوان ابھی اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ یکایک ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لئے ہوئے نکلی اور اس جوان کو دے دیا اس نے پہلے خود پیا پھر باقی بچا ہوا شاہ کو دے دیا۔ انہوں نے پی کر کہا کہ ایسی ٹھنڈی اور میٹھی مزہ دار شے میں نے کبھی نہیں پی۔ اتنے میں وہ بڑھیا غائب ہو گئی۔ پھر اس جوان نے کہا کہ یہ بڑھیا دنیا ہے میری خدمت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے مقرر کر دیا ہے اور کیا تمہیں معلوم نہیں جس وقت اللہ نے دنیا کو پیدا کیا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ اے دنیا جو میری خدمت کرے تو اسکی

خدمت کرنا اور جو تیری خدمت کرے تو اس سے خدمت لینا۔ جب شاہ نے یہ واقعہ دیکھا تو فوراً توبہ کی اور پھر جو کچھ ان سے ظاہر ہونا تھا ظاہر ہوا۔

مالک بن دینار کی توبہ کا خوبصورت واقعہ

حضرت مالک ابن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے ان کی توبہ کرنے کا سبب پوچھا تو فرمایا۔ میں شرابی آدمی تھا ہر وقت شراب خواری میں ڈوبا رہتا تھا۔ میں نے ایک بہت حسین خوبصورت لونڈی خریدی اور اس سے خوب مجلس کی۔ اس سے میری ایک بیٹی ہوئی اس سے بھی مجھے از حد محبت ہو گئی جس وقت وہ پاؤں چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی الفت و محبت اور زیادہ ہوتی چلی گئی اور اکثر یہ ہوتا کہ جب میں شراب لے کر بیٹھتا وہ میرے پاس آتی اور مجھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر گرا جاتی۔ جب وہ پوری دو برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا۔ مجھے اس کے رنج و صدمہ نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ جب ماہ شعبان نصف گزر چکا اتفاق سے جمعہ کی شب بھی تھی میں شراب میں مست ہو کر سو رہا عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی (میں نے خواب میں) دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور اہل قبور قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں مجھے اپنے پیچھے کچھ کھس کھساہٹ سی معلوم ہوئی میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ میری طرف منہ کھولے دوڑا آ رہا ہے۔ میں خوف کے مارے اس کے آگے آگے بھاگا جا رہا ہوں رعب مجھ پر چھایا ہوا ہے۔ میں ایک راستہ سے گزرا تو ایک بوڑھے آدمی سفید کپڑے پہنے خوشبو لگائے ہوئے ملے۔ میں نے ان سے گریہ و زاری کی (کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیجئے) تو انہوں نے فرمایا میں ضعیف آدمی ہوں یہ مجھ سے زیادہ زور آور ہے اس لئے میں نہیں بچا سکتا لیکن تم جاؤ ڈرو نہیں شاید اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا سبب پیدا کر دے۔ پھر میں اور بھی زیادہ بھاگا اور ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دوزخ کی لپٹیں اور ان کے طبقے نظر آنے لگے۔ میں اسی سانپ کے اندیشہ سے جو میرے پیچھے آ رہا تھا قریب تھا کہ ان میں جا پڑوں، اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ "پیچھے ہٹ تو دوزخی نہیں ہے" اس کے کہنے پر مجھے اطمینان ہوا اور میں پیچھے ہٹا لیکن وہ سانپ میرے پیچھے تھا۔ پھر مجھے آواز آئی تو میں اس وقت ان بوڑھے صاحب کے پاس پھر آیا اور کہا کہ آپ سے میں یہ چاہتا تھا کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیں آپ نے قبول نہ کیا یہ سن کر وہ رونے لگے اور فرمایا میں خود کمزور اور ناتوان ہوں لیکن تم اس پہاڑ پر جاؤ یہاں مسلمانوں کی امانتیں جمع ہیں اگر تمہاری بھی کوئی

شے امانت رکھی ہولی تو اس سے مدد مل جائے گی میں نے دیکھا تو وہ گول پہاڑ تھا بہت سے دروازے اس میں بنے ہوئے ان پر پردے پڑے ہوئے اور ہر دروازہ کی دونوں چوکھٹیں سونے کی یاقوت اور موتی جڑے ہوئے ہر دروازے پر ریشمی پردے تھے۔ جس وقت میں نے اس پہاڑ کو دیکھا تو میں اس کی طرف دوڑا اور وہ سانپ بھی میرے پیچھے دوڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پردے اٹھا کر اس کے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے خود ہی دیکھنا شروع کر دیا کہ شاید یہاں اس ناامید کی کوئی امانت مل جائے اور اسے اس کے دشمن سے بچالے۔ جس وقت پردے اٹھ گئے اور دروازے کھل گئے تو بہت سے بچے چاند سے چہرے چمکاتے ہوئے نکلے اور وہ سانپ میرے پاس ہی آ گیا تھا میں اپنی فکر میں نہایت ہی حیران اور پریشان تھا اتنے میں ایک بچے نے چیخ کر کہا کہ افسوس تم سب تو موجود اور وہ سانپ اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی بچوں کی ایک جماعت نکلی اور میری بٹی جو مر گئی تھی یکایک وہ بھی آ نکلی اور مجھے دیکھ کر رونے لگی اور کہا ہائے واللہ میرے ابا۔ یہ کہتے ہی تیر کی طرح ایک نورانی مکان میں پہنچ گئی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی طرف بڑھایا تو میں اوپر چڑھ گیا اور اپنا داہنا ہاتھ اس سانپ کی طرف کیا تو وہ فوراً پیچھے کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے مجھے بٹھالیا اور خود میری گود میں بیٹھ گئی اور میری داڑھی پر ہاتھ مار کر کہا اے ابا

الم یانِ للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ومانزل من الحق۔

یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور نازل شدہ عبرتوں سے مسلمانوں کے دل ڈر جائیں؟ اس پر میں رونے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے بٹی کیا یہاں تم قرآن شریف بھی سیکھتی ہو۔ کہا کہ ہم تم ہی سے سیکھتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ سانپ جو مجھے کھانے کو آتا تھا یہ کیا بلا تھی؟ کہا یہ تمہاری بدافعالیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ تم ہی نے اسے بڑھا بڑھا کر ایسا قوی کر دیا تھا کہ اب تمہیں یہ دوزخ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بوڑھے صاحب کون تھے جن کے کہنے پر میں یہاں آیا تھا؟ کہا اے ابا یہ تمہارے اعمال صالحہ اور نیک افعال تھے۔ تم نے ان کو ایسا ضعیف و ناتوان کر رکھا ہے کہ تمہارے بداعمال کے مقابلے کی ان میں طاقت نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو؟ کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں قیامت آنے تک ہم یہاں رہیں

گے۔ تمہارے آنے کا ہمیں انتظار رہتا ہے تاکہ ہم تمہارے لئے سفارش کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں گھبرایا اور مجھ پر رعب چھایا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا سب دے دلا دیا اور اللہ کے سامنے توبہ کی۔ بس یہی میری توبہ کا باعث ہوا

بداعمال کتے کی شکل میں

ملک یمن کے شہروں میں میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ ایک میت کو جب دفن کر کے لوگ واپس آنے لگے تو قبر سے ایک بڑے دھماکے کی آواز آئی اور قبر سے ایک کالا کتا نکل کر بھاگا۔ ایک بڑے صالح آدمی وہاں پر موجود تھے انہوں نے اس کتے سے کہا تیرا ناس ہو تو کون سی بلا ہے؟ وہ بولا میں اس میت کا بد عمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ (جو آواز آئی تھی اس کی) چوٹ تیرے لگی تھی یا میت کے؟ کہا میرے ہی لگی تھی۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اس کے پاس سورہ یٰسین وغیرہ جن کا یہ شخص ورد رکھتا تھا آگئیں اور مجھے اس کے پاس تک نہ جانے دیا بلکہ مار کے نکال دیا۔ (میں کہتا ہوں کہ) اس کے نیک عمل قوی تھے اللہ کی رحمت و عنایت سے اس کے بداعمال پر غالب آگئے۔ اگر بداعمال قوی ہوتے تو وہی غالب آتے اور اسے عذاب اور طرح طرح کی تکلیفیں دلاتے۔ (اللہ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے) آمین۔

قبر میں بہت بڑا سانپ

ایک بداعمال بدکردار آدمی کی حکایت ہے کہ جس وقت وہ فوت ہو گیا تو لوگوں نے اسکے لئے قبر کھدوائی۔ دیکھا تو قبر میں ایک بہت بڑا سانپ موجود ہے پھر انہوں نے دوسری کھدوائی تو اس میں بھی وہ سانپ تھا غرض کہ اس طرح کرتے کرتے تیس کے قریب قبریں کھودی گئیں اور سب میں ویسا ہی سانپ نکلتا رہا۔ آخر جب یہ دیکھا کہ اللہ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا اور نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے۔ تو مجبور ہو کر اس سانپ ہی کے پاس اس کو دفن کر دیا اور یہ سانپ اس کا برا عمل تھا۔ جیسا کہ ہم نے مالک بن دینار کی حکایت میں ذکر کیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں تمہیں سب کو اس سے بچائے۔ آمین

نیک عورت کی قبر کی رونق

ایک عابدہ عورت کی حکایت ہے اس کو لوگ باہیہ کہتے تھے جس وقت فوت ہونے لگی تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی میرا ذخیرہ اور توشہ تو ہی ہے' مرنے اور جینے میں میں نے تجھ ہی پر بھروسا کیا' اب مرنے کے وقت مجھے ذلیل نہ کرنا اور قبر میں وحشت ہونے سے محفوظ رکھنا۔ جب وہ فوت ہو گئی تو اس کے بیٹے نے التزام کر لیا کہ ہر جمعرات اور جمعہ کو قبر پر جاتا اور اس کی قبر پر کچھ قرآن کی آیتیں وغیرہ پڑھ کر اپنی والدہ اور سب مردوں کے حق میں دعا اور استغفار کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے ایک مرتبہ اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا۔ اول میں نے سلام کیا پھر پوچھا کہ اماں کس طرح ہو کیا حال ہے؟ کہا اے بیٹے موت کی سختیاں اور تکلیفات تو بہت ہیں لیکن میں قیامت تک کے لئے اللہ کے فضل و کرم سے عالم برزخ میں ہوں یہاں فرش بچھے ہوئے ہیں اور سندس و استبرق کے گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں کسی شے کی ضرورت ہے۔ کہاں ہاں۔ اے بیٹے یہ جو تم میری زیارت کو آتے ہو اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر ہمارے لئے دعا کر جاتے ہو یہ نہ چھوڑنا۔ اے بیٹا جمعہ اور جمعرات کو تمہارے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے۔ جس وقت تم میرے پاس آتے ہو تو یہ سب مردے میرے پاس آتے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ اے باہیہ یہ تمہارا بیٹا تمہارے پاس آیا ہے اس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور میرے پاس کے سب مردے بھی خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ پھر میں ہر جمعہ اور جمعرات ان کی زیارت کو جایا کرتا اور قرآن شریف کی کچھ آیتیں وغیرہ پڑھ کر یہ دعا کیا کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ تم سب قبروں والوں کی وحشت دفع کر کے انس عطا کرے اور تمہاری تنہائی پر رحم فرمائے اور تمہاری خطائیں معاف فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے۔ پھر ایک روز میں سو رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سی مخلوق میرے پاس آئی میں نے پوچھا کہ تم کون ہو کس لئے آئے ہو۔ کہا ہم اہل مقابر ہیں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور یہ التجا کرتے ہیں کہ قرآن شریف وغیرہ پڑھنا تم نہ چھوڑنا۔

وفات کے بعد چند بڑے اولیاء کے انعامات

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اکڑ کر چل رہے ہیں میں نے کہا اے بھائی یہ

کیسی چال ہے؟ فرمایا کہ یہ دار السلام (جنت) میں خدام (اللہ کے برگزیدہ حضرات) کی چال ہے۔ میں نے کہا حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرمائی اور سونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا کہ یہ سب بات کا انعام ہے جو تم نے کہا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حادث نہیں ہے اور حکم ہوا کہ جہاں چاہو چلو پھرو۔ میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری کے دو سبز پر ہیں اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے ہیں۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنہ حیث نشاء فنعم اجر العاملین۔ یعنی حمد و شکر ہے اس اللہ عزوجل کا جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا وفا کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنایا ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں داخل ہوتے ہیں۔ یہ نیک عمل کرنیوالوں کی بڑی اچھی جزا ہے۔ میں نے پوچھا کہ عبد الواحد وراق رحمۃ اللہ علیہ کی کیا خبر ہے۔ فرمایا میں نے انہیں دریائے نور میں کشتی نور پر سوار ہو کر حق تعالیٰ کی زیارت کرتے چھوڑا ہے۔ میں نے کہا حضرت بشر ابن حارث کا کیا حال ہے۔ کہنے لگے واہ واہ ان کے مثل کون ہو سکتا ہے۔ میں نے انہیں حق تعالیٰ کی طرف دیکھا کہ حق تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ اے شخص تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا مرتبہ ہے۔ اور اے وہ شخص جو نہ پیتا تھا اب پی لے اور اے وہ شخص جو نہیں کھاتا تھا اب سیر ہو لے۔

صرف اللہ کا دیدار کرنے سے ہوش آئے گا

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ گویا عرش کے نیچے ہیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ ملائکہ سے فرما رہے ہیں یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ خوب جانتے ہیں اے پروردگار۔ فرمایا یہ معروف کرخی ہیں جو میری محبت کے نشہ میں بیہوش تھے اور میرے دیدار کے بغیر انہیں ہوش نہیں آئے گا۔

نور کی کرسی اور موتیوں کی بارش

امام ربیع ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا اے ابو عبد اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر مجھ پر چمکتے ہوئے تازہ موتی نثار کئے۔

نورانی لباس اور تاج

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابواسحاق ابراہیم ابن علی ابن یوسف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ نہایت سفید لباس پہنے اور تاج اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا حضرت یہ سفید لباس کیسا ہے؟ کہا یہ عبادت کی بزرگی ہے۔ میں نے کہا اور تاج؟ کہا وہ علم کی عزت ہے۔

امام غزالی پر فخر خداوندی

شیخ عارف ابوالحسین شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے سامنے امام غزالی پر فخر کیا اور فرمایا کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا عالم ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔

بشر بن حارث جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا

حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی وادی تیہ میں تھا کہ میں ایک شخص کو اپنے ہمراہ چلتے دیکھا مجھے تعجب ہوا۔ مجھے پکار کر کہا بلال خواص! میں نے کہا حق جل وعلا کی قسم ہے سچ بتایئے آپ کون ہیں؟ فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے کہا میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ حضرت امام شافعی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وہ او تاد میں رہ رہے ہیں میں نے کہا احمد بن حنبل کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وہ آدمی صدیق ہیں۔ میں نے کہا بشر ابن حارث کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا ان کے بعد ویسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ میں نے کہا میں نے کس کی برکت سے آپ کو دیکھا؟ فرمایا والدہ کی خدمت کے طفیل۔

بشر بن حارث کا مقام ولایت

بعض بزرگوں سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر ابن حارث کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اللہ نے میری مغفرت کی اور آدھی جنت میرے لئے حلال کر دی اور ارشاد فرمایا کہ تو دنیا میں کھاتا پیتا تھا

تھا اب خوب کھا پی لے اور فرمایا اے بشر میں نے اس قدر تیری عزت و حرمت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی تھی کہ اگر اس کے شکریہ میں تو انگاروں پر سجدہ کرے تو بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں نے تمہاری روح قبض کی اس وقت دنیا میں تم سے زیادہ میرا کوئی پیارا نہ تھا (مؤلف کہتے ہیں اس سے حضرت خضر علیہ السلام) کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ بشر نے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

جنازہ کی برکت سے یہودی مسلمان ہو گیا

جب حضرت سہل ابن عبداللہ تستری کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے جنازے پر گرے پڑتے تھے شور و غل سن کر دریافت حال کے لئے ایک یہودی اپنے مکان سے نکل آیا جس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ جنازہ دیکھ کر لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ بھی تمہیں نظر آتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہا آسمان سے لوگوں کے گروہوں کے گروہ نازل ہو رہے ہیں اور تبرک حاصل کر رہے ہیں۔ پھر وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور اس کی حالت بہت اچھی ہو گئی۔

شاہ کرمانی کی بیٹی کی ولایت

روایت ہے کہ بادشاہ کرمان نے شیخ شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے جواب کے لئے تین دن کی مہلت مانگی اور مساجد میں تلاش کرنے لگے ایک لڑکا دیکھا جو اچھی طرح نماز پڑھ رہا تھا۔ جب فارغ ہوا تو بلایا۔ اے لڑکے تمہاری کوئی بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تو ایسی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جو قرآن پڑھتی ہے' نماز روزہ کی پابند ہے اور خوبصورت پاک سیرت پاکدامن ہے اس نے کہا کون مجھ سے نکاح کر کے دے گا؟ شاہ نے کہا میں کئے دیتا ہوں۔ یہ درہم لے ایک کی روٹی ایک کا سالن اور ایک کا عطر خرید لا اور سب کام تیار ہے۔ اس طرح سے اس کا نکاح اپنی لڑکی سے پڑھا دیا۔ جب لڑکی اس کے مکان میں آئی تو گھڑے پر ایک سوکھی روٹی رکھی دیکھی کہا یہ کیسی روٹی ہے؟ کہا یہ کل کی بچی ہوئی روٹی ہے؟ میں نے افطار کے لئے رکھ چھوڑی ہے' یہ سن کر وہ واپس لوٹنے لگی۔ لڑکے نے کہا میں جانتا تھا کہ شاہ کرمانی کی بیٹی مجھ فقیر پر قناعت نہ کرے گی اور راضی نہ ہو گی' کہنے لگی شاہ کرمانی کی بیٹی تیری فقیری کی وجہ سے نہیں

لوٹتی بلکہ تیرے ضعیف یقین کی وجہ سے لوٹتی ہے۔ مجھے تم سے تعجب نہیں بلکہ اپنے باپ سے تعجب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک نیک جوان سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ انہوں نے ایسے شخص کو کیونکر نیک کہا جو خدائے تعالیٰ پر روٹی جمع کئے بغیر اعتماد نہیں رکھتا اس جوان نے عذر معذرت کی، کہا اپنے عذر کو تم جانو لیکن میں ایسے گھر میں جہاں ایک وقت کی خوراک ہو نہیں رہوں گی اب یا تو میں نکل جاؤں یا روٹی یہاں سے نکال دی جائے۔ چنانچہ اس جوان نے روٹی خیرات کر دی۔ (مؤلف کہتے ہیں) کہ یہ عظیم شادی شاہ ابن شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت چھوڑنے اور ولایت میں داخل ہونے کے بعد کرائی ہے۔

ولو کان النسآء کما ذکرنا لفضلت النسآء علی الرجال

فلا التانیث لاسم الشمس عیب ولا التذکیر فخر للهلال

(ترجمہ) اگر عورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو البتہ عورتیں مردوں پر فضیلت لے جاتیں کیونکہ آفتاب کے اسم کا مونث ہونا اس کے واسطے معیوب نہیں ہے نہ ہلال کا مذکر ہونا اس کے واسطے فخر کا سبب ہے۔

جنت کی اطلاع ہو تو شوق سے جان نکل جائے

نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہ السلام نے ایک شب شکم سیر ہو کر جو کی روٹی کھائی اور اپنے ورد وظائف کئے بغیر سو گئے حق تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے یحییٰ کیا تم نے میرے دربار سے اچھا کوئی اور دربار پالیا ہے اور میری ہمسائیگی سے کوئی اچھا اور ہمسایہ پالیا ہے؟ قسم ہے میری عزت و جلال کی اگر تمہیں جنت الفردوس کی ذرا بھی اطلاع ہو جائے تو تمہارا جسم پگھل جائے اور روح جنت الفردوس کے اشتیاق میں نکل جائے اور اگر جہنم کی کچھ خبر ہو جائے تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کے ہمراہ پیپ نکلے۔ اور بجائے ٹاٹ کے لوہا پہننے لگو۔ بعض لوگوں کے شعر ہیں۔ شعر

اقتنع بالقلیل یحیی غنیا ان من یطلب الکثیر فقیر

ان خبز الشعیر بالماء والملح لمن یطلب النجاة کثیر

(ترجمہ) تھوڑے پر قناعت کر امیرانہ زندگی بسر ہو گی۔ کیونکہ کثیر کا طالب ہر وقت محتاج اور فقیر رہتا ہے
نمک کے پانی کے ساتھ جو کی روٹی طالب نجات کے لئے بہت ہے۔

ہارون رشید اور سچے واعظ کی حکایت

ایک جوان نیک بخت پرہیزگار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتا تھا اس نے اپنے وعظ میں ہارون رشید پر سختی کی اس کی وجہ سے ہارون رشید کے حکم سے ایک مکان میں مقید کر کے مکان کے دروازے اور ہوا کے آنے جانے کے راستے بند کر دیئے گئے تاکہ وہ اس میں ہلاک ہو جائے۔ پانچ روز کے بعد ایک شخص نے ہارون الرشید سے کہا کہ فلاں شخص کو جسے آپ نے قید کیا تھا میں نے فلاں باغ میں سیر کرتے دیکھا ہے ہارون الرشید نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب حاضر ہوا تو کہا کس نے تمہیں نکالا؟ کہا جس نے باغ میں داخل کیا۔ کہا باغ میں کس نے داخل کیا؟ کہا جس نے قید خانہ سے نکالا۔ ہارون الرشید نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ کہا کونسا کام تیرے پروردگار کا عجیب نہیں ہے۔ ہارون الرشید یہ سنکر رونے لگا اور اس پر احسان کیا اور حکم دیا کہ شاہی گھوڑے پر اسے سوار کر کے گشت کرایا جائے اور ایک منادی اس کے سامنے ندا دیتا جائے کہ اس بندہ کی اللہ نے عزت کی اور ہارون الرشید نے اسے ذلیل کرنا چاہا مگر نہ ہو سکا آخر عزت و حرمت کرنی پڑی۔ اسی مضمون میں مولف کے شعر ہیں۔

اذا اکرم الرحمن عبدا لعزه　　فلن یقدر المخلوق یوما یھینه

ومن کان مولاه العزیز اهانه　　فلا احد بالعز یوما یعینه

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی کی عزت و اکرام کرتا ہے تو لوگ اس کی اہانت نہیں کر سکتے جس کو رب العزت ذلیل کرے کوئی اس کو عزت میں مدد نہیں دے سکتا۔

زندگی میں جنت کے گھر کی اطلاع

ایک شخص کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ہم تیرا گھر بنا چکے ہیں اگر تو اسے دیکھے گا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور ایک ہفتے کے اندر اندر اسے صاف کرنے اور دھونی دینے کا میں نے

حکم دے دیا ہے اور اس مکان کا نام دار السرور ہے تو خوش ہو جا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ساتواں روز آیا اور وہ جمعہ کا روز تھا۔ وہ شخص سویرے سویرے اٹھ کر وضو کے لئے نہر پر گیا نہر میں اترنا چاہتا تھا کہ پاؤں پھسلا اور نہر میں ڈوب گیا۔ نماز کے بعد ہم نے اسے نکال کر دفنایا۔ تین دن کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز ریشم کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے حال دریافت کیا۔ تو کہنے لگا کہ حق تعالیٰ نے مجھے دار السرور میں اتارا جو میرے لئے تیار فرمایا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کیسا مکان ہے اس کی کچھ تعریف تو کرو۔ کہا افسوس اس کی کوئی تعریف کر ہی نہیں سکتا کاش میرے اہل و عیال کو بھی معلوم ہو تاکہ ان کے لئے بھی میرے قریب مکان بنائے گئے ہیں جس میں ہر خواہش کی چیز موجود ہے میرے بھائیوں کے لئے بھی ہے اور تو بھی انہیں لوگوں میں ہے۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اشعار ہیں۔

الھی لا تعذبنی فانی   اوامل ان افوز بخیر دار

وانت مجاور الابرار فیھا   فیاطو بی ھم فی ذی الجوار

(ترجمہ) الٰہی تو مجھے عذاب نہ کر کیونکہ میں جنت میں پہنچنے کی امیدوار ہوں۔ تو جس جنت میں نیکوں کا ہمسایہ ہے جن کو ایسا ہمسایہ ملے وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں۔

حکایت (۱۹۸) سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات و کرامات سے پہلے یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں گیا جہاں میرے قلب کو تقرب الٰہی کا مزہ آیا اور وہ جگہ اچھی معلوم ہوئی اور نماز کا وقت آ گیا۔ میری عادت ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کی تھی لیکن مجھے پانی نہ ملنے کی وجہ سے غم اور رنج کرتا تھا ناگاہ ایک ریچھ نظر پڑا جو دو پاؤں سے چل رہا تھا اس کے ہاتھوں میں پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا۔ دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے۔ میرے قریب آ کر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا۔ میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا۔ اس ریچھ نے کہا اے سہل ہم لوگ وحوش ہیں۔ اہل اللہ میں سے جو لوگ اللہ کی محبت اور توکل میں تعلقات چھوڑے ہوتے ہیں۔ آج ہم آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے میں ان کے

قریب گیا۔ انہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا مجھے پانی کے گرنے کی آواز بھی آئی
سہل فرماتے ہیں یہ سن کر مجھے غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے
سامنے دھرا ہے اور ریچھ کا پتہ نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ
کی اور میں نے اس پانی سے وضو کیا اور پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی اے سہل اس پانی کے پینے کا
ابھی تمہارے لیے وقت نہیں آیا ہے، وہ گھڑا میرے سامنے ہل رہا تھا۔ ناگہاں میری نظر
سے غائب ہو گیا نہ معلوم کہاں گیا۔

حکایت (۱۹۹) سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ
میں ایک دن میں وضو کر کے جامع مسجد کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد بھر گئی اور امام خطبہ کے
واسطے منبر پر چڑھ رہے تھے میں بے ادبی کر کے لوگوں کو پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا
بیٹھا۔ میری سیدھی جانب ایک نوجوان خوبصورت خوشبو لگائے اونی چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔
مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ تیرا کیا حال ہے اے سہل! میں نے کہا اچھا ہوں اصلحک اللہ۔ لیکن
متفکر رہا کہ اس نے مجھے پہچانا، اور میں اسے نہیں جانتا تھا۔ ناگاہ مجھے پیشاب کی سوزش
ہونے لگی۔ اب مجھے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ اگر پیشاب کے واسطے جاتا ہوں تو لوگوں پر
پھلانگنا ہوتا ہے اور اگر نہ جاؤں تو نماز جاتی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تمہیں پیشاب کی تکلیف ہوتی
ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کندھے پر سے چادر اتاری اور مجھے اوڑھا کر
کہنے لگا جلدی سے قضائے حاجت کر کے آ کر نماز میں شامل ہو جاؤ۔ میری آنکھ بند ہو گئی۔
جب میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا دروازہ ہے اور ایک شخص دروازہ پر کھڑا
کہہ رہا ہے کہ اندر جاؤ۔ جب اندر گیا تو ایک محل نظر آیا جو نہایت عالی شان تھا اور ایک
جانب ایک درخت تھا اور اس کے پاس ایک لوٹے میں پانی بھرا رکھا تھا جو شہد سے زیادہ
میٹھا تھا۔ وہیں پیشاب کرنے کی جگہ بھی تھی اور مسواک اور رومال بھی تھا۔ میں نے کپڑے
اتارے اور پیشاب کیا اور غسل کیا اور وضو کر رہا تھا کہ اس شخص کی آواز آئی کہ اگر تو اپنا کام
کر چکا ہو تو کہہ دے۔ میں نے کہا ہاں، اس نے میرے اوپر سے چادر اتاری تو وہیں پر تھا
جہاں بیٹھا ہوا تھا اور کسی کو میرے اس واقعہ کا علم نہ ہوا، اور میں متفکر رہا کہ کیا واقعہ ہوا
کبھی اپنے نفس کی تصدیق کرتا تھا اور کبھی تکذیب کرتا تھا۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہوئی
اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی مگر مجھے اس جوان ہی کا خیال رہا۔ میں اسے
نہیں پہچانتا تھا۔ جب نماز سے فراغت ہو چکی تو میں اسی کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک مکان میں

داخل ہوا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے سہل گویا تجھے اپنے دیکھے ہوئے کا یقین نہ
میں نے کہا بالکل نہ ہوا فرمایا اچھا داخل ہو دروازہ میں۔ میں نے دیکھا تو بعینہٖ وہی درواز
تھا۔ جب اندر پہنچا تو وہی مکان وہی درخت، لوٹا اور گیلا رومال سب کا سب موجود تھا۔
میں نے کہا آمنت باللہ۔ پھر فرمایا اے سہل جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر شئی اس کی اطاعت
کرتی ہے۔ اے سہل اُسے ڈھونڈو تو تم پالو گے۔ یہ سنکر میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے
انہوں نے میرے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے، پھر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو نہ وہ جوان تھے
نہ محل۔ میں تھوڑی دیر تک متحیر رہا ان کی صحبت فوت ہو جانے پہ۔ پھر اپنی عبادت میں مشغول
ہو گیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہما ونفعنا بہما

آگ سے زندہ نکل آئے

ایک بزرگ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اتفاقاً ایک روز ایک یہودی ان کے وعظ کی مجلس سے گزرا جب وہ واعظ لوگوں کو اللہ سے ڈرا رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے وان منکم الا واردھا وکان علی ربک حتما مقضیا۔ یعنی تم سب دوزخ میں وارد ہو گے' یہ حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

یہ سن کر اس یہودی نے کہا اگر یہ کلام سچا ہے تو ہم تم برابر ہیں۔ واعظ نے کہا کہ ہم تم برابر نہیں کیونکہ ہم وارد ہو کر اس میں سے نکل جائیں گے اور تم اس میں رہو گے' اور ہم تقوے کے سبب اس سے نکلیں گے اور تم بوجہ ظلم کے اس میں رہو گے۔ پھر دوسری آیت تلاوت کی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا۔ یعنی پھر ہم متقیوں کو نجات دینگے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا اسی میں چھوڑ دینگے۔

یہودی نے کہا متقی ہم ہیں۔

شیخ نے کہا تم نہیں ہو بلکہ ہم ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی ان رحمتی وسعت کل شئی فسا کتبھا للذین یتقون ویوتون الزکواۃ والذین ھم بایاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی۔ یعنی میری رحمت ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور میں اسے لکھوں گا ان لوگوں کے واسطے جو متقی ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم امی کی اتباع کرتے ہیں۔ یہودی نے کہا اس پر کوئی دلیل لاؤ کہ ہم جلیں گے تم نہیں جلو گے۔ فرمایا دلیل ظاہر ہے میرے اور اپنے کپڑے آگ میں ڈال دے

جس کے کپڑے جل جائیں سمجھو کہ وہی ناری ہے ------ اور جس کے کپڑے نہ جلیں وہ ناجی ہے۔ پس دونوں نے کپڑے اتارے شیخ نے یہودی کے کپڑے اپنے کپڑوں کے اندر لپیٹ کر آگ میں پھینک دیئے۔ اور خود ہی آگ میں گھس کر نکال لائے جب کھول کر دیکھا تو یہودی کے کپڑے باوجود اندر ہونے کے جل کر خاکستر ہو گئے تھے اور شیخ کے کپڑے ویسے ہی سلامت تھے بلکہ آگ کی وجہ سے اس کا میل کچیل سب صاف ہو گیا تھا اور بالکل سفید ہو گئے تھے۔ جب یہودی نے یہ حالت دیکھی تو اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ شکر ہے اللہ کا جس نے دین اسلام کو ظاہر کیا اور سارے ادیان پر غالب کیا اور ہمیں اس دین قویم کی ہدایت کی اور نبی کریم رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ثابت قدم رکھا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(فائدہ) اس کرامت کے قریب قریب ایک کرامت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "بحرالدموع" میں حضرت امام ابراہیم خواص آجری کی نسبت ذکر کی ہے اس کتاب بحرالدموع کا احقر امداد اللہ انور عفی عنہ "آنسوؤں کا سمندر" کے نام سے ترجمہ کیا ہے جو چھپ چکا ہے اور قابل دید ہے (امداد اللہ انور)

قبولیت دعا کی شان

ایک شخص اپنے دوستوں کے ہمراہ شراب پی رہا تھا اس نے اپنے غلام کو چار درہم دیئے تاکہ مجلس میں شریک لوگوں کے لئے کچھ میوہ خرید لائے غلام وہ دراہم لیکر حضرت منصور ابن عمار کی مجلس سے گزرا ان سے ایک فقیر سوال کر رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار درہم دے گا میں اس کو چار دعائیں دوں گا۔ غلام نے وہ چار درہم اس فقیر کو دے دیئے۔ حضرت منصور نے دریافت کیا کہ کیا دعا چاہتا ہے؟ کہا ایک یہ ہے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں اس کی قید سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اس کی دعا کی پھر فرمایا۔ دوسری بتلاؤ کہا خدائے تعالیٰ مجھے اپنے دراہم کا عوض عطا کرے؟ انہوں نے اس کی دعا کی، پھر فرمایا تیسری؟ کہا مجھے اور میرے مالک کو اللہ تعالیٰ توبہ نصیب کرے۔ انہوں نے دعا کر کے فرمایا چوتھی؟ کہا اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے مالک کو اور آپ کو اور ساری قوم کو بخشے، انہوں نے دعا کی خدائے تعالیٰ تجھے اور تیرے مالک کو اور مجھے اور ساری قوم کو بخشے، پھر اسکے بعد وہ غلام اپنے مالک کے پاس گیا۔ مالک نے کہا اے غلام اتنی

دیر کیوں لگائی؟ اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ مالک نے پوچھا اس نے کیا کیا دعا کی؟ کہا ایک تو یہ کہ تم مجھے آزاد کر دو۔ کہا جا تو اللہ کے واسطے آزاد ہے' دوسری دعا کیا ہے کہا اللہ مجھے ان کے عوض دراہم دے دیدے۔ کہا تو چار ہزار درہم میرے مال سے لے لے۔ کہا تیسری دعا کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے توبہ نصیب کرے۔ کہا میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ چوتھی دعا کیا ہے۔ کہا اللہ مجھے' تمہیں' منصور اور تمام قوم کو بخشے۔ مالک نے کہا یہ میرا کام نہیں ہے۔ جب رات ہوئی تو مالک نے خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا ہے کہ جب تو نے اپنے اختیار کا کام کر لیا تو کیا میں اپنا کام نہیں کرونگا۔ میں نے بھی تجھے اور تیرے غلام کو اور منصور ابن عمار اور سارے حاضرین کو بخش دیا میں ارحم الراحمین ہوں۔

ایک تسبیح مملکت سلیمانی سے بہتر ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جا رہے تھے اور پرندے ان پر سایہ کئے ہوئے تھے اور آدمی اور جن و وحشی جانور اور چوپائے دائیں جانب اور بائیں جانب کھڑے ہوئے تھے۔ ان کا گزر بنی اسرائیل کے ایک عابد پر ہوا اس نے کہا واللہ اے ابن داؤد حق تعالیٰ نے تمہیں بہت بڑا ملک عطا فرمایا ہے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مومن کے صحیفہ میں ایک تسبیح ابن داؤد کے ملک سے بہت اچھی ہے کیونکہ ابن داؤد کا ملک فنا ہو جائیگا اور تسبیح باقی رہے گی۔ کسی کے شعر ہیں۔

اذا ما لم تكن ملكا مطاعا   فكن عبدالمالك مطيعا

و ان لم تملك الدنيا جميعا   كما تختار فاتركها جميعا

هما شيئان من ملك ونسك   ينيلان الفتى شرفا رفيعا

و من يقنع من الدنيا بشى   سوى هذين عاش بها و ضيعا

(ترجمہ) اگر تو بادشاہ فرمانروا نہیں ہے تو اپنے مالک کا فرمانبردار غلام بن جا۔ اگر تو ساری دنیا کا مالک نہیں ہے جیسا تیرا ارادہ ہے تو سب کی سب چھوڑ دے۔ دو ہی چیزیں ہیں (یعنی ملک اور عبادت) جو آدمی کو بڑے رتبے پر پہنچاتی ہیں۔ جو شخص دنیا میں ان دو چیزوں کے سوائے اور کسی چیز پر قناعت کرتا ہے تو دنیا میں ذلت و خواری سے زندگی بسر کرتا ہے۔

دنیا عبرت کا سامان ہے

ملوک کندہ میں سے ایک بادشاہ بہت بڑا عیاش اور کھیل تماشے کا شوقین تھا ایک روز شکار یا کسی اور ارادے سے سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا' کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اسکے آگے مردوں کی ہڈیاں ہیں اور وہ ان کو الٹ پلٹ رہا ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا اے جوان! تیرا کیا قصہ ہے اور تیری یہ بری حالت کیوں ہے اور جسم کیوں سوکھ گیا ہے؟ رنگ متغیر ہو گیا ہے اور تنہا اس لق و دق بیابان میں کیوں پھر رہا ہے؟ کہنے لگا یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ میں طویل سفر کے کے لئے تیار ہوں اور مجھ پر دو موکل مسلط ہیں جو مجھے ایسے مکان میں ڈرا کر ہانکے لئے جاتے ہیں جو تنگ و تاریک ہے اور تکلیف دہ ہے۔ پھر وہ مجھے مٹی کے نیچے سڑنے گلنے کے لئے چھوڑ دیں گے۔ اگر مجھے وہاں چھوڑ دیا جائے تو باوجود تنگی اور مصیبت کے اور کیڑوں کی خوراک بننے کے میری ہڈیاں بوسیدہ اور پارہ پارہ ہو جائیں گی' اس پر بھی اگر اکتفاء کیا جائے تو بلا کی مہربانی ہو گی۔ لیکن اس کے بعد پھر حشر کی آواز کی طرف لے جایا جائے گا اور سخت خوف اور بڑی جزاء ہو گی اس کے بعد نہیں معلوم کہ کس گھر میں مجھے جانا ہو گا۔ جس کا یہ حال ہو وہ کس وجہ سے خوشی منائے اور مزے اڑائے۔ جب بادشاہ نے اس کی باتیں سنیں تو اپنے آپ کو گھوڑے سے گرایا اور اس کے سامنے جا بیٹھا اور کہنے لگا اے شخص تیری باتوں نے میرا عیش کڑوا کر دیا اور میرے دل پر قبضہ کر لیا' اپنی باتوں کو پھر دوبارہ بیان کر اور ان کی تفصیل کر۔ اس نے کہا یہ ہڈیاں جو میرے سامنے دھری ہیں تم نے دیکھی ہیں؟ کہا یہ بادشاہ ہیں جن کو دنیا نے اپنی زینت دکھا کر دھوکہ دیا تھا اور ان کے دلوں پر قبضہ جما لیا تھا اپنے دھوکے سے اور آخرت کی تیاری سے انہیں غافل کر دیا تھا حتی کہ ناگاہ اجل آپہنچا اور انکی آرزو باقی رہ گئی اور نعمتیں چھن گئیں یہ ہڈیاں مل کر پھر جسم بنیں گی اور ان کو اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔ پھر یا تو دار النعیم اور جنت میں جائینگے یا دار العذاب اور دوزخ میں پہنچیں گے' پھر وہ شخص غائب ہو گیا نامعلوم کہاں گیا اور بادشاہ کے ساتھی اس سے آ ملے لیکن بادشاہ کا رنگ فق ہو چکا تھا اور آنسو جاری تھے۔ جب رات ہوئی تو اپنا شاہی لباس اتار ڈالا اور دو چادریں اوڑھیں اور رات ہی میں نکل گیا اور اخیر تک اس کی یہی حالت رہی۔

کلمہ طیبہ کی برکت

پچھلے زمانے میں ایک نہایت سرکش بادشاہ تھا جو خدا کے آگے سرکشی کرتا تھا مسلمانوں نے اس سے جنگ کر کے گرفتار کرلیا اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اسے کس طرح مارنا چاہئے۔ آخران کے رائے یہ ہوئی کہ اس کو ایک دیگ میں ڈالا جائے اور اسکے نیچے آگ جلائی جائے اور اس طرح اسے قتل کیا جائے تاکہ عذاب کا مزہ بھی چکھے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس نے اپنے معبودوں کو یکے بعد دیگرے پکارنا شروع کیا کہ میں تیری عبادت کرتا تھا اب اس مصیبت سے مجھے بچالے۔ جب دیکھا کہ اس کے معبود کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا لا الہ الا اللّٰہ اور اخلاص کے ساتھ اس سے دعا کی حق تعالیٰ نے پانی کو برسنے کا حکم دیا جس سے آگ بجھ گئی پھر اس دیگ کو ہوا لے اڑی اور آسمان و زمین کے درمیان گشت کرتی رہی اور وہ شخص لا الہ الا اللّٰہ کہتا جا رہا تھا آخر ایک قوم میں اسے پھینکا جو خدا کی عبادت نہیں کرتے تھے اور وہ لا الہ الا اللّٰہ کہتا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا میں فلاں قوم کا بادشاہ ہوں اور میرا یہ قصہ ہوا۔ یہ سنکر ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ رحمتہ اللہ علیہ

ایک ملک ایسا بھی ہے جو ویران نہ ہو اور نہ اس کا مالک مرے

گزشتہ زمانہ میں ایک بادشاہ نے ایک شہر بسایا اور نہایت خوبصورت بنوایا اور اسکی زیبائش اور زینت میں بہت سا مال خرچ کیا پھر اس نے کھانا پکوا کر لوگوں کی دعوت کی اور کچھ آدمی دروازے پر بٹھلائے کہ جو نکلے اس سے یہ پوچھا جائے کہ اس مکان میں کوئی عیب تو نہیں ہے چنانچہ سب نے یہی جواب دیا کہ کوئی عیب نہیں ہے۔ اخیر میں کچھ لوگ کمبل پوش آئے ان سے بھی سوال کیا گیا کہ تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا؟ کہا دو عیب ہیں۔ پاسبانوں نے انہیں روک لیا اور بادشاہ کو اطلاع کی۔ بادشاہ نے کہا کہ میں ایک عیب پر بھی راضی نہیں ہوں انہیں حاضر کرو' پاسبانوں نے ان کمبل پوشوں کو بادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ دو عیب کیا ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ "مکان اجڑ جائے گا اور اس کا مالک مرجائے گا۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ کیا ایسا بھی کوئی مکان ہے کہ کبھی ویران نہ ہو نہ اس کا مالک مرے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اور جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر اور شوق دلایا اور دوزخ اور اس کے عذاب سے ڈرایا۔ اور حق تعالیٰ کی عبادت کی رغبت دلائی۔

اس نے ان کی دعوت قبول کی اور اپنا ملک چھوڑ کر بھاگ گیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

سمجھ دار بادشاہ

گزشتہ زمانہ میں یمن کے دو بادشاہوں میں لڑائی ہوئی ایک غالب ہوا تو دوسرے کو قتل کر دیا اور اس کی فوج بھاگ نکلی۔ اس خوشی میں مجلس تیار کی گئی اور دربار منعقد ہوا اور لوگ مبارک بادی کے لئے آنے لگے اور تخت آراستہ کئے گئے۔ بادشاہ کی سواری جا رہی تھی کہ راستہ میں ایک شخص نے جسے لوگ دیوانہ کہتے تھے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

تمتع من الایام ان کنت حازما ۔۔۔ فانک فیہا بین ناہ و آمر

فکم ملک قدر کم التراب فوقہ ۔۔۔ وعہدی بہ بالامس فوق المنابر

اذا کنت فی الدنیا بصیرا فانما ۔۔۔ بلاغک منہا مثل زاد المسافر

اذا ابقت الدنیا علی المرء دینہ ۔۔۔ فما فاتہ منہا فلیس بضائر

(ترجمہ) دنیا سے اگر تو عقل مند ہے تو نفع حاصل کر کیونکہ اس میں امر کرنے والے بھی ہیں اور منع کرنیوالے بھی ہیں۔
بہت سے بادشاہوں پر مٹی کے ڈھیر لگ گئے جنہیں کل ہم نے ممبر پر دیکھا تھا۔
اگر دنیا میں تو بصیر اور سمجھدار ہے تو تجھے مسافر کی ضرورت کے مطابق حاصل کرنا چاہئے
اگر دنیا آدمی کے دین کو باقی رکھے پھر جو کچھ بھی چوک ہو جائے ضرر نہیں ہے۔
یہ سن کر بادشاہ نے کہا سچ کہتا ہے اسی وقت اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے ساتھیوں کو الوداع کر کے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور ساتھیوں کو قسم دی کہ کوئی اس کے پیچھے نہ چلے اور اس کی یہ حالت اخیر تک رہی اور ایک مدت تک ملک یمن بادشاہ سے خالی رہا حتی کہ اس کے لئے نیا بادشاہ تلاش کیا گیا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

قبر جائے عبرت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک گاؤں پر گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں تین قبریں ہیں ایک ہی مقدار کی اونچی زمین پر بنی ہوئی تھیں۔ ان پر اشعار لکھے ہوئے تھے پہلی قبر پر لکھا ہوا تھا

وکیف یلذ العیش من ھو عالم   بان الی الخلق لابد سائلہ

فیا خذمنہ ظلمۃ لعبادہ   ولیجزیہ بالخیر الذی ھو فاعلہ

(ترجمہ)وہ شخص کیونکر زندگی کی لذت حاصل کر سکتا ہے جو یہ جان لے کہ خالق دو جہاں ضرور سوال کرے گا
اگر اس نے مخلوق پر ظلم کیا ہو تو اس سے بدلہ لے گا اگر نیکی کی ہوگی تو اس کی جزا دے گا
اور دوسری قبر پر یہ لکھا ہوا تھا

وکیف یلذ العیش من کان موتنا   بان المنایا بغتۃ ستعاجلہ

فتسلبہ ملکا عظیما و بھجۃ   و تسکنہ القبر الذی ھو اھلہ

(ترجمہ) کیونکر زندگی کی لذت پا سکتا ہے وہ شخص جو یقین کرتا ہے کہ اسے ناگہاں موت آئیگی
اس کا بڑا ملک اور رونق چھین لی جائیگی اور اسے قبر میں جس کا وہ اہل ہے ٹھیرائے گی
اور تیسری قبر پر مرقوم تھا

وکیف یلذ العیش من کان صائرا   إلی جدث یبلی الشباب منازلہ

ویذھب ماء الوجہ بعد بھانہ   سریعا وعلی جسمہ ومفاصلہ

(ترجمہ) کیونکر لذت عیش حاصل کر سکتا ہے وہ شخص جو قبر میں جانے والا ہے۔جو جوانی کو بوسیدہ کرنیوالی جگہ ہے اور چہرے کی رونق دور کرنے والی ہے۔بہت جلد جسم اور جوڑوں کو بوسیدہ کرنیوالی ہے۔
میں نے ایک شیخ سے جس کے پاس میں بیٹھا تھا کہا کہ میں نے تمہارے یہاں ایک عجیب بات دیکھی ہے؟ کہا وہ کیا ہے؟ میں نے انہیں ان قبروں کا قصہ سنایا' کہنے لگے ان کا واقعہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔میں نے کہا ان کا قصہ سناؤ کہا کہ یہ تین بھائی تھے ایک امیر دوسرا تاجر' تیسرا زاہد جب زاہد کی موت قریب ہوئی تو دونوں بھائی آئے اور اسے اپنا عمدہ مال دیا تاکہ وہ صدقہ کرے اس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں تم سے ایک عہد کرتا ہوں اس کے خلاف نہ کرو انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ کہا جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دو اور کفن پہناؤ اور میری نماز پڑھ کر کسی اونچی جگہ پر مجھے دفن کرو اور یہ اشعار میری قبر پر لکھدو اور وہ اشعار بتائے جو تم نے پہلی قبر پر دیکھے۔پھر کہا

جب تم یہ کر چکو تو روزانہ میری قبر پر ایکبار آ جایا کرو شاید تمہیں اس سے کچھ نصیحت حاصل ہو جائے انہوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا اور اس کا بھائی جو امیر تھا فوج کے ساتھ اسکی قبر پر آتا تھا اور وہ اشعار پڑھ کر روتا تھا۔ تیسرے دن وہ اسی طرح فوج کے ساتھ اس کی قبر پر آیا تو سخت آواز سنی قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے یہ وہاں سے گھبرایا ہوا پریشان حال واپس لوٹا۔ رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا اے بھائی میں نے تیری قبر سے وہ کیسی آواز سنی؟ کہا وہ آواز لوہے کے کوڑے کے گرنے کی تھی اس وقت مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ تو نے فلاں مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد نہ کی اس طرح وہ صبح کے وقت بہت غمگین اور گھبرایا ہوا اٹھا اور اپنے بھائی کو اور خاص لوگوں کو بلایا۔ اور کہا میرے بھائی نے اپنی قبر پر جو اشعار لکھنے کی وصیت کی تھی میرے خیال میں وہ میرے لئے ہی لکھوائے تھے اور اب میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان ہرگز نہ رہونگا۔ اور امیری چھوڑ کر عبادت اختیار کی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا تھا حتی کہ اس کی موت کا وقت بھی قریب آیا اس وقت ایک چرواہے کے یہاں پڑا تھا۔ یہ خبر سن کر اس کا بھائی آیا اور کہنے لگا اے بھائی کچھ وصیت کرو کہنے لگا میرے پاس مال نہیں ہے جو وصیت کروں لیکن میں تجھ سے ایک عہد کرتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھدینا پھر وہ اشعار بتائے جو تم نے دوسری قبر پر دیکھے۔ پھر تین دن تک میرے مرنے کے بعد میری زیارت کرتے رہنا اور اللہ سے میرے لئے دعا کرنا شاید اللہ مجھ پر رحم کرے یہ کہہ کر وہ مرگیا۔ چنانچہ اس کے بھائی نے اس کی وصیت پوری کی جب تیسرا دن ہوا تو اس کی قبر پر آکر بہت رویا اور اس کے لئے دعا کی جب واپس لوٹنے لگا تو قبر کے اندر سے ایک دھماکہ سنا تھا قریب تھا کہ وہ دیوانہ ہو جائے اس طرح وہ بھی وہاں سے پریشان لوٹا جب رات ہوئی بھائی کو خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس آیا ہے اس نے سوال کیا اے بھائی کیا ہمارے ملنے کے لئے آئے ہو؟ کہا افسوس کہاں کا ملنا' اب نہیں مل سکتے۔ اور مجھے اپنے گھر میں سکون حاصل ہو گیا ہے اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ کہا اچھا ہوں ماشاء اللہ توبہ سے بھی کس قدر بھلائی جمع ہو جاتی ہے۔ پھر پوچھا کہ ہمارا بھائی کہاں ہے کہا وہ ائمہ ابرار کے ساتھ ہے (یعنی نیک اماموں کے مجمع میں ہے)' پھر کہا آپ ہمیں کس کام کا حکم کرتے ہیں؟ کہنے لگے جو شخص کچھ پہلے سے بھیجتا ہے وہ اسے ملتا ہے۔ ہونے کو نہونے سے پہلے غنیمت

جان- جب صبح اٹھا تو اس نے دنیا ترک کر دی اور دل کو مکروہات دنیا سے پاک کر دیا تمام مال خرچ کر دیا جائیداد تقسیم کر دی اور عبادت خدا میں مشغول ہو گیا- اس کا ایک خوبصورت جوان بیٹا تھا اس نے باپ کی جگہ تجارت شروع کر دی جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو بیٹے نے کہا اے باپ کچھ وصیت کرو کہنے لگے اے بیٹے تیرے باپ کا کوئی مال نہیں ہے جو وصیت کرے لیکن ایک عہد کرتا ہوں' وہ یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو اپنے دونوں چچاؤوں کے ساتھ دفن کر دینا اور یہ اشعار میری قبر پر لکھ دینا اور وہ اشعار جن کو تم نے تیسری قبر پر دیکھے ہیں وہ بتائے- جب یہ کر چکو تو تین دن تک میرے پاس آیا جایا کرو اور میرے واسطے دعا کرو شاید حق تعالیٰ مجھ پر رحم کرے- لڑکے نے ایسا ہی کیا جب تیسرا دن ہوا تو اس نے قبر سے ایک آواز سنی جس سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور رنگ بدل گیا' غمگین یا یوں کہا جائے کہ بخار زدہ وہاں سے لوٹا' جب رات ہوئی تو اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں اے بیٹے تو عنقریب ہم سے ملنے والا ہے آخرت میں سامان کی ضرورت ہے اور موت اس سے بھی پہلے ہے اپنے سفر کی تیاری اور کوچ کا سامان کر' سفر گاہ سے منزل اقامت کی طرف اسباب بھیج دے' دنیا کی زندگی پر دھوکا مت کھانا جیسا کہ تجھ سے پہلے نالائقوں نے دھوکا کھایا اور بڑی بڑی آرزوئیں کیں اور عاقبت کا سامان نہ کیا اور موت کے وقت سخت نادم ہوئے اور عمر ضائع کرنے پر بہت افسوس کیا' موت کے وقت نہ ان کو ندامت نے فائدہ دیا اور نہ اپنی کوتاہی پر افسوس کرنے سے شدت اور مصیبت سے ان کو نجات ملی- پھر کہا اے بیٹے جلدی کر پھر جلدی کر پھر جلدی کر- جب صبح جاگا تو کہنے لگا کہ میرا گمان غالب ہے کہ وقت آ پہنچا اور اپنا قرضہ ادا کیا اور اپنا سارا مال تقسیم کیا اور صدقہ کرتا رہا حتیٰ کہ جب تیسرا دن ہوا تو اپنے اہل و عیال کو بلا کر وداع کیا اور سلام کر کے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے وفات پائی- رحمتہ اللہ علیہم-

عبرتناک محل

حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے سفر میں ایک بار کوفہ میں گیا اور ایک رئیس کا مکان دیکھا کہ جا بجا اس میں نعمت کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور دروازوں پر غلام دست بستہ کھڑے تھے اور دریچے کے پاس ایک لونڈی گا رہی تھی۔

(ترجمہ) اے مکان خدا کرے تجھ میں غم نہ آئے نہ تیرے بسنے والوں کو زمانہ پامال کرے۔ تو ہر مہمان کے لئے اچھا مکان ہے جب اسے اور کوئی مکان میسر نہ ہو۔ حضرت جنید فرماتے ہیں پھر ایک مدت کے بعد میں اس مکان پر گزرا تو ان کے دروازے سیاہ ہو رہے تھے اور وہ جماعت پراگندہ ہو گئی تھی اور اس پر ذلت و رسوائی کی سیاہی چڑھی ہوئی تھی اور زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

(ترجمہ) اس کی خوبصورتی جاتی رہی اور غم ظاہر ہو گیا' زمانہ کوئی مکان سالم نہیں چھوڑتا ہے۔

اس میں بجائے انس کے وحشت ہے اور بجائے سرور کے غم و ذلت ہے۔

میں نے اس کی کیفیت دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کا مالک مر گیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا جو کبھی کھلوایا ہی نہیں جاتا تھا۔ اندر سے ایک لونڈی نے ضعیف آواز سے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا اے لڑکی اس مکان کی رونق کیا ہوئی؟ اس کی روشنی اسکے آفتاب اور چاند کیا ہوئے؟ اور اس کے آنے جانے والے کیا ہوئے؟ اس نے رو کر کہا اے شیخ! اس میں وہ لوگ عاریتاً قیام پذیر تھے پھر تقدیر ان کو دار القرار کی طرف لے گئی دنیا کی یہی عادت ہے جو اس میں آتا ہے وہ کوچ کر جاتا ہے اور جو اس کے ساتھ بھلائی کرتا ہے وہ برائی سے پیش آتی ہے۔ میں نے کہا اے لڑکی ایک سال میں یہاں سے گزرا تو اس کے روشندان کے پاس ایک لڑکی گا رہی تھی۔ الا یادار لا یدخلک حزن (اے مکان تجھ میں حزن و غم داخل نہ ہو)' تو اس نے رو کر کہا وہ میں ہی تھی اس مکان والوں میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ پس افسوس ہے جو شخص دنیا پر مغرور ہو۔ میں نے کہا تجھے اس اجاڑ مکان میں کیونکر قرار آتا ہے؟ کہنے لگی یہ تم نے کیسی سخت بات کہی۔ کیا یہ محبوبوں کے رہنے کی جگہ نہ تھی اور چند اشعار پڑھے۔

قالوا الفت و قرنا فی منازلهم   ونفس مثلك لا يعنی تحملها

فقلت والقلب قد ضجت اضالعه   والروح تنزع والاشواق تبدلها

منازل الحب فی قلبی لعظمة   وان خلامن نعيم الوصل منزلها

فكيف اتركها والقلب يتبعها   حبالمن كان قبل اليوم ينزلها

(ترجمہ) لوگ کہتے ہیں کہ تو احباب کے مکان میں کھڑا ہو کر الفت کرنے لگا حالانکہ مجھ

جیسا آدمی ایسے ویران مکان کی برداشت نہیں کر سکے گا

میں نے جواب دیا اس حال میں کہ میرے دل کی پسلیاں بولنے لگیں اور جان نکلی جاتی تھی اور شوق میرا جان کو کھوئے دیتا تھا

کہ محبت کا مکان میرے قلب میں بڑی وقعت رکھتا ہے اگرچہ وہ گھر وصل کی نعمت سے خالی ہے

میں اسے کیونکر چھوڑوں کہ اس میں دل لگا ہوا ہے' اس شخص کی محبت کی وجہ سے جو کبھی اس میں رہتا تھا

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اسے الوداع کر کے چلا لیکن اس کے اشعار میرے دل میں اثر کر گئے اور دل میں عشق الٰہی تیز ہو گیا

عجوز السوء سوداء الجسم شوها	وحدبا تحت اثواب حسان
بها یغترمن لم یشاهد	عیوبا فی هواها ذو افتنان
جمیع الدهر یجری لیس یدری	لجسم من محارمها ملآن
الی تقبیل ثغر لیس فیه	من الاسنان ماغیر اللسان
غرور حبها رأس الخطایا	جمیعا ذات مکر و اختیان
تری عیشا هنینا فیه رست	سموما تلك منها مهلكان
حساب طال فی یوم عبوس	یشیب الطفل من هول و ثانی
عقاب فی جحیم رب سلم	بها خلد ولحم ناضجان

(ترجمہ) یہ بری بڑھیا سیاہ رو بد شکل۔ کبڑی اور اس پر نہایت خوشنما لباس۔ اس پر سیدھا آدمی دھوکا کھا جاتا ہے

جس نے اس کے عیوب نہیں دیکھے وہ اس کی محبت میں فریفتہ ہو تا ہے۔

سارا زمانہ اسی پر چل رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کا جسم محرمات سے پر ہے

اور ایسے ہونٹوں کو بوسہ دینے جا رہا ہے جن میں کوئی دانت نہیں

سوائے زبان کے جو بہت دھوکے باز ہے اس کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے اور بڑی مکار فریبی ہے

ظاہری عیش خوشگوار ہے اس میں زہر قاتل چھپا ہوا ہے۔ اس میں ہلاک کرنیوالی دو چیزیں ہیں

ایک تو قیامت کے سخت دن میں لمبا حساب ہونا جس کی تکلیف اور خوف سے بچہ بوڑھا ہو جائیگا' دوسرے

عذاب جہنم خدایا! اس سے بچائیو جہاں گوشت اور کھال پکتے ہیں

چنانچہ ایک عارف کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا فنا ہونے والا سونا اور آخرت باقی رہنے والی ٹھیکری ہوتی تو بھی باقی رہنے والی رغبت اور میلان کے قابل تھی چہ جائیکہ معاملہ برعکس ہے یعنی دنیا فنا ہونے والی ٹھیکری اور آخرت باقی رہنے والا سونا ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ آخرت سونے سے بھی اولیٰ و افضل ہے۔ کیونکہ وہ جواہر فاخرہ اور نور سے بنائی گئی ہے اور لذت و نعمت حور و سرور والی ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں دنیا کی طلب میں نفس کی ذلت ہے اور آخرت کی طلب میں اس کی عزت ہے پھر نہایت افسوس ہے اس پر جو فانی شے کی طلب میں ذلت اختیار کرے اور باقی شے کی عزت کے ساتھ طلب نہ کرے۔

اب جنت کی نعمتوں کے بارے میں ایک قصیدہ کا ترجمہ دیا جاتا ہے اس قصیدہ کا نام

اللآلی الفاخرۃ فی مدح الآخرۃ

(ترجمہ) اے دار خلد تو اچھا مکان ہے۔ تو

ایسے حسن کا مجموعہ ہے جو زوال سے محفوظ ہے۔ تو محلات اور حوروں کا اور ہر قسم کی بھلائی کا جامع ہے جو دائم رہنے والی ہیں جنکی نعمت منقطع نہ ہوگی اور لذت و عیش اور نعمت دائم والا ہے۔ تو کبھی زمانہ میں پرانا نہ ہوگا۔ اس میں وہ چیزیں ہیں جنہیں نہ تو آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے نہ دل میں خیال گزرا ہے۔ اس میں فاخرہ موتیوں کے خیمے ہیں اور بالا خانے اونچے چمکنے والے ہیں۔ اس میں حسن میں فوقیت رکھنے والی' چمکنے والی' نمکین حسن رکھنے والی' خوشبو سے مہکنے والی حوریں ہیں جن کے حسن کے ستر لباسوں کے اوپر سے پنڈلیوں کا گودا تک نظر آئے گا' اگر وہ سمندر میں تھوکے تو اس کا پانی میٹھا اور شیریں ہو جائے اور پینے والے کو عمدہ مزے دار معلوم ہو' اگر دنیا میں وہ ظاہر ہوں تو (دنیا) معطر ہو جائے اور ان کا نور اندھیرے کو دور کر دے۔ جنت ان کے شوہروں کے آگے خوبصورت مسہریوں میں مسکرانے سے روشن ہوتی ہے۔ اونچے تخت پر گاتی

ہوں گی بلند اور باریک آواز سے۔ اہل جنت خوبصورت گھوڑے اور اونٹوں پر سوار ہو کر جو روشنی میں مثل برق کے ہوں گے حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ اس جمال سے شیریں اور خوشگوار کوئی چیز نظر نہ آئے گی اللہ ذوالکمال کی تجلی دیکھیں گے اور اللہ کے قریب میں ملک پائیں گے اور خدا کی رضامندی ملے گی یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ حقیقت میں یہی عیش ہے نہ کہ عیش دنیا۔ اور یہی فخر ہے نہ کہ مال کا فخر' قریب ہے کہ آخرت میں ہر دنیا پر فخر کرنے والا جان لے گا کہ حقیقی فخر کس کے لئے ہے۔

عشق خداوندی میں ایک بزرگ کی حالت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جبل لکام کی سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک جنگل میں میرا گزر ہوا جہاں بہت سے درخت اور سبزہ زار تھا' میں وہاں کھڑے ہو کر اس کے پھولوں کا حسن اور اطراف کا سبزہ دیکھ رہا تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک آواز میرے کان میں آئی جس سے میرے آنسو جاری ہو گئے اور رنج کی آگ بھڑک اٹھی' میں اس آواز کی طرف بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ دامن کوہ میں ایک غار ہے اور وہ آواز وہاں سے آ رہی ہے' میں نے اس میں جھانکا تو دیکھا وہاں ایک عابد ہے اور وہ کہہ رہا ہے "پاک ہے تو اے خدا جس نے مشتاقوں کی تفریح باغ طاعت میں کی ہے' پاک ہے وہ ذات جس نے عقل مندوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ اس کے سوا غیر پر اعتماد نہیں کرتے' پاک ہے وہ ذات جس نے محبت کے نفس کو دریائے محبت پر پہنچایا ہے اور وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں" پھر خاموش ہوا میں نے کہا السلام علیکم اے غم کے دوست اور رنج کے ساتھی۔ کہا وعلیکم السلام تم ایسے شخص کے پاس کیسے پہنچے؟ جو لوگوں کے سوال سے ڈر کر تنہا رہتا ہے اور محاسبہ نفس میں مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے اقوال میں غور و خوض ترک کر دیا ہے؟

میں نے کہا مجھے نصیحت و عبرت کا شوق اور نیکوں کے قلوب کی عطاؤں کی طلب ہی تمہارے پاس لائی ہے۔

انہوں نے کہا اے جوان اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں محبت کے چقماق نے عشق کی آگ جلائی ہے وہ شدت اشتیاق کے سبب باغ ملکوت کی سیر کرتے پھرتے ہیں اور ان کے واسطے حجاب جبروت میں جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

میں نے کہا ان کی کچھ تعریف بیان کرو۔
فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو رحمت الٰہی کے غار میں پناہ گزین ہیں' اور شراب محبت کے جام پیتے ہیں۔ پھر کہنے لگے اے میرے مالک مجھے بھی ان لوگوں میں ملا دے اور ان جیسے اعمال کی توفیق دیدے۔
میں نے کہا مجھے کچھ وصیت فرمائیے؟
فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی ملاقات کے شوق سے کرو کہ وہ ایک دن اپنے اولیاء کو اپنے جمال کی تجلی دکھائیں گے اور کچھ اشعار پڑھے

قد کان لی دمع فافنیته　　وکان لی جفن فادمیته

وکان لی جسم فابلیته　　وکان لی قلب فافنیته

وکان لی یاسیدی ناظر　　اری به الخلق فاعمیته

عبدك اضحی سیدی موثقا　　له شئت قبل الیوم آویته

(ترجمہ) میرے بھی کبھی آنسو تھے تو نے انہیں فنا کر دیا۔ میری بھی پلکیں تھیں تو نے انہیں خوناب کر دیا میرا بھی جسم تھا تو نے اسے بوسیدہ کر دیا۔ میرا بھی دل تھا تو نے اسے ضعیف کر دیا۔ میرے اے مالک آنکھیں بھی تھیں جن سے میں مخلوق کو دیکھتا تھا تو نے اندھی کر دیں۔ اب تیرا بندہ تجھی پر اعتماد رکھنے والا ہو گیا ہے۔ اگر تو چاہے تو آج سے پہلے بھی پاس بلا سکتا تھا۔ خدا ان سے راضی ہو اور ان کی برکت سے ہمیں بھی مستفیض کرے۔ آمین۔

خدا سے ڈرنے والے ایک بزرگ کی حالت

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک شب آدھی رات کو کوہ لبنان پر سفر کر رہا تھا ناگاہ ایک بلوط کے پتوں کا چھپر نظر آیا اور ایک شخص جس کا چاند سا چہرہ ہے اس میں سے سر نکالے کہہ رہا ہے میرا قلب آپ کے تمام صفات کمال سے موصوف ہونے کا ہر حادثہ میں گواہی دیتا ہے' اور تیرے کنہ ذات کے جاننے میں دل حیران ہیں' اور تیری شراب محبت کے مست ہیں' میرا دل کیونکر گواہی نہ دے کہ میرا دل تیرے غیر کی محبت کی حس ہی نہیں رکھتا۔ افسوس اور نہایت افسوس کہ تیری محبت میں کوتاہی کرنیوالے رسوا اور ناکام

ہو گئے"۔ پھر اپنا سر چھپر کے اندر کھینچ لیا۔ اور اس کی بات مجھ سے رہ گئی میں یوں ہی کھڑا رہا۔ جب فجر ہوئی تو اس نے پھر اپنا سر نکالا اور چاند کو دیکھ کر کہا "اے اللہ تیرے ہی نور سے آسمان روشن ہیں' اور تیرے ہی نور سے اندھیرے میں اجالا ہوتا ہے' اور تیرا جلال آنکھوں سے غائب ہے' دلوں ہی کو اس کی معرفت حاصل ہے' میں اپنے اس درد و غم میں آپ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ میری طرف ایسی نظر فرمایئے جیسی اس غلام پر کی جاتی ہے جس کو آپ نے بلایا ہو اور وہ فوراً" حاضر ہو گیا ہو"۔ میں نے دوڑ کر اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے! میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں؟ کہا تیرا خوف اب تک میرے دل سے نہیں گیا۔ میں نے کہا پیارے میری کس بات سے تمہیں خوف طاری ہوا؟ فرمایا تم کام کے وقت بے کار پھر رہے ہو اور آخرت کے توشہ سے غافل ہو' اور گمان پر ٹھہرتے ہو اے ذوالنون۔ حضرت فرماتے ہیں یہ سنکر میں بیہوش ہو گیا۔ دوپہر کی گرمی سے جب مجھے افاقہ ہوا تو وہاں نہ وہ شخص تھا نہ چھپر تھا۔ میں وہاں سے روانہ ہوا اور اس کی ملاقات کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

ایک سانس سے سبزہ جل گیا

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ عارف کی کیا علامت ہے؟ فرمایا میں اپنے شیخ ابی عبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کوہ طور پر تھا اور ہمارے ساتھ تقریباً" ستر آدمی تھے۔ ایک روز ہمارے پاس ایک نوجوان آیا اس پر خشوع کا اثر تھا۔ جب ہم نماز پڑھتے تو وہ بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور اگر علمی تذکرہ کرتے تو ایک گوشہ میں بیٹھا سنتا تھا۔ ایک روز ہم ایک درخت کے سایہ میں سبزہ پر بیٹھے تھے کہ شیخ نے کچھ معرفت کا بیان کیا۔ اس جوان نے شیخ کا بیان سن کر ایک سانس لی۔ اس کی گرمی سے اس کے سامنے کی سبزی جل اٹھی اور وہ غائب ہو گیا۔ شیخ نے فرمایا یہی عارف کی علامت ہے۔

ایک متقی کی شان

بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں کوہ لکام پر عابدوں اور زاہدوں کی تلاش میں گھومتا تھا میں نے ایک گدڑی پوش کو دیکھا کہ ایک پتھر پر زمین کی طرف سر جھکائے

بیٹھا تھا- میں نے کہا اے شیخ یہاں کیا کرتے ہو؟ کہاں دیکھ رہا ہوں اور نگہداشت کر رہا ہوں میں نے کہا تمہارے، آگے پتھروں کے سوا کچھ بھی نہیں کے دیکھ رہے ہو اور کس کی نگہداشت کر رہے ہو؟ یہ سن کر ان کا رنگ متغیر ہو گیا اور غصہ سے میری طرف دیکھا اور فرمایا اپنے خیالات قلب کو دیکھ رہا ہوں اور حق تعالیٰ کے اوامر کی نگہداشت کر رہا ہوں- قسم ہے اس خالق کی جس نے تجھے مجھ پر ظاہر کیا ہے یہاں سے چلا جا- میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت کرو تو میں چلا جاؤں- فرمایا جو دروازہ کو لازم پکڑ لے وہ خادم ہوتا ہے جو گناہوں کو یاد کرتا ہے بہت نادم ہوتا ہے- جو اللہ کے علاوہ سے بے پرواہ ہوتا ہے ناداری سے محفوظ رہتا ہے- پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے-

بڑھیا کی معرفت خداوندی

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں بیت المقدس سے ایک ضرورت کے لئے کسی گاؤں کی طرف گیا راستہ میں ایک بڑھیا کو دیکھا کہ ایک اونی جبہ اور ایک اونی چادر اوڑھے ہوئے ہے- میں نے سلام کیا اس نے جواب دیکر پوچھا اے جوان کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا ایک ضرورت سے فلاں گاؤں میں جاؤں گا- پھر اس نے سوال کیا تیرا مکان یہاں سے کتنی دور ہے میں نے کہا اٹھارہ میل ہے کہا اٹھارہ میل ایک ضرورت کی تلاش میں آئے ہو یہ بڑی حاجت ہوگی- میں نے کہا ہاں- پھر اس نے کہا گاؤں کے مالک سے کیوں نہیں کہدیا کہ تمہاری حاجت تمہارے پاس پہنچادے اور تمہیں نہ تھکائے- میں نے اس کا مطلب نہ سمجھا اور کہا اے بڑھیا گاؤں کے مالک سے میرا تعارف نہیں ہے- اس نے کہا کس نے تیرے اور اس کے درمیان دوری پیدا کر دی ہے اور آپس کے قرب کو قطع کر دیا ہے- اب اس کا مطلب میری سمجھ میں آیا اور میں رونے لگا' اس نے کہا تو اللہ سے محبت رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں- کہا سچ کہو؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں بیشک اسے دوست رکھتا ہوں- کہا جب اس نے تمہیں محبت کے درجہ پر پہنچایا تو کس حکمت کا فیض فرمایا- اس کا جواب مجھے نہ آیا پھر کہا شاید تو ان لوگوں میں سے ہے جو محبت کو چھپاتے ہیں؟ میں اس کا بھی جواب نہ دے سکا' کہنے لگی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور معرفت اور پوشیدہ محبت کو نالائقوں کے میل سے بچاتا ہے' میں نے کہا تم پر خدا رحم کرے تم خدا سے دعا کرو کہ وہ میرے دل کو بھی محبت میں مشغول کرے' اس نے میرے منہ پر ہاتھ جھاڑ دیا- میں نے

پھر اسی بات کو دہرایا۔ کہنے لگی اپنے کام کو جا۔ پھر کہنے لگی اگر سلب ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو بڑے بڑے عجائبات ظاہر کر دیتی' اور ایک آہ کھینچ کر کہا افسوس یہ شوق بدون تیرے اچھا نہ ہو گا اور یہ غم بدون تیرے تسکین نہیں پائے گا۔

لکڑیاں سونا بن گئیں

دو جوان ملک شام میں عبادت میں مشغول رہتے تھے حسن عبادت کیوجہ سے ایک کا نام اور دوسرے کا نام ملیح پڑ گیا تھا۔ اتفاقاً" وہ کئی روز تک بھوکے رہے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا چلو جنگل کی طرف کسی کو دین کی تعلیم کریں شاید اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ نفع پہنچادے' چنانچہ دونوں چلے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم جنگل میں داخل ہوئے تو ہمارے سامنے ایک حبشی لکڑیوں کا بوجھ سر پر رکھے ہوئے آیا' ہم نے کہا اے شخص تیرا رب کون ہے؟ یہ سن کر اس نے لکڑیوں کا بوجھ تو زمین پر ڈال دیا اور اس پر بیٹھ کر کہنے لگا یہ نہ کہو کہ تیرا رب کون ہے بلکہ یہ کہو کہ تیرے دل میں ایمان کس جگہ پر ہے؟ ہم آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر کہا پوچھو پوچھو کیونکہ مرید وہ ہے جو سوال کرنا نہ چھوڑے۔ جب اس نے دیکھا کہ ہم کچھ جواب نہیں دیتے تو کہنے لگا" اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ تیرے بعض بندے جو کچھ تجھ سے مانگتے ہیں تو انہیں دیتا ہے تو میرا بوجھ سونے کا کردے "تو وہ فوراً" سونے کی شاخیں بن گئیں اور چمکنے لگیں۔ پھر کہا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ تیرے بعض بندے گمنامی کو پسند کرتے ہیں تو اس کو پھر لکڑی کر دے چنانچہ اسی وقت وہ لکڑی کا بوجھ ہو گیا۔ پھر اس بوجھ کو سر پر رکھ کر چلا کہ ہمیں اس کے پیچھے جانے کی جرات نہ ہوئی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

ذوالنون مصری کی "اللہ اکبر" میں جلال وہیبت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی۔ جب انہوں نے کہا "اللہ" تو جلال الٰہی کیوجہ سے مبہوت ہو گئے گویا ان کے جسم میں روح ہی نہ رہی' پھر جب کہا "اکبر" یہ گمان ہوا کہ ان کی تکبیر کی ہیبت سے میرا دل پارہ پارہ ہو گیا۔

اولیاء کی صفات

ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ساحل شام میں ایک عابد سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے اسے تحقیق اور یقین کے ساتھ پہچانا ہے اور اسکی معرفت حاصل کی ہے ان لوگوں نے اس کی رضا کو اپنا مقصود اصلی قرار دیا ہے' اس ارادہ میں بہت سی مصیبتیں برداشت کرتے ہیں' اس کے ہاں کامیابی کی امید پر دنیا میں غم کے ساتھی ہیں' اور رنج کی زندگی بسر کرتے ہیں رغبت اور خواہش کی آنکھ سے اسکی طرف نہیں دیکھتے اور اس سے مسافر کے توشے سے زیادہ نہیں لیتے' راستہ میں رات ہو جائے تو خوف سے جلدی چلتے ہیں اور نجات کی امید پر عزم کرتے ہیں اور اپنی روح کو قربان کرتے ہیں' مالک کی رضا میں آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں' اور آخرت کی خبر دل کے کانوں سے سنتے ہیں۔ اگر تو انہیں دیکھے تو ایسے نظر آئیں گے کہ پتلے ہونٹ ہوں گے اور چھوٹا پیٹ ہو گا' ان کے دل غمگین ہوں گے' نحیف ان کے جسم ہوں گے' گریہ کرنے والی آنکھیں ہوں گی وہ نہ کسی فعل کی علت تلاش کریں گے نہ اس کے بجالانے میں تاخیر کریں گے۔ اور دنیا کی قلیل شے پر قناعت کرتے ہوں گے' لباس فاخرہ کے بجائے پرانی چادروں پر کفایت کرتے ہونگے' اور بجائے آباد شہروں کے ویران مقاموں میں زندگی بسر کرتے ہوں گے' وطن سے بھاگتے ہوں گے' دوستوں سے تنہائی پسند کرتے ہوں گے' اگر تو انہیں دیکھے تو ایک ایسی قوم نظر آئے گی جن کو راتوں نے بیداری کی چھری سے ذبح کر دیا ہے اور تکلیف کے خنجر سے ان کے اعضاء جدا کر دیئے ہیں' رات کی سیر کی وجہ سے ان کے شکم پتلے دبلے ہو رہے ہیں' نیند کے نہ آنے کی وجہ سے بال پراگندہ ہو رہے ہیں' جو رنج پر رنج ملاتے ہیں' اور کوچ کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا ان سے راضی رہے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے۔

مؤلف کہتے ہیں ان لوگوں کے حق میں یہ اشعار حسب حال ہیں۔

انت بالصدق قد خبرت رجالا — قد اطالوا البکا اذ اللیل طالا

وملأت القلوب منهم بنور — من نفیس الیقین یامن تعالی

و تولیتهم فکنت دلیلا — وکسوت لجمیع منهم جمالا

فاذا ما الظلام جن علیهم — وصلوا بالکلال منهم کلالا

عفروا بالتراب منهم وجوها ذاك لله خشية و ابتهالا

هجرت للمنام منهم عيون فاستطار المنام عنهم وزالا

انما لذت البكا لمريد اسلم الاهل ولديار وجالا

خاضعا باكيا حزينا ينادى يا كريما اذا استقبل اقالا

(ترجمہ) تو نے اے اللہ بعض لوگوں کی سچائی آزمائی ہے جو دراز راتوں میں بہت روتے ہیں اور ان کے قلوب تو نے نور سے بھر دیئے ہیں۔ جو کہ یقین کا نور ہے اے بزرگ مرتبہ والے! تو ان کا سرپرست اور رہبر ہو گیا ہے اور تو نے سب کو لباس حسن پہنایا ہے۔ جب رات کی تاریکی ان پر طاری ہوتی ہے تو وہ رنج پر رنج کا اضافہ کرتے ہیں۔ مٹی سے اپنے منہ خاک آلودہ کرتے ہیں اللہ ہی کے خوف سے آہ وزاری سے ان کی آنکھوں نے نیند کو ترک کر دیا ہے اور ان کی نیند بھاگ گئی اور زائل ہو گئی ہے۔ رونے کی لذت اس مرید کو حاصل ہوتی ہے جو اہل و عیال اور وطن کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور عاجزی کرتے ہوئے روتے ہوئے غم سے چلاتا ہے کہ اے کریم جو تجھ سے بخشش مانگتا ہے تو اسے بخشتا ہے۔

حجاج ظالم کو شکست دینے والے بزرگ

حضرت سعید ابن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے ایک سال حج کیا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک تالاب پر اترا اور ناشتہ طلب کیا اور دربان سے کہا میرے ہمراہ کھانے کے لئے کسی شخص کو تلاش کر جس سے میں یہاں کی کچھ حالت دریافت کر سکوں۔ اس دربان نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو وہاں ایک اعرابی ایک چادر بچھائے دوسری اوڑھے سو رہا ہے اسے لات مار کر جگایا اور کہا کہ بادشاہ تجھے یاد کرتا ہے چل۔ وہ چلا آیا۔ حجاج نے اس سے کہا ہاتھ دھولے اور میرے ساتھ ناشتہ کھا اس نے جواب دیا تجھ سے اچھے شخص نے مجھے دعوت دی تھی میں اس کی دعوت قبول کر چکا ہوں۔ حجاج نے سوال کیا وہ کون ہے؟ کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے روزہ کی دعوت دی تھی میں روزہ دار ہوں۔ حجاج نے کہا ایسی سخت گرمی میں؟ کہا اس سے سخت گرمی کے دن کے واسطے روزہ رکھا گیا ہے۔ حجاج نے کہا آج افطار کر لے کل کو رکھ لینا۔ کہا اگر کل تک کی زندگی کا تو ذمہ دار ہو تو میں افطار کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔

کہا پھر کیوں مجھ سے کہتا ہے کہ موجودہ نعمت کو کل کے بھروسہ پر چھوڑ دوں جس پر تو قادر نہیں ہے۔ حجاج نے کہا یہ بہت اچھا کھانا ہے۔ کہا تو نے اور تیرے باورچی نے اسے اچھا نہیں کیا بلکہ اچھا تو جب ہے جب عافیت ہو اور یہ خدا کا کام ہے۔

وما طيب الطباخ عيشا وانما بعافية طاب الطعام لطاعم

اذا كان لی سقم فلا شئ طيب وان لم يكن طابت جميع المطاعم

(ترجمہ) باورچی روٹی کو مزیدار نہیں کر سکتا بلکہ تندرستی سے کھانیوالے کو خوراک اچھی اور پسندیدہ معلوم ہوتی ہے۔ اگر مجھ میں کوئی مرض ہو تو کوئی چیز اچھی نہیں۔ اگر کوئی بیماری نہ ہو تو سب کھانے اچھے ہیں۔

اگر خالق رحمت کی نظر سے دیکھے تو

روایت ہے کہ ایک امیر شیخ حاتم اصم کے دروازے سے گزرا اور پانی مانگا جب پانی پی چکا تو کچھ مال ان کی طرف پھینکا اس کے مصاحبوں نے بھی موافقت کی اور ہر ایک نے کچھ کچھ مال پھینکا' گھر والے یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن ان کی چھوٹی لڑکی ناخوش ہوئی اور رونے لگی اس سے دریافت کیا گیا کہ کیوں روتی ہے؟ کہنے لگی کہ ایک مخلوق نے ہماری طرف نظر محبت سے دیکھا تو ہم غنی ہو گئے۔ اگر خالق نظر رحمت سے دیکھے تو کیا حال ہو۔ خدا اس سے راضی ہو۔

خدا سے کھانا مانگتے ہوئے شرم آتی ہے

روایت ہے کہ شیخ یحیٰی ابن معاذ رازی کی لڑکی نے اپنے باپ سے کھانے کے لئے کچھ چیز مانگی باپ نے کہا اپنے پروردگار سے مانگو۔ کہنے لگی قسم ہے اللہ کی میں اس سے کھانے کی چیز مانگتے ہوئے شرماتی ہوں۔ خدا اس پر رحم کرے۔

نیک خاتون کی اللہ سے محبت کی نرالی شان

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں رات کو وادی کنعان سے چلا اچانک ایک شخص آیت پڑھتا ہوا میرے سامنے آیا یعنی جو ان کے گمان میں نہ تھا وہ اللہ کی طرف سے ظاہر ہو گیا۔ جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک عورت تھی اونی جبہ پہنے اور اونی برقعہ

اوڑھے آ رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک لوٹا اور ایک لاٹھی تھی اس نے بلا جھجک مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں' کہنے لگی اے شخص! اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی کوئی مسافر ہوتا ہے حالانکہ وہ پردیسی کا انیس اور کمزور کا مددگار ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگا۔ اس نے کہا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا زخم پر مرہم لگا ہے۔ پھر کہا اگر تو سچا ہے تو بتا تو کیوں رویا خدا تجھ پر رحم کرے' میں نے کہا کیا سچا کبھی نہیں روتا؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ کہا اس لئے کہ رونا دل کی تسلی کے لئے ہوتا ہے جس سے غم خارج ہوتا ہے۔ غمگین اس سے پناہ لیتے ہیں آہ و زاری سے زیادہ چھپانے کی کوئی چیز نہیں ہے اور رونا اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے پاس علامت ضعف ہے۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں میں اس کی باتیں سن کر حیران رہ گیا' اس نے کہا تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا تمہاری باتوں سے حیران رہ گیا' کہنے لگی خدا تجھ پر رحم کرے اپنی بیماری بھول گیا؟ میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے اگر مناسب سمجھو تو کچھ نصیحت کرو جس سے خدا مجھے فائدہ دے' کہنے لگی کہ حکیم جو کچھ بھی تجھے بتائے گا تو مزید کی طلب سے مستغنی نہیں ہو سکتا میں نے کہا میں اولیاء کرام سے مزید کی طلب میں مستغنی نہیں ہوں' کہا تو نے سچ کہا اے مسکین! اپنے مولا سے محبت کر اور اس کا شوق دل میں پیدا کر کیونکہ وہ ایک دن اپنے پورے جمال کے ساتھ تجلی فرمائے گا اپنے اولیاء و اصفیاء اور عاشقوں کی بزرگی کے اظہار کے لئے' اور شراب جمال اور جام وصال سے ان کو سیراب فرمائے گا اس کے بعد وہ کبھی پیاسے نہ ہونگے۔ پھر ان پر وجد غالب ہو گیا اور کہنے لگی اے میرے دل کے پیارے کب تک مجھے اس دنیا میں بے یار و غمگسار چھوڑے گا پھر وہ مجھے چھوڑ کر جنگل میں نکل گئی اور یہ کہتی جاتی تھی اپنے ہی پاس بلائیو آگ کی طرف نہ بھیجنا حتی کہ اس کی آواز مجھ سے منقطع ہو گئی۔

تم نے میرے نام کو مہکایا ہے میں تیرے نام کو مہکادوں گا

حضرت بشر ابن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ابتدائی حالت کیسی تھی تمہارا نام ایسا روشن کیوں ہے جیسا کہ انبیاء کا ہوتا ہے؟ کہنے لگے یہ اللہ کا فضل ہے۔ میں ایک چالاک آدمی تھا۔ عصبیت اور فخر کا عادی تھا۔ ایک دن میں نے سڑک پر ایک پرچہ پڑا ہوا پایا اس پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اسے صاف کر کے جیب میں رکھ لیا اور ان دنوں میری جیب میں صرف دو درہم تھے اور ان کے سوا میری

ملکیت میں کچھ نہ تھا ان کا عطار کے ہاں سے عطر خرید کر اس پرچہ پر ملا جب رات کو سویا تو میں نے خواب میں ایک قائل کو کہتے سنا کہ کہہ رہا ہے "اے بشر تو نے میرے نام کو خوشبو سے مہکایا ہے ہم بھی تیرے نام کو دنیا و آخرت میں خوشبودار اور مشہور کریں گے" خدا ان سے راضی رہے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے آمین۔

خدا کی محبت میں دیوانہ بن گئے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیبان مجنون رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور کہا میرے واسطے دعا کرو۔ کہا خدا تعالیٰ تم کو اپنے قرب کی موانست نصیب کرے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے اور دو دن کے بعد افاقہ ہوا۔ جب افاقہ ہوا تو ایک شعر پڑھا

ان ذكر الحبيب هيج شوقي ثم حب الحبيب اذهل عقلي

(ترجمہ) دوست کے ذکر نے میرا شوق بھڑکایا پھر اس کی محبت نے میری عقل گم کر دی۔
انہیں کے اشعار ہیں

ترى المحبين صرعى في ديارهم كفتية الكهف لا يدرون كم لبثوا

والله لو حلف العشاق انهم قتلى من الحب يوم البين ما حنثوا

(ترجمہ) تو عاشقوں کو دیار محبوب میں گرے پڑے دیکھے گا جیسے کہ اصحاب کہف غاروں کے درمیان نہیں جانتے کس قدر ٹھہرے'
قسم ہے اللہ کی اگر عشاق قسم کھائیں کہ وہ فراق کے دن محبت کے مقتول ہیں تو حانث نہ ہونگے۔

خون کے آنسو رونے والے بزرگ'
چالیس برس تک اعمال نامہ میں گناہ درج نہیں ہوا

حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہم نشین فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فتح کے یہاں گیا تو انہیں روتا ہوا پایا اور ان کے آنسو زردی مائل تھے۔ میں نے کہا تمہیں قسم ہے اللہ کی کیا خون روئے ہو؟ فرمایا اگر تو قسم نہ دیتا تو میں نہ بتلاتا۔ آنسو سے بھی رویا ہوں اور خون سے بھی رویا ہوں۔ میں نے کہا آنسو سے کیوں روئے ہو؟ فرمایا خدا سے دور رہنے پر۔ میں

نے کہا خون سے کیوں روئے ہو؟ فرمایا اس لئے کہ شاید یہ رونا مقبول نہ ہوا ہو۔
راوی کہتے ہیں جب ان کی وفات ہوئی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا اور فرمایا اے فتح! تم یہ سارا رونا کیوں روئے تھے؟ عرض کیا پروردگار! اس لئے کہ شاید میری گریہ و زاری مقبول نہ ہوئی ہو۔ فرمایا اے فتح یہ تو نے کیوں کیا۔ تیرے محافظ فرشتے چالیس برس تک تیرا صحیفہ میرے پاس لاتے رہے اس میں تیرا کوئی گناہ نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

عبادت کے انعام میں اشرفیوں کے توڑے

روایت ہے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بڑی بد خلق تھیں ایک دن کہنے لگیں اگر خدائے تعالیٰ تمہارے پاس کوئی فتوحات نہیں بھیجتا ہے تو مزدوری ہی کر لو اور کسی مزدوری دینے والے کی خدمت کرلو چنانچہ حضرت جنگل میں تشریف لے گئے اور دن بھر عبادت میں مشغول رہے پھر گھر کو لوٹے اور بیوی کے ڈر سے شرمندہ اور پریشان خاطر تھے۔ آتے ہی بیوی نے پوچھا مزدوری کہاں ہے؟ فرمایا جس کی میں نے مزدوری کی ہے وہ شخص بہت سخی ہے میں نے مزدوری مانگنے میں جلدی نہیں کی اور مجھے شرم آئی۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے کہ جنگل میں جاکر عبادت کرتے اور رات کو گھر آتے جب بیوی دریافت کرتیں تو کہتے مجھے اجرت میں جلدی کرتے شرم آتی ہے۔ جب بہت دن گزرے تو بیوی نے کہا یا تو ان سے اپنی اجرت لے آؤ یا اور کسی کی مزدوری کرو چنانچہ ان سے وعدہ کیا کہ آج ضرور اجرت طلب کروں گا۔ اور عادت کے موافق جنگل میں چلے گئے جب شام ہوئی تو گھر آئے لیکن بیوی کی بد مزاجی سے ڈرے ہوئے تھے۔ جب دروازہ پر پہنچے تو دیکھا دھواں اٹھ رہا ہے اور دسترخوان چنا ہوا ہے اور بیوی خوش خوش پھر رہی تھیں دیکھتے ہی کہنے لگیں تمہارے مستاجر نے کریموں ہی کی سی اجرت روانہ کی اور اس کے قاصد نے مجھ سے کہا کہ حبیب سے کہو کہ عمل میں زیادہ کوشش کرے اور یہ سمجھ لے کہ ہم نہ ہونے کی وجہ سے اجرت میں تاخیر نہیں کرتے نہ بخیلی کی وجہ سے تاخیر کرتے ہیں وہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش رکھے۔ پھر انہیں چند توڑے دیناروں کے بھرے ہوئے دکھائے یہ دیکھ کر حضرت بہت روئے اور فرمانے لگے یہ اجرت اس نے بھیجی ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، یہ سن کر بیوی نے توبہ کی اور قسم کھائی کہ

پھر کبھی انہیں ایسی تکلیف نہ دے گی۔

عبادت کی برکت

روایت ہے کہ حضرت عطاء ارزق رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی بیوی نے دو درہم دیئے تاکہ ان کا آٹا خرید لائیں جب آپ بازار گئے تو راستہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ کھڑا رو رہا ہے جب اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ مجھے میرے مالک نے سودے کے لئے دو درہم دیئے تھے جو گم ہو گئے اب وہ مجھے مارے گا حضرت نے وہ دونوں درہم اسے دے دیئے اور شام تک نماز میں مشغول رہے اور منتظر رہے کہ کچھ ملے مگر کچھ نہ ملا۔ جب شام ہوئی تو اپنے ایک دوست بڑھئی کی دکان پر بیٹھ گئے اس نے کہا یہ کھورا لے جاؤ تنور گرم کرنے کی ضرورت ہو تو کام آئے گا۔ میرے پاس اور کچھ نہیں جو آپ کی خدمت کروں۔ آپ وہ کھورا ایک تھیلے میں ڈال کر گھر تشریف لے گئے اور دروازے ہی سے وہ تھیلا گھر میں پھینک کر مسجد چلے گئے اور نماز پڑھ کر بہت دیر تک بیٹھے رہے تاکہ گھر والے سو جائیں اور ان سے جھگڑا نہ کریں۔ پھر گھر آئے تو دیکھا وہ لوگ روٹی پکا رہے تھے۔ فرمایا تمہیں آٹا کہاں سے ملا۔ کہنے لگے وہی ہے جو آپ تھیلے میں لائے تھے۔ ہمیشہ اسی شخص سے آٹا خرید کر لایا کیجئے جس سے آج خریدا ہے۔ فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔

سمندر کی تہہ میں عبادت کرنے والے کا عجیب قصہ

حکایت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ سمندر کے کنارے پر جاؤ وہاں ایک عجیب چیز دیکھو گے۔ حضرت سلیمان اپنے ہمراہی جن و انس کے ساتھ ساحل پر تشریف لے گئے۔ جب ساحل پر پہنچ کر دائیں بائیں نظر کی تو کچھ نظر نہ آیا آپ نے عفریت (جن) سے فرمایا کہ اس سمندر میں غوطہ لگاؤ اور وہاں کی حالت مجھ سے آکر بیان کرو اس نے غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد اوپر آیا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں نے اس دریا میں اتنے غوطے لگائے مگر اس کی تہہ کو نہ پہنچا اور مجھے نہ کوئی چیز نظر آئی ہے' آپ نے دوسرے عفریت کو حکم دیا کہ تو غوطہ لگا کر وہاں کی حالت مجھ سے بیان کر' اس نے بھی غوطہ لگایا اور نکل کر وہی کہا جو پہلے عفریت نے کہا تھا اور اس نے پہلے والے سے دگنے غوطے لگائے تھے۔ آپ نے آصف بن برخیا سے کہا جو آپ کے وزیر تھے جن کا حق تعالیٰ نے بھی ذکر کیا ہے

- وقال الذی عندہ علم من الکتاب

(یعنی کہا اس نے جس کے پاس علم کتاب کا تھا)

کہ اس کے اندر کا حال بیان کرو۔ انہوں نے فوراً" ایک سفید کافوری قبہ حاضر کیا۔ جس کے چار دروازے تھے ایک موتی کا ایک یاقوت کا ایک ہیرے کا ایک سبز زمرد کا' اور سب دروازوں کے راستے کھلے ہوئے تھے اور ان میں پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوا تھا حالانکہ وہ قبہ سمندر کی تہہ میں تھا جس کا عمق اتنا گہرا تھا کہ عفریت نے اول جو غوطہ لگایا تھا اسی طرح کے تین غوطے نیچے ہی نیچے لگاتا تو تہہ کو پہنچتا۔ انہوں نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر ایک جوان خوبصورت صاف کپڑے پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے قبہ میں داخل ہو کر اسے سلام کیا اور فرمایا کہ تجھے اس دریا میں کس چیز نے پہنچایا؟ کہا اے نبی اللہ! میرے باپ اپاہج تھے اور ماں نابینا تھیں میں نے ان کی ستر برس خدمت کی۔ جب میری والدہ وفات پانے لگیں تو انہوں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کی عمر دراز کر اور اپنی عبادت میں گزارنے کی توفیق دے۔ جب باپ کی وفات کی نوبت آئی تو انہوں نے کہا اے خدا! اس سے ایسی جگہ خدمت لے جہاں شیطان کا دخل نہ ہو۔ جب میں انہیں دفنا کر اس ساحل کی طرف آیا تو یہ قبہ نظر آیا۔ میں اس کی خوبصورتی ملاحظہ کرنے کے لئے اندر داخل ہوا اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اسے دریا کی تہہ میں اتار دیا۔ حضرت سلیمان نے پوچھا کہ تو کس زمانہ میں یہاں آیا تھا؟ کہا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں' حضرت نے تاریخ دیکھی تو معلوم ہوا کہ انہیں دو ہزار سال گزرے تھے وہ شخص بالکل جوان تھا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ تم اس سمندر کے اندر کیا کھاتے ہو؟ کہا اے نبی اللہ! میرے پاس ایک سبز پرندہ اپنی چونچ میں ایک زرد چیز جو آدمی کے سر کر برابر ہے لے آتا ہے میں اسے کھاتا ہوں اس میں دنیا کی ساری نعمتوں کا مزہ آتا ہے اور اس سے میری بھوک پیاس جاتی رہتی ہے اور اس سے گرمی سردی اور نیند اور سستی اور غنودگی وحشت سب کی سب رفع ہو جاتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ چلو گے یا ہم تمہیں تمہاری اپنی جگہ پر پہنچا دیں؟ کہا نہیں مجھے اپنی جگہ پر پہنچا دیجئے۔ آپ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو ماں باپ کی دعا کیسی مقبول ہے خدا تم پر رحم کرے حقوق والدین سے بچتے رہو اے اللہ! تو ہمیں بھی ان کی خدمت کی توفیق دے۔

اللہ کے دوستوں کی شان محبوبیت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرمایا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ! اس پرندہ کے مانند زندگی بسر کرو جو تنہا رہتا ہے درخت پر سے اپنی روزی کھاتا ہے اور خالص پانی یا نہر کا پانی پیتا ہے' اور جب رات ہو جاتی ہے تو کسی غار میں پناہ گزین ہوتا ہے کیونکہ اسے مجھ سے انس اور میرے نافرمانوں سے نفرت ہے۔ اے موسیٰ میں نے اپنے اوپر قسم کھائی ہے کہ کسی مدعی عمل کا عمل پورا نہ ہونے دونگا' اور جو غیر سے امید رکھتا ہے اسکی امید منقطع کر دوں گا' اور جو میرے غیر پر تکیہ کریگا اس کی پیٹھ توڑ دونگا' اور جو میرے غیر سے انس کرتا ہے اسکو وحشت میں ڈالوں گا' جو غیر سے محبت کرے اس سے اعراض کروں گا۔ اے موسیٰ میرے کچھ بندے ایسے ہیں اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں تو میں کان لگا کر سنتا ہوں۔ اگر پکارتے ہیں تو ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اگر میری طرف آتے ہیں تو میں ان کو اپنے قریب کرتا ہوں' اور تقرب ڈھونڈتے ہیں تو مواصلت عطا کرتا ہوں اور ان کی کفایت کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے سرپرست بناتے ہیں تو ان کی سرپرستی قبول کرتا ہوں۔ اگر خالص محبت کرتے ہیں تو میں بھی ویسی ہی محبت کرتا ہوں۔ عمل کرتے ہیں تو جزا دیتا ہوں میں ہی ان کے کاموں کا مدبر ہوں' اور ان کے قلوب کا نگہبان ہوں' اور ان کے احوال کا متولی ہوں' میں نے ان کے دلوں کی تسکین صرف اپنے ذکر ہی میں رکھی ہے اسی میں ان کی بیماریوں کی شفا ہے اور ان کے دلوں پر روشنی ہے' میرے سوا کسی کا انس نہیں پکڑتے اور میرے پاس ہی اپنے دل کی منزل بناتے ہیں اور انکو میرے سوا چین بھی نہیں آتا۔ اے اللہ ہم کو بھی ان کے ساتھ ملادے۔ یارب العالمین آمین۔

ستر ہزار فرشتے حفاظت کر رہے تھے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں تھا رات کو ایک ویرانہ میں داخل ہوا ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا شیر نظر آیا اسے دیکھ کر میں ڈر گیا ہاتف نے آواز دی ثابت قدم رہو آپ کی آس پاس میں ستر ہزار فرشتے حفاظت کر رہے ہیں۔

شیر کی پشت پر سامان

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت شیبان راعی دونوں حج کے ارادہ سے چلے' راستہ میں ناگہاں ایک شیر ہمارے سامنے آیا میں نے شیبان راعی سے کہا کہ آپ اس کتے کو نہیں دیکھتے جو ہمارے سامنے آتا ہے فرمایا اے سفیان مت ڈرو ان کی بات سنتے ہی شیر کتے کی طرح دم ہلانے لگا اور چاپلوسی کرنے لگا۔ شیبان اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کا کان ملنے لگے' میں نے کہا اے شیبان یہ شہرت کیوں ہے؟ فرمایا اے ثوری یہ شہرت نہیں' اے ثوری! اگر شہرت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اپنا توشہ اس کی پیٹھ پر لاد کر مکہ تک لے جاتا۔

حضرت بایزید بسطامی پر اللہ کی عنایات

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بایزید بسطامیؒ کو بعض مرتبہ نماز عشاء کے بعد صبح تک مراقبہ میں مشغول دیکھا کہ صرف پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوئے اور ایڑی اور پنجہ اٹھائے ہوئے اور ٹھوڑی سینہ پر رکھے ہوئے اور آنکھیں کھولے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت سجدہ کیا اور بہت دراز سجدہ کیا' پھر قعدہ میں بیٹھے پھر دعا کی "اے اللہ آپ سے ایک قوم نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے ان کو پانی پر چلنا' ہوا پر اڑنا' اور زمین کا طے کرنا' اشیاء کی حقیقت کا بدل دینا کرامت کے طور پر عطا کیا"۔ اسی طرح بیس سے زائد کرامات شمار کیں۔ پھر کہا وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں ان باتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا کون ہے یحییٰ ہے؟ میں نے کہا جی حضور' فرمایا تو کب سے یہاں کھڑا ہے۔ میں نے کہا بہت دیر سے' یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے' میں نے عرض کیا کچھ حالت مجھ سے بیان فرمائیے؟ فرمایا تیرے مناسب حال بیان کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے فلک سفلی میں داخل فرمایا اور ملکوت سفلی میں گشت کرایا اور زمین میں تحت الثریٰ تک کی سیر کرائی۔ پھر مجھے فلک علوی میں پہنچایا اور جملہ افلاک اور جہات اور عرش کی سیر کروائی۔ پھر مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ تجھے کون سی چیز پسند آئی جو تجھے دی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز پسند نہیں آئی جس کو میں آپ سے طلب کروں۔ فرمایا تو میرا سچا بندہ ہے جو صدق دل سے میری عبادت کرتا ہے اور میرے ہی واسطے میری عبادت کرتا ہے میں تیرے ساتھ یہ کرونگا اور یہ کرونگا اور بہت سی اشیاء شمار فرمائیں جن سے میں گھبرا گیا اور مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے عرض کیا آپ نے ایسے

وقت میں معرفت کا سوال کیوں نہ کیا حالانکہ آپ سے ایسے شہنشاہ نے فرمایا کہ جو چاہے مانگ' یہ سن کر آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا چپ رہ مجھے اس پر اپنے سے بھی رشک آیا۔ میں نہیں چاہتا کہ انکو سوائے ان کے کوئی بھی پہچانے۔ کسی کا شعر ہے۔
(ترجمہ) میرے پاس عامریہ کا ذکر نہ کرو۔ کیونکہ مجھے غیرت آتی ہے جب اس کا ذکر غیر کے منہ سے سنتا ہوں
۔ یہ شعر فارسی میں بھی حسب حال ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم　　　گوش رانیز حدیث تو شنیدن ندہم

اللہ سے محبت کرنے کی کوئی انتہاء نہیں

روایت ہے کہ یحییٰ ابن معاذ رازی نے بایزید بسطامی کو لکھا کہ میں شراب محبت کی کثرت کے سبب مدہوش ہو گیا ہوں آپ نے لکھا کہ دوسروں نے تو آسمان اور زمین کے سمندر محبت کے پی لئے اور اب تک سیراب بھی نہیں ہوئے اور مارے تشنگی کے ان کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور ہل من مزید کی صدا بلند کر رہے ہیں۔ اس مضمون میں کسی کے اشعار ہیں۔

عجبت لمن یقول ذکرت ربی　　　وهل انسی فاذکر ما نسیت

شربت الحب کاسا بعد کاس　　　فما نفدت الشراب ولا رویت

مجھے تعجب ہے اس سے جو کہتا ہے میں نے اللہ کا ذکر کیا۔ کیا میں اسے کبھی بھولتا بھی ہوں جو یاد کروں
میں نے شراب محبت کے پے در پے جام پر جام پی لئے۔ لیکن نہ شراب ختم ہوئی نہ میں سیراب ہوا

ظلم کا انجام

ایک اسرائیلی عورت کا شاہی محل کے پڑوس میں مکان تھا۔ جس سے شاہی محل بدنما معلوم ہوتا تھا۔ اس سے بارہا بادشاہ نے خریدنا چاہا۔ اس نے انکار کیا اور نہ بیچا۔ ایک بار وہ عورت سفر میں گئی اس وقت بادشاہ نے اس مکان کے گرا دینے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ گرا دیا گیا۔ جب وہ عورت سفر سے لوٹ آئی تو اپنا مکان نہ پایا۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ میرا

مکان کس نے گرایا لوگوں نے کہا بادشاہ نے، اس وقت اس عورت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا الٰہی میں سفر میں تھی اور تو حاضر تھا تو ہی ضعیفوں کا معاون اور مظلوموں کا مددگار ہے۔ یہ کہہ کر بیٹھ گئی۔ جب بادشاہ کی سواری نکلی تو بادشاہ نے اس عورت کو دیکھ کر کہا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے کس کا انتظار ہے؟ کہنے لگی تیرے محل کے ویران ہونے کا انتظار ہے تو اس پر مذاق اڑایا گیا جب رات ہوئی تو وہ محل بادشاہ اور اسکے متعلقین سمیت زمین میں دھنس گیا اور ایک دیوار پر یہ اشعار لکھے ہوئے پائے گئے۔

اتھزأ بالدعاء وتزدریہ وما یدریك ما صنع الدعاء

سھام اللیل لا تخطی ولکن لھا امد و للامد انقضاء

وقد شاء الالہ بما تراہ فما للملك عندکم بقاء

(ترجمہ کیا تو دعا پر مذاق اڑاتا ہے اور اس کو حقیر سمجھتا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ دعا نے کیا کیا

۔ رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے۔ لیکن اس کے لئے ایک مدت ہوتی ہے اور مدت کا اختتام بھی ہے

اللہ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا، اور یہ ملک تمہارے پاس نہیں رہے گا۔

تھوڑی سی محنت کرکے ہمیشہ کی راحت حاصل کرو۔

حضرت رجاء ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کوفہ میں اپنے شیخ کے پاس حدیث لکھنے بیٹھے تھے کہ ایک عورت ہمارے سامنے سے گزری جو اون کا کرتہ پہنے ہوئے اور اسی کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھی اس نے کہا السلام علیکم، پھر اس نے انگلی سے شاہی محل کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگی یہ لوگ اپنے محلوں پر خوش ہیں، اور ان کے آرام پر رشک کئے جاتے ہیں اور جو کچھ توشہ اعمال قبر کی طرف روانہ کیا ہے اس پر نادم ہیں، مغرور نہ بنو اس وقت ہم بوڑھے ہیں موت ہماری کٹائی کا وقت ہے اور قبر ہمارا کھلیان ہے اور قیامت ہمارا موعد ہے پس جو شخص نیکی بوئیگا آرام کی کٹائی کریگا اور جو شخص بدی اور شر بوئے گا تو ندامت کاٹے گا۔ تھوڑے سے صبر میں بہت سی غنیمت ہے اور تھوڑے دنوں کی تکلیف میں طویل راحت حاصل ہوتی ہے۔

ظلم کا انجام

حضرت عمرو بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک ساحل پر رہنے والے اسرائیلی شخص نے سنا کہ ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا ہے! "آگاہ ہو جاؤ جو شخص مجھے دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے"۔ اسرائیلی نے اس کے قریب جا کر پوچھا اے اللہ کے بندے! تیرا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا سن

میں ایک سپاہی تھا ایک دن میں اس ساحل پر آیا تو میں نے ایک شخص کو شکار کرتے دیکھا۔ اس نے میرے سامنے ایک مچھلی پکڑی میں نے اسے کہا یہ مجھے دیدے اس نے انکار کیا میں نے کہا میرے ہاتھ فروخت کردے اس نے اس سے بھی انکار کیا۔ میں نے اسکے سر پر ایک کوڑا رسید کیا اور مچھلی چھین لی اور اسے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے گھر لئے جا رہا تھا کہ اچانک اس مچھلی نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے بہت چاہا کہ کسی طرح اپنا انگوٹھا چھڑالوں مگر نہ ہو سکا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب کھانے لگا تو اس نے انگوٹھا چبالیا وہ شخص کہتا ہے کہ پھر میرا انگوٹھا ورما گیا اور سڑ گیا اور اس میں جتنے مچھلی کے دانت تھے اسی قدر سوراخ ہو گئے۔ میں نے اپنے ایک دوست طبیب کو دکھایا اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ آکلہ ہے اگر تو اپنا انگوٹھا نہ کٹوائے گا تو ہلاک ہو جائیگا۔ میں نے انگوٹھا کٹوا دیا تو پھوڑا میری ہتھیلی میں ہو گیا پھر اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا اگر ہتھیلی نہیں کٹوائے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے اسے بھی کٹوا دیا۔ تو وہ کلائی میں ہو گیا۔ پھر اس کے پاس گیا اس نے کہا اگر کلائی نہ کٹوائیگا تو ہلاک ہو جائیگا۔ میں نے کلائی بھی کٹوا دی۔ پھر وہ پھوڑا میرے بازو میں ہو گیا۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں بھاگ نکلا اور اہل و عیال کو ترک کر دیا۔ ایک دن میں اسی طرح چیختا پھرتا تھا اچانک مجھے ایک درخت نظر آیا میں اس کے سایہ میں جا بیٹھا۔ وہاں مجھ پر کسی قدر غنودگی طاری ہو گئی۔ خواب میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ کب تک ایک ایک کر کے اپنے اعضاء کٹائے گا حق دار کو حق پہنچا دے اس سے نجات پائے گا۔ جب تو مجھے وہ حق یاد آیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے چنانچہ میں ساحل پر اس صیاد کے پاس گیا دیکھا تو جال پھینکے بیٹھا تھا میں اس کے کھینچنے تک منتظر رہا۔ جب اس نے جال کھینچا تو اس میں بہت سی مچھلیاں تھیں۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا اے اللہ کے بندے میں تیرا غلام ہوں اس نے کہا تو کون ہے اے بھتیجے۔ میں نے کہا میں وہی سپاہی ہوں جس نے

تمہارے سر پر کوڑا مارا تھا اور مچھلی تم سے چھین لی تھی اور اس کو اپنا ہاتھ دکھایا اسے دیکھ کر اس نے اللہ کی بلا سے پناہ مانگی اور مجھ سے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ یہ کہتے ہی زخم سے کیڑے گرنے لگے۔ جب میں وہاں سے پلٹ کر آنے لگا تو مجھ سے کہا ٹھہر جا یہ مجھ سے ناانصافی ہوئی کہ ایک مچھلی کی وجہ سے میں نے بددعا کی حالانکہ اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور وہ بددعا مقبول ہو گئی اور ہاتھ پکڑ کر کہا چل اور مجھے اپنے مکان پر لے گیا اور اپنے بیٹے کو بلایا اور ایک کونے میں لیجا کر کہا یہاں کھود۔ لڑکے نے کھود کر وہاں سے ایک گھڑا نکالا جس میں تیس ہزار درہم تھے۔ پھر لڑکے سے کہا دس ہزار درہم اسے گن دے۔ اس نے گن دیئے۔ اس نے کہا اس سے اپنا زمانہ گزارو اور مصیبت کے وقت کام میں لاؤ۔ پھر اور دس ہزار گنوا دیئے اور کہا کہ اس کو اپنے پڑوس کے اور قریب کے غریب غرباء پر تقسیم کر دو لوٹتے ہوئے میں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ کے لئے مجھے اتنا بتا دیجئے کہ آپ نے کیا کہہ کر بددعا کی تھی۔ کہا جب تو نے میرے سر پر کوڑا مارا اور مچھلی چھین لی تو میں آسمان کی جانب نگاہ کر کے رویا اور کہا اے رب تو نے ہی اسے اور مجھے پیدا کیا اور اسے مجھ سے قوی بنایا اور مجھے ضعیف بنایا۔ پھر اسے مجھ پر مسلط کیا۔ نہ تو نے مجھے بچایا نہ مجھے اتنی طاقت دی کہ اس کے ظلم سے محفوظ رہتا اور اپنے آپ کو بچاتا۔ میں تجھ سے اسی قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے اسے قوی اور مجھے ضعیف بنایا ہے اس کو مخلوقات کے واسطے عبرت بنا۔

مظلوم کی مدد کا عجیب واقعہ

علی بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اور کچھ نوجوان موصل کے دریا کے کنارے ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ جب بیچ میں پہنچے تو ایک مچھلی دریا سے اچھل کر کشتی میں آپڑی۔ انہوں نے یہ دیکھ کر کشتی کو کنارے لگایا اور اس کے بھوننے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ہمارا گزر ایک ویرانہ پر ہوا ہم وہاں کے کھنڈر اور ٹوٹے ہوئے مکانات دیکھنے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے جس کے مشکیں کسی ہوئی ہیں اور دوسرا ایک شخص ذبح کیا ہوا اس کے پہلو میں پڑا ہے اور ایک خچر بہت سے سامان سے لدا ہوا کھڑا ہے ہم نے اس جوان سے دریافت کیا کہ تیرا قصہ کیا ہے اور اسے کس نے ذبح کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے اس شخص کا خچر کرایہ پر لیا تھا۔ یہ مجھے راستہ سے

اس جانب کو پھیر لایا اور میری مشکیں جیسی تم دیکھ رہے ہو کس دیں پھر مجھ سے کہا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالونگا میں نے اسے خدا کا واسطہ دیا کہ مجھ پر ظلم نہ کر اور میرے قتل کا گناہ اپنے سر نہ لے اور میری روح کو تکلیف نہ دے یہ اسباب تیرا ہے تو لے لے میں نے تجھے حلال کر دیا اور میں کسی سے فریاد بھی نہیں کروں گا۔ میں قسم دیتا رہا مگر اس نے ایک نہ سنی اور کمر سے چھرا کھینچا اس کا غلاف بہت تنگ ہو گیا تھا اور اسے زور سے کھینچنا پڑا۔ جب وہ سختی سے نکلا تو جھٹکے سے بلاکم و کاست اسکے حلق پر آلگا اور وہ ذبح ہو گیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو' اور میں اسی حالت پر ہوں۔ ہم نے اسکی مشکیں کھول دیں اور خچر اور اسباب اس کے حوالہ کیا۔ وہ شخص چلا گیا اور ہم کشتی کی طرف لوٹے۔ جب کشتی پر سوار ہوئے تو مچھلی کود کر دریا میں جا رہی۔ یہ زیادہ تعجب انگیز ہے میرے دیکھنے اور سننے میں۔ اللہ تعالیٰ بڑا لطف کرنے والا اور سننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

عورت کی آبرو کی حفاظت کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک عورت پر پڑی جس کے کندھے پر ایک چھوٹا بچہ تھا اور وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی یا کریم یا کریم عہدک القدیم میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تیرے اور اللہ کے درمیان کیا عہد ہے؟ کہنے لگی ایک بار میں کشتی میں سوار ہوئی تاجروں کی ایک جماعت بھی ہمارے ساتھ تھی اتفاقاً" بہت زور کا طوفان آیا اور کشتی غرق ہو گئی اور کشتی کے سب لوگ بھی غرق ہو گئے صرف میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر اور ایک حبشی مرد جو دوسرے تختہ پر تھا سلامت رہے۔ جب صبح ہوئی تو اس حبشی نے میری طرف دیکھا اور پانی کو ہٹاتے ہٹاتے میرے قریب آیا اور ہمارے تختہ پر سوار ہو گیا اور مجھے راضی کرنے لگا۔ میں نے کہا اے بندہ خدا کیا تجھے کچھ بھی خوف خدا نہیں ہے۔ ہم اس بلا میں گرفتار ہیں جس سے اللہ کی اطاعت کے بغیر خلاصی ممکن نہیں چہ جائیکہ ہم اس کی نافرمانی کریں۔ اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ دے میں ضرور یہ کام کرونگا۔ یہ بچہ میری گود میں سویا ہوا تھا۔ میں نے اس کے چٹکی بھری و جاگ کر رونے لگا میں نے کہا اے بندہ خدا ذرا صبر کر میں اس بچہ کو سلالوں پھر جو مقدر میں ہو گا ہو جائیگا۔ اس حبشی نے ہاتھ لمبا کر کے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔ میں نے آسمان کی جانب نگاہ کر کے کہا اے اللہ تو آدمی اور اس کے قلبی ارادوں کے درمیان

حائل ہونے والا ہے- اپنی طاقت اور قدرت سے میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے تو سب چیزوں پر قادر ہے- قسم ہے اللہ کی میں ابھی ان کلمات کو پورا بھی نہ کر چکی تھی کہ ایک جانور منہ کھولے ہوئے دریا سے نکلا اور اس حبشی کا نوالہ کر گیا اور غوطہ لگا کر پانی کی تہہ میں چلا گیا- اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے قوت سے مجھے اس سے بچالیا- وہ ہر چیز پر قادر ہے- پھر موجیں مجھے تھپیڑے دینے لگیں حتیٰ کہ ایک جزیرہ میں پہنچادیا- میں نے جی میں کہا یہاں کی سبزی اور پانی پر گذارہ کروں گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی صورت پیدا نہ کرے وہی نجات دینے والا ہے- اس طرح چار روز مجھ پر گزر گئے- پانچویں دن دور سے ایک کشتی نظر آئی میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر ان کی طرف کپڑے سے اشارہ کیا- ان میں سے تین آدمی ایک ناؤ پر بیٹھ کر میری طرف آئے- میں ان کے ساتھ ناؤ پر سوار ہو کر کشتی میں داخل ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ جس کو حبشی نے دریا میں ڈالدیا تھا ایک شخص کے پاس ہے- یہ دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا میں نے اپنے آپ کو اس بچہ پر گرادیا اور اسے چومنے لگی اور کہا یہ میرا بچہ ہے- میرے جگر کا ٹکڑا ہے کشتی والے کہنے لگے تو دیوانی ہے تیری عقل ماری گئی ہے- میں نے کہا نہ میں دیوانی ہوں نہ میری عقل ماری گئی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے اور اپنا سارا قصہ از اول تا آخر کہہ سنایا یہ سنکر انہوں نے سر جھکالیا اور کہا اے لڑکی تونے عجیب قصہ سنایا- ہم بھی ایک قصہ سنائیں گے جس سے تجھے بھی تعجب ہو گا- ہم موافق ہوا میں چل رہے تھے کہ ایک بڑا دریائی جانور ہمارے آڑے آیا اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور یہ بچہ اس کی پشت پر تھا اور ایک منادی آواز دے رہا تھا کہ اگر اس بچہ کو لے کر نہ چلو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے- چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی اس مچھلی کی پشت پر چڑھا اور اس بچہ کو لے آیا- اسکے کشتی پر آتے ہی وہ جانور غوطہ مار کر چلا گیا ہمیں اس سے بھی اور تیرے بیان کئے ہوئے قصہ سے بھی بہت تعجب ہوا- ہم سب خدا سے عہد کرتے ہیں کہ وہ آج کے بعد ہمیں معصیت میں نہ دیکھے گا- چنانچہ ان سب نے توبہ کی- پاک ہے وہ بندوں پر لطف کرنے والا- آج کی خبر رکھنے والا- مصیبت زدہ کی مدد کرنے والا-

فرشتے نے آسمان سے اتر کر قتل کر دیا

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک تاجر تھے جو شام سے مدینہ اور مدینہ سے شام کی طرف مال لے جاتے تھے اور قافلہ کے ساتھ نہیں جاتے تھے صرف اللہ پر توکل

کرتے تھے۔ ایک بار شام سے مدینہ منورہ کی طرف مال لا رہے تھے۔ اچانک ایک گھوڑے پر سوار ان کے آڑے آیا اور تاجر پر چلا کر دوڑا۔ تاجر نے کہا یہ مال ہے تو لے جا اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا مال تو میرا ہی ہے میں تیری جان بھی چاہتا ہوں۔ تاجر نے پھر کہا میری جان لے کر تو کیا کرے گا مال لے جا اور مجھے چھوڑ دے۔ اس ڈاکو نے پھر وہی پہلی والی بات کہی۔ تاجر نے کہا اچھا اتنی دیر مجھے مہلت دے کہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں اور کچھ دعا کر لوں اس نے کہا جو جی چاہے کر لے۔ تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی۔

یا ودودد یا ودود یا ذالعرش المجید یا معید یا فعال لما یرید اسالك بنوروجهك الذی ملأ ارکان عرشك واسئلكبقدرتك التی قدرت بها علی جمیع خلقك و برحمتك التی وسعت کل شی لا اله الا انت یا مغیث اغثنی

دعا سے فارغ ہوتے ہی دیکھا کہ ایک سوار سفید گھوڑے پر چڑھے ہاتھ میں نور کی تلوار لئے آپہنچا۔ وہ ڈاکو سوار کو دیکھ کر اس پر دوڑا جب قریب پہنچا تو اس سوار نے ایک ایسا نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا پھر تاجر کے پاس آکر کہا تو اسے قتل کر۔ تاجر نے کہا تم کون ہو میں نے اب تک کسی کو قتل نہیں کیا نہ اس کے قتل سے میرا جی خوش ہوا۔ سوار نے لوٹ کر اس ڈاکو کو قتل کیا اور اس تاجر سے آکر کہا کہ میں ایک فرشتہ ہوں تیسرے آسمان میں رہتا ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازے پر کچھ سخت آواز سنی جس سے ہم نے جانا کہ کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ جب تو نے دوسری مرتبہ دعا کی تو آسمان کے دروازے زور سے کھلے کہ ان سے چنگاریاں اڑنے لگیں۔ تیسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آواز دی کہ اس مصیبت زدہ کی مدد کو کون جاتا ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس کام پر مقرر کیا جائے۔

تم جان لو کہ جو شخص مصیبت کے وقت تیری یہ دعا پڑھیگا خواہ کوئی حادثہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے بچائے گا۔ اور اس کی فریاد رسی فرمائے گا۔ وہ تاجر اس واقعہ کے بعد سلامتی کے ساتھ مدینہ طیبہ میں آیا اور بارگاہ نبوی میں آکر سارا قصہ عرض کیا اور دعا سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو اسمائے حسنیٰ کی تلقین کی جس کے وسیلہ دعا

مستجاب اور سوال مقبول ہوتا ہے

مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت علماء نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے۔

(فائدہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جو وضو کر کے چار رکعات نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی چاہے درد مند ہو یا نہ ہو

یہ حدیث امام ابن ابی الدنیا نے الہواتف صفحہ ۲۷ اور مجابی الدعوۃ ص ۲۳ میں ذکر فرمائی ہے' ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حضرت ابو معلق انصاری کے ترجمہ میں ۲۹۵/۶ پر ذکر کی ہے 'اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں ۱۷۸/۷ پر حضرت ابو معلق انصاری ہی کے ترجمہ میں ذکر کی ہے اور ان دونوں حضرات نے اس روایت کو کتاب الوظائف لابی موسیٰ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے (حاشیہ الہواتف لابن ابی الدنیا ص ۲۷)

امداد اللہ

اللہ نے ایک مجبور کی مدد کیسے کی

کوفہ میں ایک مزدور تھا جس پر لوگ اعتبار کرتے تھے اور تاجر امانتدار جان کر اسے اپنا مال حوالہ کرتے تھے۔ ایک بار وہ تنہا سفر میں چلا جب آبادی سے باہر نکلا تو اسے ایک شخص راستہ میں ملا اور پوچھا تیرا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ کہا فلاں شہر کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا اگر میں چل سکتا تو میں تیرے ہمراہ چلتا اگر تو مناسب جانے تو ایک دینار مجھ سے لے کر مجھے خچر پر سوار کرلے۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس شخص نے دینار اس کے حوالہ کیا اور خچر پر سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا تو اس سوار نے دریافت کیا کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔ مزدور نے کہا شارع عام پر چلو۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب بھی ہے اور جانور کے واسطے سبزہ زار بھی ہے۔ مزدور نے کہا میں کبھی اس راستہ پر نہیں گیا سوار نے کہا میں بارہا گیا ہوں۔ مزدور نے کہا جس طرف سے چاہو چلو تھوڑی دیر چلے تھے کہ وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل میں جا کر ختم ہو گیا جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ مزدور نے کہا میرے خیال سے یہ راستہ ختم ہو گیا۔ اس شخص نے سواری سے اتر کر کمر سے چھرا نکالا اور مزدور کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا ایسا نہ کر خچر اور سامان تو لے جا اور مجھے چھوڑ دے اس نے کہا خدا کی قسم! جب تک تجھے نہ مار ڈالونگا خچر نہ لونگا۔ پھر مزدور نے نہایت عاجزی سے رو کر کہا خدا کے لئے مجھے چھوڑ دے اور خچر اور سامان تیرا ہے تو لیجا' اس نے کہا میں بغیر مار ڈالے نہیں چھوڑں گا ہاں میں ہی پہلے مر جاؤں تو اور بات ہے'

کہا اچھا مجھے اپنے عمل کو دو رکعت نماز پر ختم کرنے کی مہلت دے۔ اس نے ہنس کر کہا جلدی کھڑا ہو اور نماز پڑھ لے ان سارے مردوں نے جنہیں تو دیکھ رہا ہے سب نے یہی کیا تھا۔ ان کی نماز نے کچھ نفع نہیں دیا اور میرے ہاتھ سے نہیں چھڑایا جلدی سے تو بھی نماز ادا کر لے۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور تکبیر کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کی زبان بکنے لگی اور اس سوچ میں رہ گیا کہ آگے کیا پڑھوں اس لٹیرے نے ڈانٹا اور کہا جلدی کر اس وقت یہ آیت زبان پر آگئی جسے الہام خداوندی کہنا چاہئے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف...
(ترجمہ) کون ہے سوائے اللہ کے جو مجبور کی دعا قبول کرے اور اسکی تکلیف دور کرے۔ یہ آیت چلا کر پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا۔ ناگاہ جنگل کے درمیان سے ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے نمودار ہوا جو سر پر ایک چمکتا ہوا خود اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے ایک لحظہ سے بھی جلد اس شخص کو آلیا اور ایک ہی نیزہ میں اسے زمین پر گرا دیا اور اس جگہ سے جہاں وہ گرا آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص سجدہ میں گرا پھر وہاں سے اٹھ کر سوار کی طرف چلا اور اس سے دریافت کیا کہ خدا کے لئے سچ بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں امن یجیب المضطر کا غلام ہوں اب تم جہاں چاہو جاؤ تمہیں کوئی خوف نہیں ہے۔

کسی کے شعر ہیں۔

(ترجمہ) جب لوگ سو جاتے ہیں تو میں امید کا لباس پہن کر اپنے مولیٰ سے ہر تکلیف کی شکایت کرتا ہوں

اور کہتا ہوں تو ہی میرا مقصود ہے ہر حادثہ میں جس پر میں دفع مصائب میں اعتماد کرتا ہوں۔

تجھ سے ایسی باتوں کی شکایت کرتا ہوں جنہیں تو جانتا ہے اور مجھے اس کی برداشت کی طاقت اور صبر نہیں ہے

اور میں نے ذلت و زاری سے ہاتھ پھیلایا ہے اور تیرے ہی آگے ہاتھ پھیلائے جانے کے لائق تو ہی ہے

اے رب ان ہاتھوں کو ناامید نہ پھیریو۔ تیرا دریائے جود ہر وارد کو سیراب کرتا ہے

اور رحمت نازل کر اوپر خلاصہ مضر محمد ﷺ کے جن کا مثل کوئی نہیں ہے۔

شہزادی کی دعوت گناہ سے بچنے والے کی شان

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھے جن کے حسن کا ہم پلہ اس زمانہ میں کوئی نہ تھا یہ پٹاریاں بیچا کرتے تھے۔ ایک دن وہ پٹاریاں لئے گھوم رہے تھے کہ ایک عورت کسی بادشاہ کے یہاں سے نکلی جب اسے دیکھا تو دوڑی ہوئی اندر گئی اور بادشاہ زادی سے کہا کہ میں نے ایک جوان کو پٹاریاں بیچتے ہوئے دروازہ پر دیکھا ہے ایسا خوبصورت آدمی کبھی نظر نہیں آیا' شہزادی نے کہا اسے بلالاؤ اس نے باہر نکل کر اس جوان سے کہا اے جوان اندر آؤ ہم بھی خریدیں گے۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر لیا۔ پھر وہ دوسرے دروازہ میں داخل ہوا۔ اسی طرح تین دروازوں میں داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر لیا۔ پھر شہزادی سینہ اور چہرہ کھولے ہوئے اس کے سامنے آئی۔ اس جوان نے کہا اپنی ضرورت کی چیز خرید لو تو میں جاؤں اس نے کہا ہم نے اسکے خریدنے کو نہیں بلایا ہے بلکہ اپنے نفس کی حاجت پوری کرنے کو بلایا ہے اس نے کہا خدا سے ڈر۔ اس نے کہا اگر تو ایسا نہیں کریگا تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو بدکاری کے ارادہ سے میرے گھر میں گھس آیا تھا۔ اس نے اسے نصیحت کی مگر وہ نہ مانی' پھر اس نے کہا میرے واسطے وضو کے لئے پانی چاہئے۔ کہنے لگی مجھ سے بہانہ نہ کر اور لونڈی سے کہا اس کے واسطے چھت پر وضو کا پانی رکھ دو جہاں سے یہ کسی طرح بھاگ نہ سکے۔ وہ چھت زمین سے چالیس گز اونچی تھی۔ جب اوپر پہنچا تو کہنے لگا "اے اللہ مجھے برے کام پر مجبور کیا جاتا ہے لیکن میں اپنے آپ کو یہاں سے گرا دینا ارتکاب گناہ سے اچھا جانتا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر چھت سے کود پڑا" اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے اس کا بازو پکڑ کر زمین پر کھڑا کر دیا اسے کچھ تکلیف نہ ہونے پائی' پھر دعا کی اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بغیر اس تجارت کے بھی روزی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس سونے کی ایک تھیلی بھیجی۔ اس نے اس میں سے جتنا اس کے کپڑے میں سمایا لے لیا۔ پھر کہا الٰہی اگر یہ میری دنیا کی روزی ہے تو اس میں مجھے برکت دے۔ اور اگر اسکے بدلے میرا اخروی ثواب کم ہو جائے گا تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آواز دی گئی کہ یہ ایک جز ہے اس صبر کا جس کو تو نے چھت پر سے گرتے وقت اختیار کیا تھا۔ کہا اے اللہ میرا اخروی ثواب گھٹانے والی چیز مجھے بالکل درکار نہیں ہے۔ چنانچہ وہ سونا اس سے پھیر لیا گیا اور شیطان سے کہا گیا کہ تو نے اسے چھت پر سے گرتے وقت کیوں نہ بہکایا۔ کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کو کیونکر بہکاتا جس

نے اللہ کے واسطے اپنی جان خرچ کر دی۔ خدا ان پر رحم کرے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق وزیر

ایک عراقی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر ابن مجاہد مقری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھتا تھا ان کے پاس ایک بوڑھا آیا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ انہوں نے اس سے اولاد کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا اے ابو بکر گزشتہ شب میری تیسری لڑکی پیدا ہوئی ہے اور بی بی نے مجھ سے ایک دانگ طلب کیا جس سے گھی اور شہد بچے کے چٹانے کے لئے منگایا جائے میرے پاس نہیں تھا رات بھر غمگین اور فکر مند رہا رات ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے شخص غم مت کر صبح ہی علی بن حسین وزیر کے پاس جا اور میری طرف سے سلام کہہ اور اسے یہ علامت بتا دے کہ اس نے میرے مزار کے پاس چار ہزار مرتبہ درود بھیجا ہے تجھے وہ ایک سو دینار سونا دیگا۔ ابو بکر نے کہا اے عبداللہ اس میں بڑا فائدہ ہے چنانچہ سبق موقوف کر کے اس کا ہاتھ پکڑ کے وزیر کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب وزیر نے ابو بکر کے ہمراہ ایک نیا آدمی دیکھا تو دریافت کیا کہ اے ابو بکر یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ قریب بلا کر اس سے دریافت کریں اور اسکی بات سنیں۔ وزیر نے قریب بلا کر پوچھا کہ اے شیخ تیرا کیا کام ہے۔ اس نے کہا میرے دو لڑکیاں تھیں یہ ابو بکر جانتے ہیں کل شب تیسری پیدا ہوئی میری بیوی نے ایک دانگ طلب کیا کہ اس کا گھی اور شہد منگا کر بچے کو چٹایا جائے میرے پاس دانگ نہیں تھا رات کو میں غمگین سویا خواب میں میں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا اور حضور نے مجھ سے یہ فرمایا اور پھر سارا قصہ کہہ سنایا۔ یہ سنتے ہی علی بن عیسیٰ وزیر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا اللہ اور رسول نے سچ فرمایا اور تو نے بھی سچ کہا میرا یہ فعل اللہ اور رسول کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا تو نیک آدمی ہے پھر غلام سے کہا کہ تھیلی لے آؤ غلام نے تھیلی لا کر سامنے رکھ دی کہا اس میں سے تین سو دینار نکال۔ پھر کہا ایک سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور یہ ایک سو بشارت کا صلہ ہے اور ایک سو ہدیہ ہے چنانچہ وہ شخص وہاں سے تین سو دینار لے کر چلا اور اس کا رنج و غم زائل ہو گیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ جس طرح اس شخص کو اللہ کی رحمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خیر و برکت حاصل ہوئی اسی طرح اس وزیر کو بھی بہت کچھ ملا چنانچہ وزارت کے عالی مرتبہ اور سیاست و جبروت کو

چھوڑ کر مکہ مکرمہ کا مجاور بن گیا- حضور ﷺ نے اس کا ذکر اسی لئے کیا کیونکہ آپ کو اللہ کی طرف سے ان کی انتہائی حالت معلوم ہو چکی تھی- اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک بار یہ علی بن عیسیٰ فوج کثیر کے ساتھ سوار ہوئے راستہ میں غرباء ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے- ایک عورت راستہ میں کھڑی تھی اس نے کہا کہاں تک دریافت کرو گے یہ ایک بندہ ہے جو اللہ کی نظر سے گر گیا ہے اور اللہ نے اسے ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے- یہ سنتے ہی گھر لوٹے اور وزارت سے استعفاء دیکر مکہ مکرمہ کے مجاور ہو گئے- رحمتہ اللہ علیہ-

مؤمن کے پانچ لباس
توحید کے اسرار

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو لیلتہ القدر ستائیسویں رمضان شب جمعہ کو خواب میں دیکھا فرمایا "اے علی اپنے کپڑے میل سے پاک کر ہر لحظہ تجھے اللہ کی جانب سے حصہ ملتا رہے گا"- میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کون سے کپڑے؟ فرمایا اللہ نے تجھے پانچ کپڑے عطا فرمائے ہیں- ایک خلعت معرفت' ایک خلعت محبت' ایک خلعت توحید' ایک خلعت ایمان' ایک خلعت اسلام- پس جو اللہ سے محبت رکھے اس کے نزدیک ساری چیزیں حقیر ہو جاتی ہیں' اور جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے کل چیزیں اس کی نظر میں چھوٹی نظر آتی ہیں' اور جو اللہ کی توحید رکھتا ہے وہ کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا' اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ ہر شے سے مامون اور بے خوف ہوتا ہے' اور جو اسلام لاتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا اگر کبھی ہو جائے تو فوراً عذر خواہی کرتا ہے جب معذرت چاہے تو اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے-

حضرت ابوالحسن فرماتے ہیں اس وقت مجھے آیت وثیابک فطھر کی تفسیر معلوم ہوئی- انتھی کلامہ-

مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے ساری چیزیں اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محب محبوب کے آگے اپنے آپ کو ذلیل جانتا ہے اور اس کی طرف سے جو کچھ شدت اور مشکل پیش آتی ہے وہ محبوب کی رضامندی کے آگے بالکل حقیر ہوتی ہے اور وہ عالم میں سارا ظہور اسی محبوب

حقیقی کا جانتا ہے اور محبوب کا ہر فعل محبوب ہوتا ہے

اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے ہر چیز اس کے سامنے چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عارف باللہ اس کے جلال و عظمت و کبریائی اور قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس سے تمام مخلوقات سے اس کی نظر میں وقعت و عظمت جاتی رہتی ہے لیکن باوجود اس کے اللہ کے برگزیدہ انبیاء و رسل اور ملائکہ کے احترام و تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتے اور ان کی عظمت ان کی قدر کے موافق کرتے ہیں مگر اس عظمت کو اللہ کی عظمت کے آگے کچھ نسبت نہیں ہوتی اور آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو اللہ کی توحید کرتا ہے وہ شرک نہیں کرتا۔ کیونکہ شرک توحید کے منافی ہے۔ یہاں شرک سے مراد شرک خفی ہے جسے صرف عارف ہی جانتے ہیں اور اس سے بچتے ہیں تاکہ انکی خاص توحید حقیقی میں کوئی نقصان نہ پیدا ہو جائے۔ اور شرک جلی کو تو خاص و عام سب جانتے ہیں اور یہ شرک جلی دونوں توحیدوں میں مضر ہے اور مجموعی طور پر جو چیز صرف توحید خاص کو ضرر پہنچاتی ہے وہ غیر اللہ کی محبت ہے۔ جو غیر ہی کے سبب سے ہو جیسے نفس کی مباح محبوبات و شہوات جب ان سے اللہ کی عبادت کی قوت مطلوب نہ ہو' اگر غیر اللہ کی محبت اللہ کے لئے ہو تو یہ دونوں توحیدوں کے لئے مضر نہیں اور نفس کے بعض اعمال میں اغراض چھپی ہوتی ہیں انہیں اللہ والے ہی جانتے ہیں اور وہی ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو اہل مقامات واہل احوال ہیں یہ بھی ان کے نزدیک شرک خفی ہے۔ یہیں سے کسی نے کہا ہے جو جنت کی طمع اور دوزخ کے خوف سے اللہ کی عبادت کرے تو اس نے بھی اللہ سے شرک کیا بلکہ عبادت اس وجہ سے کرنا چاہئے کہ وہی معبود بننے کے قابل ہے اگرچہ دوزخ و جنت کچھ بھی نہ ہوں۔ اسی طرح لوگوں کے پاس مرتبہ پیدا کرنا اور ان سے ڈرنا یا ان سے نفع کی امید رکھنا یا ضرر کا اعتقاد رکھنا اور مصیبتوں میں ان سے مدد مانگنا یہ سب ان کے نزدیک شرک ہے۔ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کا بیان طویل ہے اور بعض خواہشات نفس جو ظاہر شریعت میں مباح اور مستحب ہیں لیکن جب عارف انہیں بغیر نیت صالح کے استعمال کرتا ہے تو اپنے مرتبے سے گر جاتا ہے

چنانچہ شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ کو ایک فقیر نے خواب میں پہاڑ پر دیکھا پھر پہاڑ کے نیچے دیکھا۔ اس نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا ٹھہر جا جب تیسری بار خواب دیکھے تو مجھ سے کہنا میں سب کی تعبیر اکٹھی بتادوں گا۔ ایک سال کے بعد

اس نے پھر شیخ کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا جہاں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اس نے شیخ سے بیان کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میرا اللہ کے نزدیک ایک مرتبہ تھا۔ ایک شب میں نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور میری نیت اللہ واسطے کی نہ تھی بلکہ صرف شہوت تھی اس وجہ سے اس رتبہ سے گر گیا جیسا کہ تو نے دیکھا۔ پھر ایک سال تک محنت و مشقت کر کے میں اپنے قدیم مقام پر پہنچ گیا جیسا کہ تو نے دیکھا۔ خدا ان سے اور سارے اولیاء سے راضی ہو اور ہمیں بھی ان کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین

آپ نے یہ جو فرمایا کہ جو اللہ پر ایمان لاتا ہے ہر چیز سے بے خوف ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان سے ایمان کامل مراد ہے اور جب ایمان کامل حاصل ہوتا ہے تو اسے توکل کامل حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے قلب پر اللہ کا خوف غالب ہو جاتا ہے اور اس کی ہیبت و جلال و عظمت و کبریائی اور قدرت و قہر و سطوت قلب پر غالب ہو جاتی ہے۔ پھر وہ ولی عالم وجود میں اللہ واحد صاحب الاسماء الحسنیٰ والصفات العلیٰ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ عطا کرنے والا جانتا ہے' نہ روکنے والا' نہ نفع دینے والا' نہ ضرر پہنچانے والا' نہ بلند رتبہ دینے والا' نہ پستی میں گرانے والا' نہ جدائی ڈالنے والا' نہ ملانے والا۔ وہ اسی سبب سے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور کسی سے امید بھی نہیں رکھتا سوائے خدا کے کیونکہ سارا وجود اس کے قبضہ میں ہے۔ بلا اسکے ارادہ کے کوئی متحرک حرکت نہیں کر سکتا اور ہر خیر و شر اور نفع و ضرر اسی کی قضاء و قدر سے ہے پس مخلوقات کی حرکات و سکنات اور ارادات جہاں بھی ہوں اور جسوقت ہوں اسی رب السموات والارض کی قضا سے ہیں۔ اس بات کو علمائے ظاہر عقلی و نقلی دلائل قاطعہ کے ذریعہ سے جانتے ہیں اور اہل باطن یقینی دلائل قاطعہ کے ذریعہ سے جو کہ مشاہدات و مکاشفات سے حاصل ہوتے ہیں پہچانتے ہیں جب یہ مشاہدہ کر چکے کہ کل کام اسی کی طرف سے ہے تو نہ غیر سے ڈرتے ہیں نہ غیر سے امید رکھتے ہیں بلکہ اللہ سے امید رکھتے ہیں اور بس

اور آپ ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ جو اللہ کے واسطے اسلام لاتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو عذر خواہی کرتا ہے اور جب عذر کرتا ہے تو عذر مقبول ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حقیقی اسلام لاتا ہے وہ اپنے نفس کو اللہ کے امر کے تابع کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو سپرد کر دیتا ہے اور اس کی عبادت کا تابع ہو جاتا ہے پھر اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ کیونکہ نافرمانی طاعت کے منافی ہے اور یقین کے بھی منافی ہے اگر کبھی

شیطان اسے بہکالیتا ہے کسی گناہ میں جو اس کی تقدیر میں ہونے والا ہوتا ہے اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے عذر خواہی کرتا ہے جب وہ سچی توبہ کے ساتھ عذر خواہی کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ اپنے فضل سے قبول کرتے ہیں اور عذر اس کا اپنے کرم سے مقبول فرماتے ہیں اور اس پر مغفرت کی بارش برساتے ہیں۔ اے اللہ صاحب جود و احسان اے صاحب فضل عظیم حضرت محمد ﷺ پر افضل رحمت اور سلام نازل فرما۔ اور ہمیں ان افعال سے موصوف فرما جیسا تو نے ہمیں اقوال سے موصوف فرمایا ہے اور ہمیں حسن ادب اور نیک اعمال کی توفیق عطا کر اور ہم پر پوری مغفرت اور کامل توبہ نازل کر اور اپنا فضل روشن عطا فرما تو ہی تواب اور رحیم ہے۔ برحمتک یاارحم الراحمین۔

حرام سے بچنے والے کے لئے اللہ کی مدد

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار یہ عزم کر لیا کہ حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ میں صحراؤں میں گھوما کرتا تھا وہاں میں نے ایک انجیر کا درخت دیکھا اور اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اس سے کچھ کھاؤں اس درخت نے پکار کر مجھ سے کہا تو اپنا عہد قائم رکھ اور مجھے مت کھا کیونکہ میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں۔

حضرت معروف کرخیؒ کی دعا کی شان

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا محمد غائب ہو گیا اور ہمیں اس پر بہت رنج ہوا۔ میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر عرض کیا اے ابو محفوظ میرا بیٹا غائب ہو گیا ہے اور اس کی ماں سخت پریشان ہے فرمایا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ اسے ہمارے پاس پہنچا دے کہا اے اللہ آسمان بھی تیرا ہے زمین بھی تیری ہے اور ان کے درمیان کی چیزیں بھی تیری ہیں تو محمد کو پہنچا دے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں وہاں سے باب الشام کی طرف گیا تو وہ کھڑا ہوا تھا میں نے کہا اے محمد اس نے کہا ابا جان میں ابھی انبار میں تھا۔

مئولف فرماتے ہیں حضرت معروف کرخی مقبولیت دعا میں مشہور تھے۔

دعا سے بیڑیاں کھل گئیں

روایت ہے کہ ایک عورت کسی بزرگ کے پاس گئی اور کہا میرے لڑکے کو رومیوں نے گرفتار کر لیا ہے، میرے پاس ایک جھونپڑے کے سوا کچھ نہیں ہے میں اسے بیچ نہیں سکتی اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر آپ کسی سے کہہ دیتے تو وہ فدیہ ادا کر کے اسے چھڑا دیتا۔ کیونکہ مجھے نہ رات سوجھتی ہے نہ دن، نہ قرار ہے نہ نیند انہوں نے کہا اچھا تم جاؤ میں اس کے متعلق سوچوں گا اور زمین کی طرف نظر کر کے لب مبارک کو حرکت دی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہ عورت بیٹے کو لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دعائیں دینے لگی اور کہا کہ میرا بیٹا سلامتی سے آگیا اور اس کا ایک عجیب قصہ پیش آیا جس کو وہ خود آپ سے بیان کرے گا۔ اس نے کہا کہ میں بادشاہ روم کے پاس بہت سے قیدیوں کے ہمراہ تھا۔ بادشاہ کا ایک مقرب آدمی تھا جو ہم سے خدمت لیتا تھا ہر روز ہمیں جنگل میں لے جاتا تھا۔ اور ہم سے کام لیتا تھا۔ شام کو واپس لوٹا لاتا تھا اور بیڑیاں پڑی ہوتی تھیں ایکدن میں ایک محافظ کے ساتھ لوٹ کر آرہا تھا ناگاہ بیڑی میرے پاؤں سے کھل کر گر پڑی اور دن اور گھڑی بھی بتلائی تو وہی وقت تھا جب شیخ نے دعا کی تھی۔ میرا محافظ مجھ پر چلایا اور کہا تو نے بیڑیاں کھول لیں۔ میں نے کہا وہ اپنے آپ کھل گئیں۔ اس نے افسر سے کہا اور اسی وقت لوہار کو بلا کر اس سے سخت بیڑیاں پہنائیں چند قدم چلا تھا کہ وہ بھی کھل کر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی انہوں نے اپنے ایک راہب کو بلایا۔ راہب نے مجھ سے دریافت کیا کیا تیری ماں ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اسی کی دعاء مقبول ہوئی ہے۔ اور کہا تجھے اللہ نے آزاد کر دیا ہے ہم قید نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک آدمی میرے ساتھ کر کے مجھے مسلمانوں کی سرحد تک پہنچا دیا۔

بدکار کا عبرتناک انجام

حکایت ہے کہ طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ شہر کی دوشیزہ لڑکیوں کو خراب کرتا تھا۔ ایک بار ایک بڑھیا شیخ ابو سعیدؒ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی اے شیخ میری فریاد رسی کرو۔ میری ایک خوبصورت کنواری لڑکی ہے بادشاہ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ وہ میرے یہاں آئیگا اور اس لڑکی کو خراب کرے گا۔ میں تمہارے پاس دوڑتی آئی ہوں۔ شاید تمہاری دعا سے اس کے شر سے ہم محفوظ رہیں۔ شیخ نے ایک گھڑی کے لئے سر جھکا

لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ اے بڑھیا زندوں میں تو کوئی مستجاب الدعوات رہا نہیں ہے تو مسلمانوں کے قبرستان میں جا وہاں تجھے ایسا آدمی ملے گا جو تیری حاجت روائی کرے گا۔ وہ بڑھیا قبرستان میں گئی وہاں پر ایک خوبصورت جوان خوش پوشاک ملے جن سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دے کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ تو شیخ ابو سعید کے پاس پھر جا اور کہہ کہ تیرے لئے وہ دعا کریں ان کی دعا مقبول ہوگی۔ اس نے کہا مجھے زندے مردوں کے پاس بھیجتے ہیں اور مردے زندوں کے پاس' میری فریاد رسی کوئی نہیں کرتا اب کس کے پاس جاؤں؟ انہوں نے کہا تو ان کے پاس لوٹ جا ان کی دعا سے تیرا مقصد حل ہو جائے گا۔ اس نے لوٹ کر سارا قصہ ابو سعید سے کہہ سنایا آپ نے فکر میں سر جھکا لیا حتیٰ کہ پسینہ پسینہ ہو گئے۔ پھر ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑے۔ فوراً" شہر میں غل مچ گیا کہ بادشاہ فلاں بڑھیا کے گھر جا رہا تھا تاکہ اس کی لڑکی کو خراب کرے ناگہاں اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور بادشاہ اس پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اللہ نے شیخ کی دعا سے یہ بلا لوگوں سے دور کی۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے قبروں کا کیوں حوالہ دیا اور پہلے سے آپ نے خود اس کی حاجت پوری کیوں نہ کر دی؟ فرمایا مجھے مکروہ معلوم ہوا کہ میری بد دعا سے اس کا قتل ہو۔ میں نے اس وجہ سے بھائی خضر علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے واپس میرے پاس بھیج دیا کہ ایسے پلید کے خلاف بد دعا کرنا جائز ہے۔

دریا پر چلنے والے بزرگ

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ہم شیخ ابو سعید خراز کے ہمراہ دریائے صیدی کے کنارے جا رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو دور سے دیکھا اور ہم سے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ کوئی ولی اللہ معلوم ہوتے ہیں۔ اتنے میں ایک خوبصورت جوان آ پہنچا جس کے ہاتھ میں لوٹا اور دوات تھی اور کندھے پر گدڑی پڑی ہوئی تھی۔ ابو سعید نے ان کے ہاتھ میں دوات دیکھ کر نظر انکار سے ان کی طرف دیکھا پھر کہا اے جوان اللہ کی جانب راستہ کیسے ملتا ہے۔ اس نے کہا "اے ابو سعید جان لو اللہ کی طرف دو راستے ہیں ایک خاص' ایک عام۔ عام وہ ہے جس پر تم اور تمہارے ساتھی ہیں اور خاص راستہ یہ ہے چلو" یہ کہہ کر وہ پانی پر ہو لیا حتیٰ کہ

ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابو سعید حیران رہ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کو کیسی کرامت عطا فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصالحین۔

آدھا ستون سونے کا اور آدھا چاندی کا

ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد شونیزیہ میں آیا تو وہاں فقراء کو باہم کرامات میں گفتگو کرتے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں کہ اگر وہ اس ستون کو کہے کہ آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو جائے تو ہو جائے گا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ جب میں نے ستون کی طرف دیکھا تو وہ آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو گیا تھا۔

تخت گھومنے لگا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا وہاں ذکر آیا کہ تمام اشیاء اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ ایک اطاعت یہ بھی ہے کہ اس تخت کو کہا جائے کہ مکان کے چاروں گوشوں میں گھومے اور پھر اپنی جگہ پر آ جائے تو تخت حکم بجالائے۔ اسی وقت وہ تخت مکان کے چاروں گوشوں میں گھوما اور پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ اسوقت وہاں ایک جوان بیٹھا ہوا تھا اس نے رونا شروع کیا اور اتنا رویا کہ اسی میں مر گیا۔

پہاڑ کانپنے لگا

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ منیٰ کے پہاڑ پر تھے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی ولی اللہ اس پہاڑ کو کہیں کہ حرکت کر تو حرکت کرنے لگے تو وہ پہاڑ اسی وقت حرکت کرنے لگا۔ آپ نے پہاڑ سے کہا کہ ساکن ہو جا میری یہ غرض نہ تھی۔ میں نے ایک مثال بیان کی تھی پھر وہ پہاڑ ساکن ہو گیا۔

کشف ہو گیا

ایک دن فقراء نے شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ہمارا گوشت کھانے کو دل چاہتا

ہے۔ آپ نے فرمایا فلاں روز تک صبر کرو وہ بازار کا دن تھا جس میں قافلے آتے تھے۔ جب وہ روز آیا تو خبر پہنچی کہ ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا۔ چنانچہ بعض لٹیرے کچھ اناج لے آئے اور کچھ لوگ ایک بیل لے آئے۔ حضرت نے ان فقراء سے کہا کہ بیل اور اناج اپنے خرچ میں لے آؤ۔ جب اس کے کھانے کا وقت آیا تو جو فقہاء تھے وہ الگ ہو گئے فقراء نے انہیں بلایا تو انہوں نے انکار کیا۔ شیخ نے فقراء سے فرمایا تم کھاؤ فقہاء حرام نہیں کھاتے جب یہ فارغ ہو چکے تو ایک شخص شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں نے فقراء کے لئے اس قدر اناج کی نذر مانی تھی اور قافلہ کے ساتھ لا رہا تھا کہ راہ میں لٹ گیا اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک بیل فقراء کے لئے لا رہا تھا وہ چھن گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں کی چیز فقراء کو پہنچ گئی۔ یہ سنکر فقہاء ندامت سے ہاتھ ملتے رہ گئے کہ ہم نے فقراء کے ساتھ موافقت کیوں نہ کی۔

گناہگار عورت نے توبہ کرلی

حضرت شیخ کبیر عارف ربانی مربی عیسیٰ ہتار یمنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن ایک رنڈی پر گزر ہوا آپ نے فرمایا ہم عشاء کے بعد تیرے پاس آئیں گے وہ سن کر بہت خوش ہوئی اور خوب بناؤ سنگار کر کے شیخ کے انتظار میں بیٹھ گئی جن لوگوں نے یہ سنا بہت حیران ہوئے عشاء کے بعد حسب وعدہ آپ اس کے یہاں تشریف لائے اور اس کے مکان میں دو رکعت نماز ادا کر کے نکل کھڑے ہوئے۔ اس رنڈی نے کہا آپ تو جا رہے ہیں فرمایا میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ چنانچہ اسی وقت اس رنڈی کی حالت بدل گئی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنا کل مال و اسباب چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کا ایک فقیر سے نکاح کر دیا اور فرمایا ولیمہ میں صرف روٹیاں پکواؤ سالن کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے حسب الارشاد روٹی پکوا کر شیخ کے پاس حاضر کی، اس رنڈی کا یار ایک امیر شخص تھا اس سے کسی نے جا کر کہا کہ فلاں رنڈی نے توبہ کرلی اس نے کہا کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا واللہ اس نے توبہ کرلی اور اس کا ایک کے ساتھ نکاح بھی ہو گیا اور اس کا اسوقت ولیمہ بھی ہے۔ جس میں صرف روٹیاں ہیں سالن نہیں ہے اس امیر نے دو شراب کی بوتلیں اس کے حوالہ کیں اور کہا تو جا کر شیخ کو میرا سلام کہہ اور اس کے بعد یہ کہہ کہ میں نے یہ واقعہ سنا جس سے بہت خوشی ہوئی اور معلوم ہوا ہے کہ ولیمہ میں سالن کا انتظام نہیں ہے اس وجہ سے میں یہ روانہ کرتا ہوں

اس کا سالن بنالو- اس کا مقصد فقراء سے مذاق اور شرمندہ کرنا تھا- وہ قاصد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا تو نے بہت دیر لگا دی پھر ان میں سے ایک بوتل لے کر خوب ہلائی اور پیالہ میں ڈالدی پھر دوسری بوتل کا بھی ایسا ہی کیا- پھر اس شخص سے کہا تو بھی بیٹھ کر کھالے- وہ قاصد یہی کہتا ہے کہ میں نے بھی بیٹھ کر کھایا تو وہ ایسا عمدہ گھی بن گیا تھا کہ میں نے کبھی ویسا نہ کھایا تھا اور سارا قصہ اس نے جا کر اس امیر کو سنایا- اس امیر نے آکر سارا قصہ دیکھا اور حیران ہو گیا یہ دیکھ کر اس نے بھی حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل فرمانے والے ہیں-

بیس سال عبادت بیس سال گناہ

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بیس سال تک حق تعالیٰ کی عبادت کی اس میں ایک لحظہ بھی گناہ کا مرتکب نہ ہوا- پھر بیس سال تک اللہ کی نافرمانی کی اس میں ایک لحظہ بھی اطاعت نہ کی' ایک دن اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو سفید بال نظر آئے کہنے لگا بڑھاپا اور عیب پیدا ہو گیا افسوس! قسم ہے تیری عزت کی آئندہ گناہ نہیں کرونگا پھر اسی وقت توبہ کے لئے طہارت کی- جب رات ہوئی کہنے لگا الٰہی میں نے بیس سال عبادت کی اور بیس سال نافرمانی کی اب مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر میں تیری جانب پھر رجوع کروں تو تو مجھے قبول کرلے گا؟ اس گھر کے ایک جانب سے آواز سنائی دی ہاں ہم تجھے قبول کرلیں گے تو نے اطاعت کی ہم نے تیرے مقاصد پورے کئے' اور نافرمانی کی تو ہم نے بھی ڈھیل دیدی اب اگر رجوع کرے گا تو قبول کرلیں گے

موت قابل مبارک باد

عبداللہ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی سکرات کی حالت تھی- آپ نے میری طرف دیکھا تو میں رو رہا تھا- فرمایا اے ابو محمد کیوں رو رہا ہے؟ میں نے کہا آپ کی حالت دیکھ کر- فرمایا مت رو میں نے اللہ کے ساتھ ایک حساب لگایا ہے کہ بیس سال تک میں اللہ کا طالب رہا- جب اسے پالیا تو بیس سال تک حق تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی اور پھر بیس سال تک مجھے رلایا- اس کے بعد بیس سال تک شوق میں رکھا پھر بیس سال تک مقام فنا میں رکھا- اب مجھے امید ہے کہ مجھے مرتبہ بقاء باللہ حاصل ہو گا کہ اسے دیکھوں گا اسی کے لئے اسی کی مدد سے اسی کے

ساتھ رہوں گا۔ اے ابو محمد اس وقت تو مبارک باد دینی چاہیے۔

حضرت عیسیٰؑ کی شادی

ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام میں سفر کر رہے تھے ناگاہ انہیں بارش اور بجلی نے گھیر لیا آپ نے اس سے بچنے کے لئے جگہ تلاش کی دور سے آپ کو ایک خیمہ نظر آیا جب اس کے قریب پہنچے تو اس میں ایک عورت تھی اسے دیکھ کر راستہ سے پھر گئے تو انہیں ایک پہاڑ میں غار نظر آیا جب اس کے قریب پہنچے تو وہاں ایک شیر تھا آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا اور کہنے لگے۔ الٰہی ہر شئے کے لئے تو نے پناہ کی جگہ بنائی ہے کیا میرے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے؟ حق تعالیٰ نے جواب دیا میں نے تیری جگہ اپنے پاس مستقر رحمت میں بنائی ہے میں قیامت میں تیری سو حوروں کے ساتھ شادی کروں گا۔ جنہیں میں نے اپنے ہی ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور تمہاری شادی کا کھانا چار ہزار برس تک کھلاؤں گا جن کا ایک دن دنیا کی ساری عمر کے برابر ہوگا اور ایک منادی کو حکم دوں گا جو ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا سے پرہیز کرتے تھے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بیاہ میں شریک ہو جائیں۔

علم الیقین کیا ہے

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک راہب کے عبادت خانہ پر گزر ہوا میں نے ساتھیوں سے کہا ٹھہر جاؤ پھر میں نے اس سے باتیں کیں اور کہا اے راہب علم الیقین کیا ہے؟ اس نے عبادت خانہ کا پردہ اٹھایا اور کہا اے عبدالواحد! اگر تو علم الیقین حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے اور دنیا کی خواہشات کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کر دے پھر پردہ چھوڑ کر بیٹھ گیا۔

اللہ سے کس چیز نے بہکا رکھا ہے

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چین میں ایک راہب کے عبادت خانہ پر سے گزرا میں نے پکارا اے راہب اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ پھر پکارا۔ پھر بھی اس نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ میں میری طرف جھانک کر دیکھا اور کہنے لگا اے شخص میں راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو جو آسمانوں پر ہے

اور اسکی کبریائی کی تعظیم کرتا ہو اور اس کی بلاؤں پر صبر کرتا ہو اور اس کی قضا پر راضی ہو اور اس کی بخششوں پر تعریف کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرے' اس کی عظمت کے آگے تواضع کرے' اس کی عزت کے سامنے ذلت اختیار کرے۔ اس کی قدرت کو تسلیم کرے اس کی ہیبت کے آگے سر جھکائے اور اس کے حساب و عذاب میں فکر کرتا رہے' اپنا دن روزہ میں اور شب قیام میں گزارے' اسے دوزخ کے اور سوال و جواب کے ذکر نے بیدار کر رکھا ہو۔ اور میں تو ایک پھاڑ کھانے والا کتا ہوں جس نے اپنے آپ کو اس عبادت خانہ میں قید کر رکھا ہے تاکہ کسی کو اپنی زبان سے نہ پھاڑ کھاؤں۔ میں نے سوال کیا کہ اے راہب کس چیز نے مخلوق کو اللہ سے بھکا رکھا ہے؟ کہا اے بھائی اللہ کی معرفت کے بعد جس نے اس سے لوگوں کو بھکایا ہے وہ حب دنیا ہے اور زینت دنیا ہے کیونکہ وہی گناہ اور نافرمانی کی جڑ ہے۔ عاقل وہ ہے جو اس کو دل سے نکال دور کرے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور میں توبہ کرے اور اللہ سے قریب کرنے والی اشیاء کی طرف متوجہ ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ کا معجزہ اور عبرت

ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور کہنے لگا یا نبی اللہ میں آپ کے ہمراہ چلوں گا چنانچہ یہ دونوں چل کر ایک نہر کے کنارے پہنچے اور ناشتہ کرنے بیٹھے ان کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دونوں نے دو روٹیاں کھائیں ایک باقی رہی۔ پھر آپ نے نہر میں اتر کر پانی نوش فرمایا۔ جب لوٹ کر آئے تو وہ روٹی نہ پائی۔ تو اس شخص سے دریافت فرمایا کہ روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں چنانچہ آپ چل پڑے اور وہ شخص بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں ایک ہرنی نظر آئی اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ آپ نے انہیں بلایا جب آ گئے تو ایک کو ذبح کر کے بھنوا کر تناول فرمایا اور اس شخص کو بھی کھلایا اس کے بعد فرمایا خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ذبح کیا ہوا بچہ فوراً" کھڑا ہو گیا' پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا میں اس خدا کو جس نے تجھے یہ معجزہ دکھلایا گواہ بنا کر پوچھتا ہوں سچ بتاؤ وہ روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہاں سے چل کر دونوں ایک ریگستان میں پہنچے وہاں سے آپ نے بہت سا ریت جمع کر کے فرمایا سونا بن جا اللہ کے حکم سے وہ فوراً" سونا بن گیا آپ نے اس کے تین حصے کئے پھر آپ نے فرمایا ایک میرا ایک

تیرا ایک اس کا جس نے روٹی چرائی ہے' اس نے کہا روٹی چرانے والا میں ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ سب تیرا ہے اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ شخص سونے کو لے جانے کی فکر کر رہا تھا کہ دو آدمی آ گئے انہوں نے اس سے مقابلہ کرنا چاہا۔ آخر فیصلہ اس پر ہوا کہ تینوں برابر تقسیم کرلیں پھر اس نے کہا کہ ایک شخص گاؤں میں جا کر ہمارے لئے کھانا خرید لائے چنانچہ ایک شخص کھانا خریدنے گیا راستہ میں اس نے سوچا کہ میں ان کو حصہ دار کیوں بناؤں اس کھانے میں زہر ملا کر انہیں کیوں نہ کھلا دوں اور سارے سونے پر میں خود ہی قابض ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اسے ہم حصہ دار کیوں بنائیں بلکہ جب وہ آئے تو اسے مار ڈالیں اور مال کو ہم دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں چنانچہ جب وہ شخص کھانا لے کر پہنچا تو ان دونوں نے مل کر اسے مار ڈالا پھر وہ کھانا کھایا اور زہر کی وجہ سے وہ دونوں بھی مر گئے اور مال اسی ریگستان میں پڑا رہا اور تین آدمی بھی مردہ پڑے رہے۔ دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا آپ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا یہ دنیا ہے اس سے ڈرتے رہو۔

دنیا سنگھار کر کے بڑھیا کی شکل میں

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بناؤ سنگار کئے ہوئے بڑھیا کی شکل میں دنیا ظاہر ہوئی اس پر ہر طرح کی زینت تھی' پوچھا تو نے کتنے نکاح کئے؟ کہنے لگی شمار نہیں۔ پھر فرمایا کیا سب تیرے سامنے مر گئے یا سب نے تجھے طلاق دی؟ اس نے کہا سب کو میں نے ہی قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا تیرے بقیہ خاوندوں پر تف ہے کہ وہ ان مرے ہوؤں سے عبرت نہیں حاصل کرتے تو کس طرح سے انہیں ایک ایک کر کے قتل کرتی ہے اور پھر بھی وہ تجھ سے خوف نہیں کھاتے۔

خطرناک خواب کے ذریعہ ہدایت وولایت

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن گاؤں کے ارادہ سے چلا راستہ میں ایک کمسن نوجوان ملا جس کا جسم نہایت لاغر گرد آلود تھا اور بال بکھرے ہوئے' پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور صحرا میں بیٹھے ہوئے دو قبروں کے درمیان کی خاک میں اپنے رخسار مل رہا تھا اور گھڑی گھڑی آسمان کی جانب دیکھتا بھی جاتا تھا اور اپنے ہونٹ بھی ہلاتا جاتا تھا اس کے آنسو رخساروں پر جاری تھے اور ذکر و استغفار اور دعا میں ایسا مشغول تھا کہ

اور کوئی مشغلہ اس کو تسبیح و تقدیس اور تحمید و تمجید و تعظیم سے باز نہیں رکھتا تھا جب میں نے اس جوان کو اس حالت پر دیکھا تو میرا دل اس کی طرف مائل ہوا اور اسکی ملاقات پر خوش ہوا۔ میں اپنا راستہ چھوڑ کر اس کی طرف گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے بھاگا کہ شاید میں اسے پکڑ لوں لیکن نہ ہو سکا۔ میں نے کہا اے ولی اللہ! مجھ پر مہربانی کرو۔ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی ہرگز نہ کرونگا' میں نے کہا خدا کے لئے ٹھہر جاؤ اس نے انگلی سے اشارہ کیا نہیں اور زبان سے اللہ کہا' میں نے کہا اگر تیری بات سچی ہے تو اپنی سچائی جو اللہ کے ساتھ ہے دکھا دے؟ تو فوراً" ہی اس نے چلا چلا کر اللہ اللہ اللہ کہا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے قریب جا کر اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا۔ میں متفکر ہوا اور اس کے حال اور صدق سے متعجب ہوا اور جی میں کہا یختص برحمتہ من یشاء اللہ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرے پھر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے ہوئے اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی نیت سے عرب کے ایک قبیلہ کی طرف گیا جب میں وہاں سے لوٹا تو وہ میری نظر سے غائب ہو گیا تھا۔ میں نے اسے بہت ڈھونڈا لیکن کچھ پتہ نہ ملا میں نے دل میں کہا کہ یہ جوان مجھ سے غائب ہو گیا مجھ سے پہلے اس کا سامان کرنے والا کون آ گیا جو اسے اٹھا کر لے گیا ہے اتنے میں ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا اے شبلی! تو اس جوان کی فکر سے بچ گیا اس کا کام فرشتوں نے کیا تو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہ اور صدقہ زیادہ کیا کر کیونکہ یہ جوان بھی اس رتبہ پر ایک دن کے صدقہ سے پہنچا ہے جو ساری عمر میں ایک بار کیا تھا۔ میں نے کہا میں خدا کے لئے تجھ سے سوال کرتا ہوں وہ کونسا صدقہ تھا۔ اس نے کہا اے شبلی یہ شخص اپنی ابتدائی عمر میں نافرمان گنہگار فاسق زانی تھا اللہ کی جانب سے اسے ایک خواب نظر آیا جس سے وہ گھبرایا اور پریشان ہوا وہ خواب یہ تھا کہ اس کی پیشاب گاہ سانپ بن گیا اور اس کے منہ کے گرد گھیرا لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر اس سانپ کے منہ سے شعلے نکل کر اس کے منہ میں جانے لگے اور وہ شخص جل کر کوئلہ ہو گیا۔ یہ خواب دیکھ کر گھبرایا ہوا خوفزدہ اٹھا اور سب تعلقات چھوڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو گیا اسے تعلقات منقطع کئے ہوئے آج بارہ سال ہوئے اور وہ اسی طرح تضرع و زاری اور خوف و خشوع میں مصروف تھا۔ کل ایک سائل نے اس کے پاس آکر ایک دن کی خوراک کا سوال کیا اس نے اپنے کپڑے اسے تار دیئے وہ سائل بہت خوش

ہوا اور ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعاء مغفرت کی۔ حق تعالیٰ نے اس صدقہ کی برکت سے جس سے فقیر کا دل خوش ہوا اس کی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو سائل صدقہ سے خوش ہو کر دعا کرے اسے غنیمت جانو۔

جیسا عمل ویسا انعام

حضرت ابو جعفر ابن خطاب رحمۃ اللہ علیہ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ابدال میں سے تھے انہوں نے فرمایا کہ میرے دروازہ پر ایک سائل آیا میں نے بیوی سے کہا تیرے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا چار انڈے ہیں فرمایا اس سائل کو دیدو اس نے دے دیئے جب سائل چلا گیا تو ایک دوست نے میرے یہاں انڈوں کی پٹاری بھیجی، میں نے بیوی سے دریافت کیا کہ اس میں کتنے انڈے ہیں اس نے کہا تیس ہیں میں نے کہا تو نے سائل کو چار انڈے دئے تھے یہ حساب پورا نہیں ہوا اس نے کہا انڈے تو چالیس ہیں لیکن دس ٹوٹے ہوئے ہیں بعض لوگوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ سائل کو جو انڈے دیئے تھے ان میں تین اچھے تھے ایک ٹوٹا ہوا تھا ہر ایک کے عوض میں دس دس ملے صحیح کے عوض میں صحیح اور ٹوٹے ہوئے کے عوض میں ٹوٹے ہوئے۔

صدقہ کے بدلے بیٹے کی حفاظت

مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک روٹی سائل کو خیرات میں دی۔ پھر اپنے خاوند کی روٹی لے کر کھیت میں گئی جہاں وہ کٹائی کر رہا تھا اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ ایک باغ سے گزر رہی تھی کہ ایک درندہ نے اس کے بچہ کو پکڑ لیا ناگاہ ایک ہاتھ نکلا اور بھیڑیئے کو ایک طمانچہ مار کر بچہ اس سے چھین لیا پھر ایک منادی کی آواز سنی کہتا تھا کہ اپنا بچہ لیجا ہم نے روٹی کے ایک لقمہ کے عوض بچہ کا لقمہ چھین کر تیرے حوالہ کیا۔

صدقہ کی شان

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جہاد کے ایک لشکر میں نکلا۔ میرے پاس امیر لشکر نے کچھ خرچہ روانہ کیا میں نے اسے لینا پسند نہ کیا اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک دن میں نماز ظہر پڑھ کر متفکر بیٹھا تھا کہ میں نے وہ مال قبول کر کے لوگوں پر کیوں تقسیم کیا قبول ہی نہ کرتا۔ ناگاہ میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں بہت سے محل

آراستہ بنتے ہوئے دیکھے جن میں بہت سی نعمتیں بھی تھیں میں نے سوال کیا کہ یہ کس کے محلات ہیں جواب ملا کہ یہ ان کے محل ہیں جن کا مال تم نے لے کر غازیوں میں تقسیم کیا ہے میں نے کہا ان کے ساتھ میرا حصہ کچھ نہیں؟ کہا تمہارا وہ محل ہے اور ایک بہت بڑے محل کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا مجھے ان سے زیادہ کیوں ملا؟ ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے ثواب کی امید پر مال نکالا تھا جس کے وہ امیدوار بھی ہیں اور تم نے ایسی حالت میں تقسیم کیا کہ تمہیں اس کے قبول کرنے کا خوف بھی تھا نفس کا محاسبہ بھی تھا اور ندامت بھی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا ثواب کئی گنا زیادہ کیا۔

کسی کی ضرورت پوری کرنے سے ایمان اور جنت کا محل

ملک رے میں ایک دولت مند قاضی رہتے تھے ان کے پاس ایک فقیر عاشوراء کے دن آیا اور کہا قاضی صاحب کی عزت خدا زیادہ کرے میں ایک غریب عیال دار ہوں اور میں تمہارے پاس اس دن کو سفارشی بنا کر لایا ہوں اس مبارک دن کے وسیلہ سے تم مجھے دس سیر روٹی پانچ سیر گوشت اور دو درہم عنایت کر دو۔ قاضی صاحب نے ظہر تک کا وعدہ کیا۔ جب ظہر کے وقت وہ شخص آیا تو عصر تک کا وعدہ کیا جب عصر کا وقت آیا تو اسے کچھ نہ دیا فقیر ٹوٹے دل کے ساتھ ان کے یہاں سے چلا گیا راستہ میں ایک عیسائی دیکھا جو اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا تھا اس سے کہا اس دن کی برکت سے مجھے کچھ دے اس نے کہا یہ کیا دن ہے فقیر نے اس دن کی کچھ فضیلت بیان کی۔ اس نے کہا اب تو اپنی حاجت بیان کر تو نے بڑے دن کا واسطہ دیا ہے اس نے روٹی گوشت اور دو درہم طلب کئے اس نے فوراً روٹی کے لئے دس پیمانے گیہوں، سو من گوشت اور بیس درہم دے دیئے۔ پھر کہا یہ تیرے اور تیرے عیال کے لئے ہے جب تک تو زندہ رہے مقرر کیا جاتا ہے، ہر مہینہ آکر لیجایا کر یہ اس دن کی برکت کی وجہ سے ہے۔ فقیر لے کر اپنے گھر گیا۔ قاضی صاحب جب رات کو سوئے تو خواب میں ان سے کہا گیا اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھو جب دیکھا تو ایک محل نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور ایک محل سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایسا شفاف کہ باہر سے اندر کی اشیاء اور اندر سے باہر کی اشیاء نظر آتی تھیں۔ قاضی صاحب نے دریافت کیا کہ الٰہی یہ کیسے محل ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اگر تو فقیر کی حاجت پوری کرتا تو تیرے ہوتے لیکن جب تو نے رد کر دیا تو اب یہ فلاں عیسائی کے ہیں، جب قاضی

صاحب بیدار ہوئے تو بڑے پریشان افسوس و حسرت کرتے ہوئے صبح ہی عیسائی کے یہاں گئے اور اس سے کہا تو نے کل کیا خیرات کی تھی؟ اس نے کہا تم کیوں دریافت کرتے ہو؟ قاضی صاحب نے خواب کا حال بیان کیا پھر کہنے لگے وہ نیکی ایک لاکھ درہم میں میرے ہاتھ بیچ دو اس نے کہا اگر ساری زمین بھر کے درہم دیدو جب بھی نہ بیچوں گا۔ پھر وہ عیسائی کہنے لگا اس کریم پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت ہی اچھا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور اسلام سچا دین ہے۔

ولی کو کھانا کھلانے پر جنت مل گئی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے ارادہ سے داخل ہوا وہاں ایک عابد اور ایک تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک میں آج فلاں فلاں قسم کا کھانا فلاں فلاں قسم کا حلوہ چاہتا ہوں۔ اس تاجر نے کہا اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن وہ حیلہ کر رہا ہے میرے سامنے اللہ سے دعا کرتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں، اللہ کی قسم! اسے ہرگز کچھ نہ کھلاؤں گا۔ وہ عابد دعاء سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں سو گئے ناگاہ مسجد میں ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک خوان سرپوش ڈھکا ہوا تھا اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو اس عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا ان کے پاس آکر انہیں جگایا اور خوان ان کے آگے رکھ کر ہٹ گیا۔ اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنی اس نے طلب کئے تھے انہوں نے بقدر اشتہاء کھایا اور باقی پھیر دیا تاجر نے اس لانے والے سے کہا کہ میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا؟ اس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا، میں ایک مزدور آدمی ہوں ایک سال سے میری لڑکی اور بیوی ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوتا تھا آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اٹھایا تو اس نے ایک مثقال سونا مجھے دے دیا۔ میں گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری بیوی پکانے لگی، اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپؐ نے فرمایا آج تمہارے یہاں ایک ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو نے جو کھانے اپنے گھر والوں کے لئے پکوائے ہیں ان کا انہیں بھی شوق ہے یہ کھانے ان کے پاس لے جا وہ اپنی ضرورت کے مطابق کھالیں گے اور باقی میں اللہ تمہیں برکت دے گا اور میں تیرے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں میں نے بیدار ہو کر اس کی تعمیل کی ہے،

تاجر نے کہا میں نے اس شخص کو یہ کھانے اللہ سے مانگتے ہوئے سنا تھا پھر تاجر نے پوچھا تو نے اس پر کیا خرچ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک مثقال سونا۔ تاجر نے کہا مجھ سے دس مثقال لے کر اپنے ثواب میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنا لو' اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ تاجر نے کہا بیس مثقال لے لے اس نے کہا نہیں' تاجر نے کہا پچاس مثقال لے کر اپنے ساتھ شریک بنا لے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا سو مثقال لے کر شریک بنا لے۔ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی ﷺ نے ضمانت کی ہے فروخت نہ کروں گا اگرچہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں دیدے اگر تجھے اجر لینا تھا تو مجھ سے پہلے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی۔ مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ تاجر اپنی غفلت سے بہت شرمندہ ہوا لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہو کر مسجد سے نکلا جیسے اپنی گمشدہ چیز پر کوئی پریشان ہوا کرتا ہے۔

خالص اللہ سے محبت کرنے والے کتنے ہیں

حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک رات حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سویا جب کچھ رات گزری تو آپ نے فرمایا اے جنید تم سوئے ہوئے ہو میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اس وقت حق تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا پھر فرمایا اے سری! میں نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا۔ جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے اور میری محبت چھوڑ دی اور ہزار باقی رہ گئے۔ پھر میں نے جنت پیدا کی تو اس کی محبت میں ہزار میں سے نو سو مشغول ہو گئے اور میری محبت چھوڑ دی صرف ایک سو رہ گئے ان پر میں نے مصیبت مسلط کر دی تو اس سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر مصبت میں مشغول ہو گئے۔ صرف دس باقی رہ گئے پھر میں نے کہا تم نے نہ دنیا طلب کی نہ آخرت نہ کسی بلا سے بھاگے پھر تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا الٰہی آپ جب خود ہم کو مصیبت میں مبتلا کریں گے تو آپ کی مدد سے اور آپ کی رضا میں آپ کے لئے ہم ساری بلائیں جھیلیں گے جو پہاڑ سے بھی نہ اٹھ سکتی ہوں۔ فرمایا تم ہی میرے سچے بندے ہو۔

سب سے بڑا عابد

حضرت یونس علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں دنیا میں جو سب سے بڑا

عابد ہے اس کی خبر دو۔ جبرئیل علیہ السلام نے انہیں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچایا جس کے ہاتھ پاؤں جذام کی بیماری سے کٹ کر گر گئے تھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے مستفید فرمایا اور جب چاہا چھین لیا اور مجھے باقی رکھا تو ہی مقصود ہے اے خالق۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل میں نے آپ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا تھا جو دن کو روزے رکھتا ہو اور رات کو جاگ کر عبادت کرتا ہو جبرئیل نے کہا اس مصیبت سے پہلے یہ بھی ایسے ہی تھے۔ اب مجھے حکم ہوا ہے کہ ان کی آنکھیں چھین لوں۔ چنانچہ اسی وقت ان کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ فوراً بہہ گئیں پھر انہوں نے وہی کہا کہ جب تک تو نے مناسب سمجھا مجھے ان سے مستفید کیا اور جب چاہا انہیں چھین لیا اور مجھے باقی رکھا تو ہی مقصود ہے اے خالق۔ حضرت جبرئیل نے کہا آیئے ہم تم مل کر دعا کریں کہ حق تعالیٰ تمہیں ہاتھ پاؤں اور آنکھیں پھر سے عطا کریں اور تم جیسے تھے ویسے ہی عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں یہ نہیں چاہتا۔ جبرئیل نے کہا کیوں؟ کہا جب اس کی مرضی اسی میں ہے تو اسی کی رضا مجھے پسند ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں پایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ایسا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے۔

پانچ چیزیں پانچ کاموں میں ہیں

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے پانچ چیزیں طلب کیں تو انہیں پانچ چیزوں میں پایا (۱) روزی کی برکت طلب کی وہ نماز چاشت میں ملی۔ (۲) قبر کی روشنی طلب کی تو اسے تہجد کی نماز میں پایا۔ (۳) منکر و نکیر کے سوالوں کا جواب طلب کیا تو اسے تلاوت قرآن میں پایا (۴) پل صراط کا پار ہونا طلب کیا تو اسے روزہ اور صدقہ میں پایا (۵) عرش کا سایہ طلب کیا تو اسے خلوت میں پایا

خدا کی وسیع رحمت

ایک عالم فرماتے ہیں کہ ہم نے مجلس وعظ کے آخر میں دعا کی کہ اے الٰہی ہم میں جس کا قلب زیادہ سیاہ ہے اور جس کی آنکھیں زیادہ خشک ہیں اور جسکی معصیت کا زمانہ زیادہ قریب ہے اس کی مغفرت کر۔ ہمارے قریب ایک شخص بہت گنہگار تھا اس نے کھڑے ہو

کر کہا یہ دعا پھر کرو کیونکہ تم سب میں میں ہی زیادہ سیاہ قلب اور خشک آنکھ اور قریب المعصیت ہوں، میرے واسطے دعا کرو اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے وہ عالم فرماتے ہیں دوسری شب میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور ارشاد ہوا کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ تم نے میرے اور میرے بندے کے درمیان صلح کرادی میں نے تجھے اور اس کو اور ساری مجلس والوں کو معاف کیا

جو خدا سے شرمائے خدا اسے کیوں رسوا کرے

نقل ہے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ معاملہ فرمایا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے میرا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا اس میں مجھے اپنی ایک لغزش نظر آئی۔ میں اس کے پڑھنے سے شرمایا اور کہا الٰہی مجھے رسوا نہ کر ارشاد ہوا کہ جب تو نے یہ فعل کیا تھا اور مجھ سے نہیں شرمایا تھا اس وقت بھی میں نے تجھے رسوا نہ کیا تو آج جب تو مجھ سے شرماتا ہے میں تجھے کیوں کر رسوا کرونگا۔ میں نے تیری لغزش معاف کر کے اپنی رحمت سے تجھے جنت میں داخل کیا۔ پاک ہے وہ عیبوں کا ڈھانکنے والا اور حلم و کرم والا ہے۔

اللہ کی محبت کا مارا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے دامن کوہ میں ایک جوان دیکھا جس پر آثار پریشانی نمایاں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا اپنے مولا سے بھاگا ہوا غلام ہوں۔ میں نے کہا لوٹ جا اور معذرت کر، کہنے لگا معذرت کے لئے حجت کی ضرورت ہے اور قصوروار کیا عذر کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کسی شخص سے سفارش کراؤ اس نے کہا سفارش کرنے والے آپ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ میں نے کہا ایسا کون شخص ہے؟ اس نے کہا میرا مالک وہ ہے جس نے بچپن میں میری پرورش کی، اور بڑا ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی، مجھے کس قدر شرم آتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا اور میں نے اس کے ساتھ کتنا غلط برتاؤ کیا پھر ایک چیخ مار کر گرا اور مر گیا۔ اتنے میں ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی اس غمگین و حیران کے قتل پر کون معاون ہوا خدا اس پر رحم کرے میں نے کہا میں تیرے پاس قیام کرونگا اور تجہیز و تکفین میں تیری مدد کرونگا۔ اس نے کہا اسے اپنے قاتل (اللہ کریم) کے آگے ذلیل پڑا رہنے دے شاید کہ اسے بے یار

و مدد گار دیکھ کر اس پر رحم کرے۔ اور اس کو قبول کر کے اس پر انعام فرمائے۔

کاش ایسی ایک نماز نصیب ہو جائے

مروی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابو حازم! کیا بات ہے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو ویران کیا ہے' اور تم آبادی سے ویرانے کی طرف کوچ کرنا برا جانتے ہو۔ سلیمان نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ پھر کہا کاش مجھے معلوم ہو تا کہ کل میرا خدا کے یہاں کیا حال ہو گا؟ فرمایا اپنا عمل کتاب اللہ پر منطبق کر تجھے اپنا کل کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ملے گا۔ فرمایا اس آیت میں

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم

(بے شک نیک لوگ جنت میں ہونگے اور بدکار دوزخ میں) سلیمان نے کہا پھر اللہ کی رحمت کہاں گئی؟ فرمایا وہ محسنوں اور نیکوں کے قریب ہے پھر سلیمان نے کہا کاش مجھے یہ معلوم ہو تا کہ اللہ کے سامنے پیشی کس طرح ہو گی؟ فرمایا نیک اس طرح پیش ہونگے جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے خوش و خرم ہوتا ہے اور بدکار ایسے پیش ہو گا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مولا کے سامنے پکڑا ہوا خوفناک اور حسرت زدہ آتا ہے یہ سن کر سلیمان ابن عبد الملک رونے لگے اور ابو حازم سے سوال کیا کہ آپ کس طرح سے نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت قریب ہو تا ہے تو جملہ فرائض و سنن کی رعایت کے ساتھ وضو کامل کرتا ہوں پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیت اللہ کو سامنے' جنت کو دائیں طرف' دوزخ کو بائیں طرف اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو مطلع و خبردار تصور کر کے نماز پڑھتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے' اس کے بعد مجھے نماز پڑھنا میسر نہ ہو گا' پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور فکر کے ساتھ قراءت کرتا ہوں اور ذلت کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ اور اتمام کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ پھر اس خوف سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں کہ نہ معلوم میری یہ نماز قبول کی جاتی ہے یا میرے منہ پر ماری جاتی ہے۔ سائل نے ان سے پوچھا کب سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو۔ فرمایا چالیس سال سے اس نے کہا میں چاہتا ہوں۔ کاش ساری عمر میں ایک نماز ایسی پڑھ لوں تو کامیاب ہو جاؤں۔

قرآن کی لطافت

شیخ ابو الربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شب شیخ ابو محمد سید ابن علی الغفار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تھا' جب تک آپ تہجد کے لئے کھڑے نہیں ہو جاتے تھے میں ان کے ادب کی وجہ سے اپنا وظیفہ شروع نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ اس رات آپ بیدار ہوئے اور وضو کیا۔ میں اپنے بستر پر پڑا جاگ رہا تھا۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہہ کے اپنے وظیفہ میں تلاوت قرآن کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکلا جس کے ہاتھ میں ایک سفید شیشی ہے جس کے اندر سفید شہد تھا اور جب آپ قرآن پڑھنے کے لئے منہ کھولتے تھے تو وہ شخص آپ کو چٹاتا تھا۔ میں یہ دیکھ کر متعجب ہوا اور اپنا وظیفہ چھوڑ کر اسی کے دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ صبح کو میں نے آپ سے اپنا دیکھا ہوا قصہ بیان کیا شیخ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اے ابو سلیمان یہ قرآن کی لطافت ہے۔

حکایت

ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہنچ کر مسجد میں مقیم ہوا۔ جب نماز عشاء ہو چکی تو امام نے آ کر کہا یہاں سے نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میں مسافر ہوں یہیں شب گزاروں گا کہنے لگا مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چراتے ہیں ہم کسی کو یہاں سونے نہیں دینگے چاہے ابراہیم ابن ادہم ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا میں ابراہیم ابن ادہم ہوں اور وہ جاڑے کی رات تھی۔ اس نے کہا تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس نے کہا بس بہت بک بک نہ کرو اور سختی سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور تنور حمام کے دروازہ تک گھسیٹتا ہوا منہ کے بل لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا تھا۔ میں نے جی میں کہا اسی کے پاس چل کر شب گزارنا چاہیئے۔ چنانچہ میں نیچے اتر کر اس شخص کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ ایک موٹے سن کا کپڑا پہنے تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب نہ دیا بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ وہ شخص خوف زدہ کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف دیکھتا جاتا تھا مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا جب وہ حمام جھونک چکا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے کہا تعجب ہے میں نے سلام کیا تھا اسی وقت تم نے

جواب کیوں نہ دیا کہا میں ایک قوم کا ملازم ہوں اس وجہ سے میں ڈرا کہ اگر تیرے سلام میں مشغول ہو گیا تو میں خائن اور گنہگار ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا کس سے کہا موت سے نہ معلوم دائیں طرف سے آپہنچے یا بائیں طرف سے۔ میں نے کہا دن میں کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو۔ کہا ایک درہم اور ایک دانگ کی۔ میں نے کہا اس کا کیا کرتے ہو کہا دانگ تو میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں اور درہم اپنے ایک بھائی کی اولاد پر صرف کرتا ہوں۔ میں نے کہا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا۔ کہا نہیں۔ میں نے اس سے اللہ واسطے کی محبت کی تھی۔ اب وہ مر گیا تو اس کی اولاد کی کفالت میں ہی کرتا ہوں میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا کی تھی جو اس نے قبول فرمائی ہو۔ کہنے لگا میری ایک حاجت ہے اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اب تک وہ حاجت پوری نہیں ہوئی میں نے پوچھا وہ کیا حاجت ہے۔ کہا میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زاہدوں میں ممتاز اور سارے عبادوں پر فائق ہے انہیں ابراہیم ابن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے کہا خوش ہو جا اے بھائی اللہ نے تیری حاجت پوری کر دی اور دعا قبول ہو گئی۔ اور مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا۔ سنتے ہی اچھل پڑا اور مجھ سے معانقہ کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ تو نے میری حاجت پوری اور میری دعا قبول کی۔ اب میری روح قبض کر لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کر لی اور وہ شخص گر پڑا اور گرتے ہی مر گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حکایت

حضرت شیخ ابویزید قرطبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بعض آثار میں سنا تھا کہ جو کوئی لاالہ الااللہ ستر ہزار بار پڑھے تو اسے دوزخ سے نجات ہو جائیگی۔ میں نے بخیال برکت اس وعدے کے یہ عمل اپنی بی بی کے لئے بھی کیا اور اپنے لئے چند نصاب پورے کئے جنہیں اپنا ذخیرہ آخرت سمجھتا تھا ان دنوں ہمارے ساتھ حجرہ میں ایک نوجوان رہتے تھے مشہور تھا کہ انہیں بعض اوقات میں جنت اور دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور ساری جماعت باوجود صغر سنی کے ان کی تعظیم کرتی تھی مگر میرے ذہن میں ان کی طرف سے کچھ شبہ تھا۔ اتفاقاً بعض برادران نے دعوت کر کے ہمیں اپنے گھر بلایا جب ہم کھانا تناول کر رہے تھے اور وہ شخص بھی ہمارے ساتھ تھے ناگاہ انہوں نے ایک بھیانک آواز

سے چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا اور کہنے لگے اے چچا یہ میری ماں دوزخ میں ہے اور وہ ایسی شدت سے چیخ رہے تھے کہ سننے والے کو یقین ہوتا تھا کہ ضرور یہ کسی مصیبت ہی کی وجہ سے چیخ رہا ہے۔ جب میں نے ان کی گھبراہٹ دیکھی میں نے اپنے جی میں کہا کہ آج اس شخص کی سچائی کا تجربہ کروں چنانچہ میرے دل میں القاء ہوا کہ ایک نصاب ستر ہزار لاالہ الا اللہ کا جس کو میں نے پڑھا تھا اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اس کی ماں کا فدیہ کروں اور میں نے جی میں یہ بھی کہا کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی صادق ہیں یا اللہ ستر ہزار اس عورت پر قربان کرتا ہوں جو اس جوان کی ماں ہے۔ ابھی یہ خیال میں پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس نے کہا اے چچا وہ دوزخ سے نکالی گئی۔ الحمدللہ رب العالمین مجھے اس سے دو فائدے ہوئے۔ ایک اس حدیث کے صدق پر ایمان ہو گیا دوسرے اس جوان کے متعلق جو شبہ تھا جاتا رہا اور اس کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا۔ شیخ ابو العباس ابن عریف نے چند اشعار فرمائے ہیں ۔

سلوا عن الشوق من اھوی فانھم ادنی الی النفس من وھمی و من نفسی

ما زلت مذ سکنوا قلبی اصون لھم لحظی و سمعی و نطقی اذا ھم انسی

فمن رسولی الی قلبی لیسئلھم عن مشکل من سوال الصعب ملتبس

لانھض الی حشری بحبھم ولا اکون کمن قدخانھم و نسی

(ترجمہ) معشوق کے اشتیاق کا حال محبوب ہی سے پوچھو کیونکہ وہ مجھ سے میرے وہم اور سانس سے بھی زیادہ قریب ہے جب سے وہ میرے قلب میں ساکن ہوا ہے۔ میں اس کی وجہ سے اپنی آنکھ اور کان اور زبان کی کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ وہی مقصود ہے۔ پس کون میرا قاصد ہے جو ان سے دریافت کرے عاشق کی ایک مشکل اور پیچیدہ سوال۔ البتہ میں حشر میں ان کی محبت ساتھ لے کر اٹھوں گا۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں گا جنہوں نے ان سے خیانت کی اور بھول گئے۔

اولیاء کی اللہ سے اور اللہ کی اولیاء سے محبت کا ایک نمونہ

روایت ہے کہ حضرت کذر جرجانی رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں بہت محنت کیا کرتے تھے لوگوں نے اس کی نسبت ان سے کچھ عرض کیا فرمایا تمہیں قیامت کے دن کی مقدار کتنی معلوم ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا پچاس ہزار برس۔ پھر فرمایا تمیں دنیا کی ہستی کی مقدار کتنی معلوم ہوئی

لوگوں نے کہا سات ہزار برس۔ پھر فرمایا کیا کوئی اتنے بڑے دن کے بچاؤ کے لئے سات دن عمل کرنے سے بھی عاجز ہے۔

مئولف فرماتے ہیں کہ یہ تو آنجناب نے عمر دنیا کی نسبت سے بیان فرمایا ہے۔ اگر ایک شخص کی عمر مثلاً" سو برس ہو اور اس کی نسبت قیامت کے دن سے دیکھی جائے تو پانسو حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

اور حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رو رہے تھے میں نے کہا کون چیز آپ کو کونسی چیز رلا رہی ہے؟ فرمایا اے احمد میں کیوں نہ روؤں جب رات ہوتی ہے اور آنکھیں نیند میں مستغرق ہوتی ہیں اور پھر حبیب اپنے محبوب کے ہمراہ خلوت کرتے ہیں اور اہل محبت اپنے پاؤں سیدھے کھڑے کرتے ہیں اور ان کے آنسو رخساروں پر بہتے ہیں اور مصلے پر ٹپکتے ہیں تو حق سبحانہ و تعالیٰ جل جلالہ ان لوگوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرنے والے ہیں وہ میرے سامنے ہیں۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے جو اپنے احباب کو عذاب دیتا ہو۔ پھر مجھے یہ کیونکر مناسب ہے کہ میں عذاب دوں ان لوگوں کو کہ جب رات ہوتی ہے تو وہ میری خوشامد کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت کی جب وہ قیامت میں میرے پاس حاضر ہونگے تو میں اپنا دیدار انہیں دکھاؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھیں اور میں انہیں دیکھوں۔

خدا کے سامنے پیشی کا خوف
ایک گناہ گار عورت کی توبہ

حضرت حسن (بصری) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کے پاس حسن کا تہائی حصہ تھا۔ جب تک سو دینار نہ لے لیتی کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتی۔ اسے ایک عابد نے دیکھا اور عاشق ہو گیا اور محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کئے پھر اس عورت کے پاس آیا اور کہا تیرا حسن مجھے بھا گیا تھا۔ میں نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کر لئے ہیں۔ اس نے کہا لے آو۔ وہ شخص اس کے یہاں پہنچا اس کا ایک سونے کا تخت تھا جس پر وہ بیٹھا کرتی تھی۔ اسے بھی اس نے اپنے پاس بلایا جب عابد آمادہ ہوا اور اس کے پاس جا بیٹھا تو ناگاہ اسے اللہ کے سامنے قیامت کے دن کھڑا ہونا یاد آ گیا اور فوراً"

اس کے بدن میں رعشہ پڑ گیا اور کہا مجھے جانے دے سو دینار تیرے ہی ہیں۔ اس نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو نے تو کہا تھا کہ میں تیرے پسند آ گئی اور تو نے محنت مزدوری کر کے دینار جمع کئے اور جب مجھ پر قادر ہوا تو یہ حرکت کی۔ کہا مجھ پر اللہ کا خوف طاری ہو گیا۔ اور اللہ کے سامنے جانے کا اندیشہ غالب آ گیا۔ میرے دل میں تیری عداوت پیدا ہو گئی۔ اب تو میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قابل نفرت ہے' اس نے کہا اگر تو سچا ہے تو میرا شوہر بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا مجھے نکل جانے دے۔ اس نے کہا مجھ سے نکاح کرنے کا وعدہ کر جاؤ۔ کہا عنقریب ہو جائیگا۔ پھر سر پر چادر ڈالی اور اپنے شہر کو چلا گیا۔ وہ عورت بھی توبہ کر کے اس کے پیچھے اس شہر کو روانہ ہوئی۔ اس شہر میں پہنچ کر لوگوں سے اس عابد کا حال دریافت کیا لوگوں نے اسے بتایا۔ اس عورت کو ملکہ کہتے تھے۔ عابد سے بھی کسی نے کہا کہ تمہیں ملکہ تلاش کرتی پھرتی ہے۔ انہوں نے جب اسے دیکھا۔ فورا" ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔ وہ عورت ناامید ہو گئی۔ پھر اس نے کہا یہ تو مر ہی گئے ان کا کوئی رشتہ دار بھی ہے؟ لوگوں نے کہا اس کا بھائی بھی فقیر آدمی ہے کہنے لگی اس کے بھائی کی محبت کی وجہ سے اس سے نکاح کرونگی۔ چنانچہ اس سے نکاح کیا جس سے سات لڑکے پیدا ہوئے۔ سب کے سب نیک بخت صالح تھے۔

دو عاشقوں کا حال
خوف خدا میں یکساں ہونا چاہئے

رجاء ابن عمرو نخعی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک جوان نہایت حسین اور بہت عبادت اور مجاہدہ کرنے والا زاہد تھا۔ قبیلہ نخع میں ایک قوم کے پڑوس میں آیا۔ ان کی ایک لڑکی کو دیکھ کر عاشق ہو گیا۔ اور اس کی عقل زائل ہو گئی۔ اور اس لڑکی کا بھی وہی حال ہوا۔ جو اس کا تھا۔ اس شخص نے اس کے باپ سے خطبہ کیا۔ اس نے کہا کہ اس کی منگنی تو اس کے چچازاد بھائی سے ہو چکی ہے۔ ان دونوں کو بوجہ عشق کے سخت تکلیف ہونے لگی۔ لڑکی نے اس کے پاس قاصد بھیجا۔ کہ میں نے تمہارے عشق کا حال اور مصیبت کی داستان سنی ہے۔ میں بھی تمہاری طرح محبت میں مبتلا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس آ جاؤں یا تمہارے آنے کے اسباب بہم پہنچاؤں۔ اس نے قاصد سے کہا مجھے ان میں سے کوئی طریقہ پسند نہیں ہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں تو بڑے عذاب کا اندیشہ ہے۔ میں ایسی آگ سے ڈرتا ہوں کہ نہ اس کی تیزی کم ہوتی ہے نہ اس

کے شعلے بجھتے ہیں۔ جب قاصد نے لوٹ کر یہ واقعہ اس لڑکی کو سنایا سن کر کہنے لگی باوجود اس حسن کے وہ پرہیز گار بھی ہے۔ قسم ہے اللہ کی خوف خدا میں سب بندوں کو یکساں ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے سے اس کا زیادہ مستحق نہیں۔ اسی وقت اس نے دنیا ترک کی اور سارے تعلق پس پشت ڈال دیئے اور ٹاٹ کا لباس پہن کر عبادت میں مصروف ہو گئی۔ لیکن اس جوان کی محبت میں پگھلتی جاتی تھی۔ حتی کہ اسی کی محبت میں مرگئی۔ وہ شخص اس کی قبر پر جایا کرتا تھا۔ ایکبار اسے خواب میں دیکھا۔ وہ بہت اچھی حالت میں تھی۔ پوچھا تو نے کیا کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے۔ اس نے یہ شعر سنایا۔

(ترجمہ) اے دوست ہماری محبت اچھی محبت تھی ایسی محبت جو خیر و احسان کی طرف پہنچاتی ہے
پھر پوچھا اب تو کہاں پہنچی؟ اس نے یہ شعر پڑھا۔

(ترجمہ) ایسی نعمت اور عیش میں جسکو زوال ہی نہیں ہے۔ جنت خلد میں جو ایسا ملک ہے جسے فنا نہیں ہے۔ اس سے کہا مجھے وہاں یاد رکھ میں بھی تجھے نہیں بھولتا ہوں۔ کہنے لگی واللہ میں بھی تجھے نہیں بھولتی ہوں۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تو محنت کوشش کر کے میری مدد کر۔ جب وہ مڑ کر جانے لگی تو کہا میں تجھے پھر کب دیکھونگا۔ کہا عنقریب تم میرے پاس آؤ گے۔ اس خواب کے بعد وہ شخص صرف سات روز زندہ رہا۔ رحمتہ اللہ علیہما۔

ایک گناگار کو ولایت مل گئی

حضرت کعب احبار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور وہاں سے نکل کر غسل کے واسطے ایک نہر میں گھسا۔ پانی نے اسے آواز دی کہ اے شخص تجھے شرم و حیا نہیں ہے کیا تو نے توبہ نہیں کی تھی کہ میں کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ وہ شخص پانی میں سے گھبرایا ہوا نکلا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ چنانچہ ایک پہاڑ پر پہنچا۔ جہاں بارہ آدمی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ شخص بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ رہا حتی کہ وہاں قحط واقع ہوا تو وہ لوگ گھاس اور

چارہ کی تلاش میں اس شہر پر آئے۔ جب نہر کے پاس جانے لگے تو اس شخص نے کہا میں تمہارے ہمراہ نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کیوں۔ کہا وہاں میرے گناہ کا جاننے والا ہے اس سے مجھے شرم آتی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر آگے بڑھے۔ نہر نے آواز دے کر کہا۔ اے عابدو تمہارے ساتھی کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ کہتا ہے کہ یہاں ایک اس کے گناہ کا جاننے والا ہے اس سے شرماتا ہے کہ کہیں اسے دیکھ نہ لے۔ کہنے لگا سبحان اللہ اگر تم سے کوئی اپنے اولاد یا عزیز قریب سے غصہ ہوتا ہے پھر وہ اپنے فعل سے باز آجائے اور توبہ کر لے تو کیا پھر اس سے محبت نہیں کرنے لگتا ہے۔ تمہارے ساتھی نے بھی توبہ کی اور میری پسند کا کام کرنے لگا۔ اب میں بھی اسے دوست رکھتا ہوں اسے لے آؤ۔ اور یہ خبر کر دو اور میرے کنارے اللہ کی عبادت کرو۔ ان لوگوں نے اسے خبر کی وہ بھی ان کے ساتھ نہر کے کنارے پر آیا اور عبادت خدا میں مشغول رہا۔ ایک طویل زمانہ تک وہ لوگ وہیں مقیم رہے پھر اس شخص کا انتقال ہو گیا تو نہر نے آواز دی۔ اے عابدو اے خدا کے بندو اس کو میرے ہی پانی سے غسل دیکر میرے ہی کنارے پر دفناؤ تاکہ قیامت میں بھی میرے ہی پاس سے اٹھے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر سب نے کہا چلو آج رات اسی کی قبر کے پاس سوئیں صبح ہی اٹھ کر چلیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح قریب ہوئی تو ان سب کی آنکھ لگ گئی۔ بیدار ہو کر دیکھا تو اس کی قبر پر بارہ سرو کے درخت کھڑے ہیں۔ پہلا سرو اسکے سر پر پیدا ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا یہ سرو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کئے ہیں کہ ہم یہیں رہیں۔ پھر انہوں نے وہیں اقامت اختیار کی اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ جب ان میں سے کوئی مرجاتا تو اسی کے پہلو میں دفنا دیتے حتی کہ کل مر گئے۔ بنی اسرائیل ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

ایک دیہاتی کی حسین حالت

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں جامع مسجد بصرہ سے آرہا تھا۔ میں بعض گلیوں ہی میں تھا کہ ایک اعرابی سے ملاقات ہو گئی جو نہایت دبلا پتلا اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ میں کمان تھی۔ قریب آکر مجھے سلام کیا اور کہا تم کن لوگوں میں سے ہو۔ میں نے کہا قبیلہ اصمع میں سے۔ کہا اصمعی تم ہی ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں اللہ کا کلام پڑھا جا

رہا تھا- کہا رحمٰن کا بھی کوئی کلام ہے جسے آدمی پڑھتے ہیں- میں نے کہا ہاں- کہنے لگا- کچھ مجھے بھی پڑھ کر سنا دے- میں نے کہا سواری سے اتر جا وہ اتر گیا- میں نے سورہ والذاریات شروع کی حتی کہ آیت

وفی السماء رزقکم وما توعدون

پر پہنچا یعنی تمہارا رزق جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو آسمان پر ہے- کہا اے اصمعی! یہ کلام اللہ عزوجل کا ہے- میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد ﷺ کو سچا نبی مقرر کر کے بھیجا ہے- یہ کلام اسی کا ہے جسے اس نے اپنے نبی پر نازل فرمایا- کہا بس کرو' پھر اس نے کھڑے ہو کر اپنی سواری کے اونٹ کو ذبح کیا اور کھال سمیت اس کے ٹکڑے کئے اور کہا اس کی تقسیم میں میری مدد کرو- تو ہم نے آنے جانے والوں پر تقسیم کر دیا- پھر تلوار اور کمان لے کر ٹکڑے کئے اور ریت میں دبا کر جنگل کی طرف روانہ ہوا اور کہتا جاتا تھا وفی السماء رزقکم وما توعدون- میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ جس کلام سے یہ شخص بیدار ہو گیا تو اس سے کیوں نہیں بیدار ہوتا- جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تو میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ مجھے کسی نے نرم آواز سے بلایا- میں نے پیٹھ پھیر کر دیکھا تو وہی اعرابی تھا جو بالکل لاغر اور زرد ہو گیا تھا- اس نے معلوم کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھایا اور کہا کچھ کلام اللہ پڑھ کر سنا دے- میں نے پھر وہی سورہ ذاریات شروع کی- جب میں اس آیت پر پہنچا

وفی السماء رزقکم وما توعدون- اس اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا- پھر کہا اور بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا ہاں' آگے فرماتے ہیں فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون- یعنی قسم ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی یہ ایسا سچ ہے جیسا کہ تم آپس میں گفتگو کرتے ہو یہ سنتے ہی اس اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا سبحان اللہ اللہ جل جلالہ کو کس نے غصہ دلایا حتی کہ قسم فرمائی- کیا اس کی لوگوں نے تصدیق نہ کی اور اسے قسم کھانے پر مجبور کیا- تین بار یہی بات بار بار کہتا رہا اسی میں اس کی روح نکل گئی- رحمتہ اللہ علیہ-

چور کے ہاتھ پاؤں خشک ہو گئے

مروی ہے کہ حضرت عطاء ارزق رات کو نماز پڑھنے کی غرض سے جنگل کی طرف چلے ایک چور راستہ میں آپ کے آڑے آیا' آپ نے فرمایا اے اللہ تو جس طرح چاہے مجھے

اس سے بچالے۔ چنانچہ فوراً اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک ہو گئے۔ وہ رونے لگا اور کہنے لگا پھر کبھی ایسا نہ کرونگا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ وہ شخص آپ کے پیچھے ہو گیا اور کہا میں اللہ کے لئے تم سے دریافت کرتا ہوں آپ کا کیا نام ہے؟ فرمایا میرا نام عطاء ہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ تم کسی ایسے بزرگ صالح کو جانتے ہو جو رات کے وقت صحرا میں نماز کے لئے جاتا ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں وہ حضرت عطاء سلمی ہیں۔ وہ شخص حضرت عطاء سلمی کے پاس پہنچا اور کہا میں فلاں فلاں قصہ سے توبہ کر کے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائیے۔ آپ نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ارے بھلے مانس وہ میں نہ تھا وہ تو عطاء ارزق تھے۔

ساری زندگی کبھی گناہ نہ کیا

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی واقع ہوئی۔ لوگوں نے آپ سے پانی کی درخواست کی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: میرے ہمراہ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ آپ کے ہمراہ چلے۔ جب پہاڑ پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آوے جس نے کبھی گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔ یہ سن کر سب لوگ لوٹ گئے۔ صرف ایک شخص یک چشمی رہ گئے جنہیں برخ کہتے تھے۔ حضرت نے ان سے کہا تم نے میری بات نہیں سنی۔ کہا ہاں سنی ہے۔ فرمایا پھر تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ کہنے لگے مجھے کوئی گناہ یاد نہیں ہے سوائے ایک گناہ کے جس کا میں آپ سے ذکر کرتا ہوں اگر وہ گناہ ہے تو لوٹ جاؤنگا۔ فرمایا وہ کیا ہے؟ کہا میں راستے پر چل رہا تھا کہ ایک کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ میں نے اپنی اس پھوٹی آنکھ سے ایک شخص کو دیکھا جسے میں نہیں جانتا کہ وہ مرد تھا یا عورت تھی، میں نے یہ کہہ کر کہ اے آنکھ تو نے میرے سارے بدن میں سے گناہ پر پہل کی اب تو میرے پاس نہ رہ، وہ آنکھ میں نے ہاتھ سے نکال ڈالی۔ اگر یہ گناہ ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ گناہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا اے برخ اللہ سے پانی مانگو۔ انھوں نے دعا کی کہ اے قدوس جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوتا اور تیرا خزانہ فنا نہیں ہوتا نہ تو بخیلی کے ساتھ متہم ہو سکتا ہے پھر نہ معلوم یہ رکاوٹ کیوں ہے۔ اپنے فضل سے ہم پر اسی وقت پانی برسا

دے راوی کہتے ہیں کہ وہاں سے دونوں کیچڑپانی میں واپس لوٹے۔ اللہ عزوجل کی رحمت اور فضل کی برکت کے ساتھ۔

چالیس سال کے نافرمان کی توبہ کا واقعہ

مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دوبارہ بنی اسرائیل کے اندر قحط واقع ہوا' لوگوں نے جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش برسادے۔ آپ ان کے ہمراہ جنگل کو چلے۔ وہ ستر ہزار آدمی تھے بلکہ زیادہ' آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم پر بارش نازل فرما اور ہم پر اپنی رحمت پھیلادے' اور دودھ پینے والے بچوں اور چرنے والے جانوروں اور نمازی بوڑھوں کے طفیل ہم پر رحم فرما۔ مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہو گیا۔ آپ نے اس وقت عرض کیا کہ الٰہی اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے تو حضرت نبی امی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں جنہیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرمائیں گے ہم پر بارش برسائی جائے۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارا رتبہ میرے نزدیک گھٹا نہیں ہے اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے لیکن تم میں ایک بندہ ہے جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے۔ تم لوگوں میں منادی کر دو تا کہ وہ شخص تم میں سے نکل جائے میں نے اسی کے سبب بارش روک رکھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں کمزور بندہ اپنی کمزور آواز سے ان سب کو کیونکر مطلع کرونگا حالانکہ لوگ کم وبیش ستر ہزار ہیں۔ حکم ہوا تم آواز دو ہم پہنچادیں گے۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا کی کہ اے وہ گناہ گار بندے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے ہمارے درمیان سے نکل جا کیونکہ تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے یہ سن کر وہ بندہ گنہگار کھڑا ہوا اور چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ آیا اس وقت وہ سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں اور جی میں سوچنے لگا کہ اگر میں لوگوں میں سے نکلوں گا تو سب کے سامنے رسوائی ہو گی۔ اور اگر ان کے ساتھ ٹھہرا رہوں تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے روکے جائیں گے۔ اسی وقت کپڑے میں اپنا منہ چھپا کر اپنے افعال پر شرمندہ ہوا اور کہنے لگا الٰہی میں نے چالیس سال تک تیری نافرمائی کی۔ تو نے مجھے مہلت دی اب میں فرمانبردار بن کر آیا ہوں مجھے

قبول فرمالے۔ یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک سفید ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس تیزی سے برسا کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی ابھی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا پھر کیسے ہم پر آپ نے بارش نازل فرمائی؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ جس کی وجہ سے پانی روکا گیا تھا اب اسی کی وجہ سے برسا ہے۔ حضرت موسی نے عرض کیا اے الٰہی! اس بندہ کو مجھے دکھا دے۔ فرمایا اے موسیٰ میں نے نافرمانی کے زمانہ میں اسے رسوا نہ کیا اب فرمانبرداری کے وقت اسے کیونکر رسوا کروں گا۔ اے موسیٰ میں چغل خوروں سے بغض رکھتا ہوں میں کیونکر چغل خوری کروں۔

شان خلافت عمر بن عبد العزیز

حکایت ہے کہ جب عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو چرواہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کہا کہ یہ کون نیک صالح خلیفہ ہے جو لوگوں پر قائم ہوا ہے؟ ان سے دریافت کیا گیا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا؟ کہنے لگے جب کوئی نیک صالح خلیفہ ہوتا ہے تو بھیڑیئے اور شیر ہماری بکریوں کے کھانے سے باز رہتے ہیں

اور عمری (یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ) نے ہارون رشید سے جبکہ وہ صفا مروہ کی سعی کر رہا تھا اور صفا پر چڑھ چکا تھا فرمایا اے ہارون! اس نے کہا لبیک اے چچا۔ کہا اپنی نگہ نیچی کر کے ذرا زمین کو دیکھو یہ کتنے لوگ ہیں؟ کہا ان کا کوئی شمار کر سکتا ہے؟ کہا ان کے برابر لوگوں میں اور کتنے ہوں گے؟ کہا بہت سی مخلوق ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا اے شخص یہ سمجھ لے کہ ہر ایک ان میں سے صرف اپنے نفس سے سوال کیا جائے گا اور تو اکیلا سب کی حالت سے سوال کیا جائے گا اب سوچ لے کیا حال ہوگا۔ یہ سن کر ہارون رشید رونے لگے۔ پھر حضرت عمری نے فرمایا۔ ایک اور بات میں کہتا ہوں کہا فرمایئے اے چچا۔ کہا آدمی جب اپنے مال میں فضول خرچی کرتا ہے تو رکاوٹ کا مستحق ہو جاتا ہے پس جو شخص مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے اس کا کیا حال ہوگا۔ پھر آپ ہارون رشید کو روتا چھوڑ کر چلے گئے۔

حضرت لقمان حکیم کے حسن سلوک سے فاحشہ مرد عور تیں متقی بن گئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان ایک شخص کے غلام سیاہ فام تھے وہ شخص آپ

کو بیچنے کے لئے بازار لے گیا۔ جب کوئی خریدار آتا تھا تو آپ دریافت کرتے تھے کہ تم مجھے خرید کر کیا کرو گے۔ جب وہ اپنی کوئی ضرورت بیان کرتا تو آپ فرماتے میری حاجت یہ ہے کہ تم مجھے نہ خریدو۔ حتی کہ ایک خریدار نے آپ کے جواب میں یہ کہا کہ میں تمہیں چوکیدار بناؤں گا۔ آپ نے فرمایا تو خرید لے۔ چنانچہ وہ آپ کو خرید کر اپنے گھر لے گیا۔ اس مالک کی تین فاحشہ لڑکیاں تھیں جو بدکاری کیا کرتی تھیں۔ اس کو اتفاقاً اپنی جائیداد کی طرف جانے کی ضرورت ہوئی تو آپ سے کہہ گیا کہ میں نے کھانا پانی اور ضرورت کی سب چیزیں ان کے پاس پہنچا دی ہیں۔ جب میں نکل جاؤں تو تو دروازہ بند کر کے باہر بیٹھے رہنا اور میرے واپس آنے تک دروازہ نہ کھولنا۔ چنانچہ جب مالک باہر چلا گیا تو آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ لڑکیوں نے کہا دروازہ کھول دے۔ آپ نے انکار کیا۔ ان لڑکیوں نے آپ کو مار کر زخمی کیا اور واپس لوٹ گئیں۔ آپ خون دھو کر وہیں بیٹھ گئے۔ جب مالک آیا تو آپ نے اسے اس واقعہ کی اطلاع نہ کی۔ پھر دوسری مرتبہ بعینہٖ یہی واقعہ پیش آیا۔ اب بڑی لڑکی نے سوچا کہ یہ غلام حبشی کیسا اچھا آدمی ہے باوجود غلام ہونے کے اللہ کی عبادت میں مجھ سے اولیٰ ہے میں بھی ضرور توبہ کرونگی۔ چنانچہ اس نے توبہ کی۔ پھر چھوٹی نے کہا یہ غلام حبشی اور بڑی لڑکی دونوں مجھ سے زیادہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں میں بھی ضرور توبہ کرونگی اس نے بھی توبہ کی۔ منجھلی لڑکی نے کہا یہ حبشی غلام اور دونوں بہنیں خدا کی اطاعت میں مجھ سے بہتر ہیں میں بھی ضرور توبہ کرونگی۔ اس نے بھی توبہ کی۔ جب شہر کے بدمعاشوں نے یہ خبر سنی تو کہنے لگے یہ حبشی غلام اور فلاں شخص کی لڑکیاں ہم سے زیادہ خدا پرست ہیں اب ہم بھی توبہ کریں گے۔ چنانچہ ان سب نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی اور شہر میں سب متقی ہو گئے۔

سارے بینگن سونا بن گئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ فقراء (اولیاء) کی ایک جماعت ایک حبشی کی زیارت کو گئی جو انگور کے باغ کی پاسبانی کرتے تھے اور ان کا نام مقبل تھا۔ میں بھی ان فقراء کے ہمراہ ہو لیا۔ ہم ایک بیگن کے کھیت پر پہنچے تو اس کھیت میں وہی حبشی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم سلام کر کے بیٹھ گئے۔ انہوں نے سلام پھیر کر ایک تھیلی نکالی جس میں خشک روٹی کے ٹکڑے اور معمولی نمک تھا۔ ہم سے کہا کھاؤ۔ ہم کھانے لگے اور کچھ لوگ آپس میں

کرامات اولیاء کا تذکرہ کرنے لگے۔ وہ صاحب بالکل خاموش تھے۔ بعض فقراء نے آپ سے کہا کہ اے مقبل ہم آپ کی زیارت کو آئے اور آپ کچھ بات ہی نہیں کرتے۔ کہا میں کیا کہوں اور میرے پاس کیا ہے جس کی خبردوں البتہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر اللہ سے سوال کرے کہ یہ بیگن سونا بنادے تو اللہ تعالیٰ سونا بنادیگا۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص ابھی یہ کلام پورا ہی کرپایا تھا کہ سارے بیگن سونا بن گئے اور چمکنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ اے مقبل! ان میں کا کوئی پیڑ کوئی شخص اکھاڑ بھی سکتا ہے۔ انہوں نے کہا تو اکھاڑ لے چنانچہ اس نے ایک پیڑ جڑ سے اکھاڑ لیا جو بالکل سونے کا تھا اس میں سے ایک چھوٹا بیگن اور چند پتے گرے جن کو میں نے اٹھالیا وہ ابھی تک میرے پاس ہیں۔ پھر مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ یہ بیگن اپنی اصلی صورت میں لوٹادے۔ تو ویسا ہی ہو گیا اور اکھڑے ہوئے پیڑ کے بجائے دوسرا ایک پیڑ بھی لگ گیا۔

اولاد کو مال دیکر گناہ میں مدد نہیں کر سکتا

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ منقول ہے کہ آپ سے وفات کے وقت کہا گیا کہ آپ نے اپنی اولاد کو حالت فقر میں چھوڑا ہے ان کے پاس کچھ نہیں ہے فرمایا میری اولاد نیک بخت ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان کی حاجت روائی فرمائے گا وہی نیکوں کی سرپرستی فرماتا ہے۔ اگر بدکار ہو گی تو میں گناہ میں ان کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زہد کی وجہ

خلیفہ بننے سے پہلے آپ کی حالت یہ تھی کہ جب آپ کے پاس ہزار درہم کی قیمت کا لباس لایا جاتا تھا تو فرماتے کہ یہ بہت اچھا ہوتا اگر اس میں کسی قدر سختی نہ ہوتی' اور خلافت کے بعد چار یا چھ درہم کا کپڑا آتا تو فرماتے اگر اس میں نرمی نہ ہوتی تو یہ بہت اچھا تھا۔ اس کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرا نفس بڑا شوقین اور رلذت کا طالب ہے۔ کسی چیز کو طلب کرکے اس کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر زیادہ کا طالب ہوتا ہے اسی طرح یہ شوق کرتا اور مزے لیتا رہا حتی کہ خلافت کا مزہ بھی چکھ لیا۔ پھر اس سے اچھی چیز کا طالب ہوا تو کوئی نہ ملی سوائے اس کے جو آخرت میں اللہ کے پاس ہے اب اس کا شوقین ہو گیا ہے اور اس کا ملنا ترک دنیا پر ہی منحصر ہے۔ اس لئے دنیا ترک کردی ہے۔

چار کاموں نے بڑا ولی بنا دیا

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی؟ فرمایا چار کاموں میں' ایک تو یہ کہ میں جانتا تھا کہ اللہ کی آنکھ سے میں چھپ نہیں سکتا پس مجھے شرم آئی کہ اس کے سامنے اس کی نافرمانی کروں' دوسرے میں نے جان لیا کہ میرا رزق مجھ سے تجاوز نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذمہ بھی لے لیا ہے تو میں نے اسی پر اعتماد کر لیا اور اس کی طلب ترک کر کے بیٹھ رہا' تیسرے میں نے جان لیا کہ مجھ پر چند فرائض ہیں جنہیں میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا اور اس میں مشغول ہو گیا۔ چوتھے میں نے جانا کہ میری موت معین ہے جو میری طرف جلدی کر رہی ہے تو میں بھی اس کی طرف دوڑنے لگا اور آخرت کی تیاری کرنے لگا اب میں مشغول ہوں اس چیز کی فکر میں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی ہے۔ ثواب یا عذاب' رحم و کرم یا کچھ اور۔

حضرت فضیل کی مناجات اور زاری

حضرت ابراہیم ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک شب حضرت فضیل ابن عیاض کو سنا کہ سورت محمد پڑھتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ اور آیہ کریمہ
ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم کو بار بار دہراتے تھے۔

(ترجمہ) یعنی ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے حتی کہ ہم تم میں جو مجاہد اور صابر ہیں انہیں معلوم کر لیں گے اور تمہاری اخبار کا امتحان لیں گے۔

پھر اسے بار بار دہراتے اور کہتے جاتے تھے آپ ہماری خبروں کا امتحان لیں گے پھر اسے بار بار دہراتے اور کہتے تھے اگر آپ ہماری خبروں کا امتحان کر لیں گے تو ہمیں نصیحت کریں گے اور ہماری پردہ دری کریں گے اسے بھی بار بار کہتے' اگر آپ ہماری خبروں کی آزمائش کر لیں گے تو ہم کو ہلاک کریں گے اور عذاب دیں گے

اور میں نے سنا آپ کہتے تھے کہ اے فضیل تو لوگوں کے واسطے آراستہ ہوا اور انہیں کے لئے تو نے بناوٹ اور عیاری کی' ہمیشہ تو ریاکاری کرتا رہا ہے کہ لوگوں نے جان لیا کہ تو نیک آدمی ہے انہوں نے تیری حاجت روائی کی اور اپنی مجالس میں تیرے لئے ممتاز جگہ

بنائی اور تیری تعظیم و تکریم کی تجھ پر آفرین ہے کس قدر برا حال ہے تیرا اگر یہی تیری شان اور یہی تیرے افعال ہیں

اور میں نے سنا فرماتے تھے کہ اگر ممکن ہو کہ کوئی تجھے نہ پہچانے تو ایسا کر۔ اگر کوئی تجھے نہ پہچانے اور لوگوں میں تیری تعریف نہ ہو تو تیرا کوئی حرج نہیں ہے اور جب تو اللہ کے نزدیک اچھا ہے تو لوگوں کے نزدیک برا ہونا تجھے کچھ مضر نہیں ہے کیا معلوم کہ کل تجھے کیا چیز ملنے والی ہے رسوائی یا خوشی؟ اپنے اعمال کیوں یاد نہیں کرتا؟ کیوں اپنی امیدیں کو تاہ نہیں کرتا؟ کیوں اپنے اشغال و اثقال کو کم نہیں کرتا؟ا تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا حال ہونے والا ہے؟ واہ واہ ہے تیرے لئے اگر کہا جائے کہ تو نے نجات پائی اور آہ آہ ہے اگر کہا جائے کہ تو بدبخت ہو گیا۔ اے اللہ ہماری توبہ قبول کر اور لطف کے ساتھ ہمارے گناہوں سے چشم پوشی کر۔ اے عظیم ہمارے بڑے گناہوں کو اپنی بڑی مغفرت و کرم میں داخل کر۔ یا ارحم الراحمین آمین۔

مجھے صرف اللہ چاہئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا اپنی زینت اور آرائش اور شہوات کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی میں نے اس سے اعراض کیا پھر آخرت مع حور و قصور کے پیش کی گئی میں نے اس سے بھی اعراض کیا' اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ اگر تو نے دنیا کی طرف توجہ کی ہوتی تو ہم تجھے آخرت سے روک دیتے' اور اگر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا تو تجھے اپنے سے روک دیتے' اب ہم تیرے واسطے موجود ہیں اور دونوں سے تیرا حصہ بھی تیرے پاس آجائے گا۔

اور حضرت احمد ابن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا "اے احمد! سب لوگ مجھ سے کچھ مانگتے ہیں سوائے بایزید (بسطامی رحمۃ اللہ علیہ) کے کہ وہ صرف میرا طالب ہے"

ابراہم بن ادہم عاشقان خداوندی میں اول نمبر پر

ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ان کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ میں نے پوچھا اسے کیا کرو گے؟ فرمایا اس پر اللہ سے محبت کرنے والوں کے نام لکھوں گا۔ میں نے کہا عاشقان خداوندی کے سب سے نیچے اس عاشق

"ابراہیم ابن ادہم" کا بھی نام لکھدو- ندا آئی اے جبرئیل ان کا نام سب سے پہلے لکھو-

عورتوں میں عورت بن کر جانے والے کی پردہ پوشی کا واقعہ

ایک جوان بعض واعظ علماء سلف کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا- جب واعظ یا ستار کہتے تو وہ جوان شاخ تر کی مثل حرکت کرتا تھا- اس کے متعلق سوال کیا گیا اس نے کہا میں عورتوں کا لباس پہن کر ہر شادی اور ولیمہ کی مجلس میں جہاں عورتیں جمع ہوتی تھیں جایا کرتا تھا- ایک دن ایک بادشاہ کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوا- بادشاہ کی لڑکی کا ہار چوری ہوا- اسی وقت آواز دی گئی کہ دروازے بند کردو- اور عورتوں کی تلاشی لو اور ایک ایک کرکے سب کی تلاشی لی گئی حتی کہ میں اور ایک عورت رہ گئی میں نے خلوص نیت اور توبہ کے ساتھ اللہ سے دعا کی اور کہا اگر آج رسوائی سے بچ جاؤں تو پھر کبھی ایسا فعل نہ کروں گا- وہ ہار میرے ساتھ والی عورت کے پاس سے نکلا- تو لوگوں نے کہا دوسری عورت کو چھوڑ دو یعنی مجھ کو چنانچہ مجھے چھوڑ دیا- اور میرا حال ان سے پوشیدہ رہا- اسی دن سے جب ستار کا نام آتا ہے تو اپنا عیب اور اس کا ستر کرنا یاد آجاتا ہے اور حرکت اور وجد مجھ میں طاری ہو جاتا ہے- اے اللہ یا ستار العیوب و غفار الذنوب یا مقلب القلوب یا کاشف الکروب ہمارے عیوب ڈھانک دے اور گناہ بخش دے اور ہمارے قلوب کی اصلاح کر اور ہمارے رنج و غم اور فکر کو دور کر- اور حسن خاتمہ نصیب فرما یا کریم برحمتک یا ارحم الراحمین آمین-

بارہ مہینے روزے رکھنے والی خاتون

حضرت ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لونڈی کو دیکھا جو بالکل ادنی قیمت پر فروخت ہو رہی تھی، میں نے اسے دیکھا تو اس کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے اور رنگ زرد ہو رہا تھا، میں نے رحم کھا کر اس کو خریدا اور کہا ہمارے ساتھ بازار چل رمضان المبارک کے لئے کچھ ضروری چیزیں خریدیں گے- اس نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے لئے سارے مہینے یکساں کر دیئے ہیں اور دنیا کا کوئی شغل مجھے نہیں دیا- وہ دن کو روزہ رکھتی تھی اور رات بھر نماز پڑھتی تھی- جب عید قریب آئی تو میں نے کہا صبح تڑکے ہمارے ساتھ بازار چلو عید کے لئے ضروری سامان خریدیں گے- اس نے کہا اے میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو- پھر اندر جا کر نماز میں مشغول

ہو گئی اور ایک ایک آیت پڑھتی رہی حتی کہ اس آیت پر پہنچی وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ یعنی اہل دوزخ کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا- اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ ماری اور دنیا چھوڑ گئی-

نیک خاتون

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بازار میں گیا میرے ساتھ ایک حبشی لونڈی تھی میں نے اسے بازار میں ایک جگہ بٹھایا اور کہا کہ میرے آنے تک یہیں رہنا- وہ وہاں سے چلی گئی- میں جب لوٹ کر آیا تو اسے نہ پایا- میں اس پر بہت غصہ ہو کر گھر آگیا- وہ لونڈی میرے پاس آئی اور کہا اے آقا تم مجھ پر جلدی نہ کرو تم نے مجھے ایسی قوم کے پاس بٹھایا جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے تھے مجھے ڈر لگا کہ کہیں وہ اللہ کے عذاب سے زمین میں نہ دھنس جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ دھنس جاؤں- میں نے کہا اس امت سے ان کے نبی کی برکت سے خسف (دھنسنا) اٹھ گیا ہے اس نے کہا اگرچہ خسف مکانی جاتا رہا ہے لیکن خسف قلوب باقی ہے- اے وہ شخص! جس کا قلب اور معرفت کا خسف ہو گیا ہے اور وہ ابھی تک اپنی بلا اور کرب سے غافل ہے جلدی دوا اور پرہیز میں مشغول ہو جا اور اپنی موت اور فنا سے پہلے اپنا تدارک کر- پھر چند اشعار پڑھے-

همو ا بنا نذری الدموع تأسفا   بلاء المعاصی فوق کل بلاء

لعل الٰهی ان یمن بجمعنا   فقد حال فی سجن الفراق عنائی

فیا مهجتی لا تترك الحزن ساعة   ویا مقلتی هذا اوان بکائی

(ترجمہ)(۱) ہمارے پاس آجاؤ تاکہ افسوس کے ساتھ آنسو بہائیں- گناہ کی مصیبت ہر مصیبت سے بڑی ہے

(۲) شاید کہ حق تعالیٰ ہمیں اپنے کرم سے جمع کرے کیونکہ میں جدائی کی قید میں مدت دراز سے غمگین ہوں-

(۳) اے میری جان ایک لحظہ بھی غم مت چھوڑ اور اے میری آنکھ یہی رونے کا وقت ہے رو لے-

بد نگاہی کی سزا

ایک بزرگ فرماتے ہیں بصرہ میں ذکوان نامی سردار تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بصرہ کے سب لوگ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ جب لوگ انکے دفن سے فارغ ہو کر لوٹے تو میں ایک قبر کے پاس سو گیا۔ ناگاہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور پکارا اے قبروں والو! اٹھو اپنا اجر لے لو۔ چنانچہ قبریں پھٹ گئیں اور سب کے سب قبروں والے نکل کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر تک سب غائب رہے۔ پھر جب واپس آئے تو ذکوان بھی ان کے ہمراہ تھے اور ان پر دو حلے زر سرخ کے جواہر اور موتی سے جڑے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے چند غلام تھے جو انہیں قبر تک پہنچا رہے تھے اور ایک آواز دیتا تھا کہ یہ بندہ اہل تقویٰ میں سے تھا۔ ایک نگاہ کی وجہ سے اس پر تکلیف اور امتحان نازل ہوا۔ اس کے متعلق حکم الٰہی کی تعمیل کرو۔ چنانچہ وہ جہنم کے قریب ہوا اور اس میں سے ایک زبان یا ایک اژدھا نکلا اور اس کے منہ پر کاٹ لیا اور وہ جگہ سیاہ ہو گئی۔ آواز آئی کہ اے ذکوان تیرا کوئی کام تیرے مولیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اس نگاہ کا بدلہ ہے اگر اور زیادہ کرتا تو ہم بھی اور زیادہ کرتے۔ اس حالت میں ایک شخص قبر سے سر نکالے دکھائی دیا اور اس نے ان لوگوں سے چلا کر کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ واللہ مجھے مرے ہوئے نوے سال ہوئے۔ اب تک موت کی تلخی میرے حلق سے نہیں گئی۔ اللہ سے دعا کرو کہ میں جیسا تھا مجھے ویسا ہی کر دے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا اثر تھا۔ بعضوں کے اشعار ہیں۔ ؎

(ترجمہ) کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا دن قریب آ گیا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیری عمر ختم ہو جائیگی

(۲) تو کس بات پر ہنستا ہے تیری موت تو قریب آ گئی ہے اور کس بھروسہ پر سوتا ہے تیری خوابگاہ تو قبر ہے۔

حضرت رابعہ عدویہ کی کرامت

ایک بزرگ فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ میں حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ سے ملوں اور دیکھوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچی ہیں یا جھوٹی۔ میں اس خیال میں تھا کہ ناگاہ بہت سے فقراء جن کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے سامنے آئے ان سے مشک کی خوشبو آتی تھی،

انہوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے انہیں سلام کیا میں نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا جناب ہمارا عجیب قصہ ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے کہا ہم لوگ مالدار تاجروں کی اولاد ہیں۔ ہم مصر میں حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ کے پاس تھے میں نے کہا تم ان کے پاس کیونکر پہنچے۔ کہنے لگے کہ ہم اپنے شہر میں کھانے پینے میں مشغول تھے۔ ہم نے رابعہ عدویہ کی خوبصورتی اور خوش آوازی کا ذکر سنا تھا تو ہم نے کہا ضرور ان کے پاس جاکر ان کا گانا سننا چاہیے اور ان کی خوبصورتی دیکھنی چاہئے چنانچہ ہم اپنے شہر سے نکل کر ان کے شہر میں پہنچے۔ لوگوں نے ہمیں انکا گھر بتایا اور کہا اس نے گانے وغیرہ سے توبہ کرلی ہے۔ ہم میں سے ایک نے کہا اگرچہ ہم اس کے گانے سننے اور خوش آوازی سے محروم ہو گئے مگر کسی طرح اس کی صورت اور حسن تو دیکھ ہی لینا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے اپنی شکل تبدیل کی اور اپنا لباس بدل کر فقیرانہ لباس پہنا اور ان کے دروازے پر جاکر دستک دی وہ فوراً نکلیں اور ہمارے پاؤں میں لوٹنے لگیں اور کہنے لگیں کہ تم نے مجھے اپنی زبان سے سعادت مند بنا دیا۔ ہم نے کہا کیا سعادت ہوئی۔ فرمایا ہمارے یہاں ایک عورت چالیس سال سے اندھی تھی جب تم نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کہا اے اللہ اے میرے مالک اس قوم کے طفیل سے جو دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں میری آنکھیں پھیر دے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں پھیر دیں۔

اس وقت ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا دیکھتے ہو اللہ کے احسان کو اس نے کس طرح سے ہماری پردہ پوشی فرمائی ہے۔ اور وہ شخص جس نے لباس تبدیل کرنے کی رائے دی تھی کہنے لگا کہ میں تو یہ لباس نہیں اتاروں گا اور حضرت رابعہ کے ہاتھ پر توبہ کرونگا۔ ہم نے بھی کہا کہ جب ہم نے گناہ میں تیری موافقت کی تھی تو اب توبہ اور اطاعت میں بھی تیری موافقت کریں گے۔ ہم سب نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنا سارا مال چھوڑ کر جیسا کہ تم دیکھتے ہو فقیر بن گئے۔

ابرار کے مرتبہ پر کیونکر پہنچے

حضرت بشیر ابن حارث فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا اے بشیر! تم جانتے ہو تمہیں اللہ نے اپنے ہم عصروں پر برتری کیوں عطا فرمائی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا تم کو میری سنت کی اتباع اور صالحین کی خدمت اور بھائیوں کی نصیحت اور میرے اصحاب و اہل بیت کی محبت نے ابرار کے مرتبہ پر پہنچایا۔

ساری زمین اولیاء اللہ کا ایک قدم ہے

حضرت سہیل بن ابی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں کوہ قاف پر چڑھا تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پڑی دیکھی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کوہ قاف پر پہنچے تھے۔ فرمایا کوہ قاف تو بہت قریب ہے البتہ جبل کاف جبل صاد جبل عین یہ وہ جبال ہیں جو زمین کو گھیرے ہوئے ہیں اور ہر زمین کو ایک ایک پہاڑ گھیرے ہوئے ہے اور کوہ قاف اس زمین کو بمنزلہ دیوار کے گھیرے ہوئے ہے اور یہ زمین سب سے چھوٹی ہے اور کوہ قاف سب سے چھوٹا پہاڑ ہے اور یہ سبز زمرد کا پہاڑ ہے کہتے ہیں کہ آسمان کی سبزی اسی کے عکس کی وجہ سے ہے اور روایت ہے کہ ساری زمین اولیاء اللہ کے واسطے ایک قدم ہے۔

نابینا ولی کی کرامات

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ابو جہیز نابینا کی زیارت کے ارادہ سے چلا۔ وہ شہر سے نکل گئے تھے اور ان کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی تھی اس میں عبادت کرتے تھے' میں ایک راستہ پر جارہا تھا کہ ناگاہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا ابو جہیز کے پاس فرمایا میں بھی انہیں کے پاس جارہا ہوں۔ ہم دونوں آگے بڑھے تو ناگاہ حضرت حبیب عجمی ملے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ ہم نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ کہا میں بھی انہیں کے پاس جارہا ہوں۔ ہم اور آگے چلے تو ہمیں مالک بن دینار ملے انہوں نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ ہم نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ فرمایا میں بھی وہیں چل رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت ثابت بنانی ملے اور کہا تم کہاں جارہے ہو؟ ہم نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ کہا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ الحمدللہ کہ اللہ نے ہم سب کو جمع کیا

راوی کہتے ہیں کہ ہم چل کر بے وقت ان کے مقام پر پہنچے ایک جگہ سبزہ زار دیکھ کر حضرت ثابت بنانی نے کہا آؤ دو رکعت نماز پڑھ لیں تاکہ (یہ) قیامت کے دن اللہ کے پاس ہماری گواہی دے پھر ان کے گھر پر گئے اور ان کو خبر کر کے تکلیف دینا مناسب نہ جانا اور بیٹھ گئے وہ گھر سے نکلے اور اذان دے کر اقامت کہی نماز پڑھی ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی بعد نماز کے محمد بن واسع کھڑے ہو کر ان سے ملے پوچھا تم کون ہو؟ کہا محمد بن واسع تمہارا بھائی ہوں۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت سنا جاتا ہے کہ تم بصرہ میں سب سے

اچھے نمازی ہو- وہ سن کر خاموش ہو رہے' پھر ثابت بنانی ملے- پوچھا تم کون ہو؟ کہا ثابت بنانی' فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نمازی ہو- وہ بھی سن کر خاموش رہے- پھر مالک ابن دینار ملے' پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں مالک ابن دینار ہوں- فرمایا واہ واہ تمہاری نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں تم سب سے بڑے زاہد ہو- پھر حبیب عجمی نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو؟ کہا حبیب عجمی' فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تم مستجاب الدعوات ہو- وہ بھی سن کر خاموش رہے- پھر میں نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں صالح مری ہوں- فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تمہاری آواز بصرہ والوں میں سب سے اچھی ہے- پھر فرمایا میں تمہاری آواز کا مشتاق مدت سے تھا- آؤ پانچ آیتیں کتاب اللہ کی مجھے پڑھ کر سناؤ- حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے قرات آیت "يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ" سے شروع کی اور جب هَبَاءً مَّنثُورًا پر پہنچا تو وہ ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے- جب ہوش آیا تو فرمایا وہی آیتیں پھر سناؤ- میں نے پھر پڑھا پھر ایک چیخ ماری اور دنیا سے انتقال فرمایا- رحمۃ اللہ علیہ- اتنے میں ان کی بی بی نکل آئیں اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے خبر دی- کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ- کیا ابو جہیر کا انتقال ہو گیا؟ ہم نے کہا ہاں- خدا تمہیں اجر دے- تمہیں کیسے معلوم ہوا- کہا میں انہیں اکثر دعا میں یہ کہتے ہوئے سنتی تھی کہ میری موت کے وقت اے اللہ اپنے اولیاء کو جمع کر دے- اس لئے میں جان گئی کہ تم لوگ ان کی موت کے واسطے اکٹھے ہوئے ہو- پھر ہم نے انہیں غسل اور کفن دیا اور نماز پڑھ کر دفن کیا- رضی اللہ عنہ-

قبر کا عذاب

جبال بیت المقدس کے ایک سیاح سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کے یہاں مہمان ہوا' انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ چلو ہمارے ہمسایہ کا بھائی مر گیا ہے اس کی تعزیت کر آئیں- میں ان کے ساتھ اس شخص کے یہاں گیا' وہ شخص نہایت غمگین اور پریشان تھا کسی طرح اسے صبر نہیں آتا تھا ہم نے کہا اے شخص خدا سے ڈر اور یقین کے ساتھ جان لے کہ موت ایک ایسا راستہ ہے کہ ہمیں اس پر ضرور چلنا ہے اور وہ سب پر آنیوالی ہے- اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں تم نے جو کچھ کہا وہی ہونے والا ہے- لیکن میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ میرے بھائی کی شبح و صام کس مصیبت میں گزرتی ہے؟

ہم نے کہا سبحان اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب کی خبر دے دی۔ کہا نہیں لیکن جب میں نے اسے دفنایا اور اس کے اوپر مٹی ڈال کر برابر کر رہا تھا کہ قبر سے آواز آئی "ہائے" میں نے کہا "میرا بھائی میرا بھائی" اور قبر کھولنے لگا لوگوں نے کہا ایسا مت کر میں نے قبر برابر کر دی اور اٹھ کھڑا ہوا اتنے میں پھر آواز آئی۔ میں نے پھر میرا بھائی میرا بھائی کہہ کر قبر کھولنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے کہا ایسا نہ کرو۔ میں نے پھر قبر برابر کی اور اٹھنے لگا تو پھر ہائے کی آواز آئی۔ میں نے کہا واللہ میں قبر ضرور کھولوں گا۔ چنانچہ میں نے قبر کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی کمر میں آگ کا ایک طوق پڑا ہے اس کی تیزی سے تمام قبر دہک رہی ہے۔ میں نے اس طوق کو دور کرنے کے ارادہ سے اس پر ہاتھ مارا تو میری انگلیاں الگ ہو گئیں۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ دکھایا جس کی چار انگلیاں جاتی رہی تھیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت امام اوزاعی کے پاس گیا اور کہا اے ابو عمر! یہودی' نصرانی اور کفار سارے مرتے ہیں ان میں ایسی علامتیں نہیں دیکھی گئیں۔ اور یہ شخص توحید اور اسلام پر مرا ہے اور پھر یہ عذاب دیکھا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں وہ لوگ تو پہلے ہی یقیناً" دوزخی ہیں اس لئے ان کا حال دکھانے کی ضرورت نہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ اہل توحید ہی میں یہ عذاب دکھاتا ہے تاکہ تم عبرت پکڑو۔ اے اللہ ہمارے گناہوں سے چشم پوشی کر اور ہمیں بخش دے۔ اور اے لطیف ہم پر لطف کر۔

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

حضرت ابو جعفر فرغانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعض صوفی بھائیوں کے ساتھ دینور (ایک شہر کا نام ہے) میں تھا کہ چند کرد کچھ اسباب خریدنے کے لئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اگر تجھے معلوم ہو تاکہ سامان کس کے لئے خریدا جا رہا ہے تو تو جلدی سے خرید وا دیتا میں نے کہا اس کا قصہ بیان کرو' کہنے لگے ہاں ہاں' پھر انہوں نے اپنے رئیس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہماری قوم کا سردار ہے۔ انکی ایک بی بی ہے جن سے کئی ایک لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ایک حمل میں یہ کہا کہ اگر تو اس مرتبہ بھی لڑکی جنے تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاقاً" ہم لوگوں نے گرمی کے موسم میں مراغہ (ایک شہر کا نام) کی جانب کوچ کیا۔ ایک دن ہم چل رہے تھے کہ اس کو درد زہ شروع ہوا۔ وہ عورت راستہ سے ہٹ کر دور پانی پر گئی گویا وضو کرنا چاہتی ہے' وہیں اس کے لڑکی پیدا

ہوئی اس نے وہیں اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک پہاڑ کے غار کے پاس رکھ چھوڑا اور بیان کیا کہ وہ حمل نہ تھا صرف ہوا تھی جو نکل گئی' ہم وہاں سے چلے گئے اور چھ ماہ تک غائب رہے۔ چھ ماہ کے بعد جب ہم لوٹے اور اس مقام پر ٹھہرے وہ عورت لوٹنے میں پانی لے کر جہاں بچہ چھوڑا تھا اسی طرف چلی۔ جب اس کے پاس پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک ہرنی کھڑی ہے اور اس بچہ کو دودھ پلا رہی ہے۔ اسے دیکھ کر ہرنی بھاگ گئی اور ماں اس کے پاس پہنچی اور اسے اٹھالیا تو وہ رونے لگی اور چیخ مار کر رونے لگی۔ جب اسے چھوڑ کر ہٹ گئی تو ہرنی آئی اور اسے دودھ پلانے لگی اور لڑکی خاموش ہوگئی۔ وہ عورت قبیلہ میں لوٹ آئی اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی۔ اس کے خاوند نے بھی سنا' اور سارے قبیلے کے لوگ جمع ہو کر اس غار کے پاس گئے۔ دیکھا تو ہرنی بچہ کو دودھ پلا رہی تھی۔ ان کی آہٹ سن کر ہرنی بھاگ گئی اور لڑکی رونے لگی۔ عورتوں نے اسے لے کر سمجھایا حتی کہ اسے کچھ سکون ہوا اور آدمیوں سے مانوس ہوگئی اور اسے قبیلہ میں لے آئے اور وہ ہرنی دور سے کھڑی دیکھ رہی تھی حتی کہ ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور یہ سامان اسی کے جہیز کے لئے خریدا جا رہا ہے۔ اب اس کے باپ نے اس لڑکی کا ایک نیک آدمی سے نکاح کر دیا ہے۔ پاک ہے اللہ جو مخلوق پر لطف کرتا ہے اور ان کی خبر رکھتا ہے۔ وہ بڑی قدرت اور بڑے احسان والا ہے۔

اسم اعظم

شیخ ابوبکر اسماعیل فرغانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت دراز تک بہت ہی فاقہ کشی کرتا رہا حتی کہ کبھی کبھی بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ اس وقت میں کم سمجھ تھا بھوک کی وجہ سے ہاتھ کے ناخن بدلے ہوئے نظر آتے تھے۔ ایک دن میں نے کہا اے اللہ اگر مجھے تیرا اسم اعظم معلوم ہوتا تو میں جب کبھی شدید فاقہ میں ہوتا تو اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا۔ ایک مرتبہ دمشق میں باب البرید پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دو آدمی دیکھے جو مسجد میں داخل ہوئے میرے جی میں آیا کہ یہ فرشتے ہیں۔ دونوں آکر میرے سامنے میں کھڑے ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھے اسم اعظم سکھاؤں؟ دوسرے نے کہا ہاں۔ میں نے کان لگایا اس نے کہا وہ یہ ہے کہ تو کہے یا اللہ میں نے کہا میں نے سیکھ لیا۔ اور ویسے ہی لوٹنا چاہتا تھا کہ ایک نے ان میں سے کہا تو

جیسا کہتا ہے وہ نہیں ہے بلکہ صدق لجا کے ساتھ ہو۔
شیخ ابو بکر فرماتے ہیں کہ صدق لجا کے معنے یہ ہیں کہ اس کے کہتے وقت قائل ایسا ہو کہ جیسے کوئی گہرے دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی اس کا بچانے والا نہیں ہے۔ صرف اللہ ہی کے پاس اس کو پناہ ہے اور کوئی پناہ کی جگہ دوسری نہ ہو۔
حکایت ہے کہ ایک فقیر کسی ایسے شیخ کے پاس آئے جو اسم اعظم جانتے تھے اور کہا مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ فرمایا کیا تجھ میں اس کی اہلیت ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا جا شہر کے دروازہ پر جا کر بیٹھا رہ اور وہاں جو کچھ معاملہ ہو اس کی مجھے خبر دے۔ وہ حکم کے موافق چلا ناگاہ ایک بوڑھا لکڑی والا اپنے گدھے پر لکڑیاں لادے سامنے سے آ رہا تھا۔ ایک سپاہی نے اسے پکڑ کر اس کی لکڑیاں چھین لیں اور اسے مار کر بھگا دیا۔ فقیر یہ دیکھ کر غمگین وہاں سے لوٹ کر شیخ کے پاس آیا۔ اور سارا حال بیان کیا۔ شیخ نے کہا اگر تجھے اسم اعظم معلوم ہو تا تو تو کیا کرتا۔ کہا اس سپاہی کی ہلاکت کی بد دعا کرتا۔ کہا اس لکڑی والے شیخ ہی نے مجھے اسم اعظم سکھایا ہے۔ (لیکن اس نے صبر کیا اس اعظم کے ذریعہ سے اس کی ہلاکت کا طالب نہ ہوا)
مئولف فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اسم اعظم جاننے کی صلاحیت اس میں ہے جو ان اوصاف سے متصف ہو۔ یعنی صبر۔ حلم۔ رحم۔ بلکہ ان جمیع اخلاق سے موصوف ہونا چاہئے جن سے برگزیدہ لوگ موصوف ہوتے ہیں۔

دعائے غنا از حضرت خضر

ایک بزرگ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں تنگی اور شدید خوف میں مبتلا ہوا اور پریشان ہو کر بلا زاد و راحلہ مکہ مکرمہ کے راستہ پر تین دن تک چلتا رہا۔ جب چوتھا روز ہوا تو مجھے پیاس اور گرمی کی سخت تکلیف ہوئی اور مجھے اپنی موت کا اندیشہ ہوا، جنگل میں کہیں درخت نہ تھا جس کے سائے میں پناہ لیتا۔ میں نے اپنا حال اللہ کے سپرد کیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ پر نیند غالب ہوئی اور بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر مجھ سے کہتے ہیں اپنا ہاتھ لاؤ میں نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا خوش ہو جاؤ۔ تم سلامتی کے ساتھ بیت اللہ شریف پہنچ گئے۔ اور زیارت (روضہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا آپ پر خدا رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں۔

میں نے کہا میرے واسطے کوئی دعا کیجئے۔ فرمایا تین بار یہ دعا پڑھو۔ یَالَطِیْفًا بِخَلْقِہٖ یَا خَبِیْرًا بِخَلْقِہٖ یَاحَکِیْمًا بِخَلْقِہٖ اُلْطُفْ بِیْ یَالَطِیْفُ یَاعَلِیْمُ یَاخَبِیْرُ میں نے پڑھا فرمایا یہ ایسا تحفہ ہے کہ اس سے ہمیشہ کے لئے غنا ہے۔ جب تمہیں کوئی تنگی لاحق یا تم پر کوئی بلا نازل ہو تو تم اسے پڑھو وہ تنگی رفع ہو جائے گی اور اس بلا سے شفا نصیب ہو گی۔ پھر وہ غائب ہو گئے اتنے میں میں نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مجھے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دے رہا ہے۔ یہ سن کر میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھڑا ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اس شکل کا ایسا ایک نوجوان تو نہیں دیکھا اور اس کی شکل و صورت بیان کی۔ میں نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا' کہنے لگا کہ ہمارے یہاں سے سات دن ہوئے ایک جوان گیا ہے اور ہمیں خبر ملی ہے کہ وہ حج کو گیا ہے' پھر مجھ سے کہا تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا جہاں خدا لیجائے اس نے اونٹ کو بٹھایا اور اترا۔ اور ہاتھ بڑھا کر توشہ دان نکالا اور دو روٹیاں روغنی اس میں سے نکالیں۔ ان کے بیچ میں حلوہ رکھا اور پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ نکالا اور کہا یہ کھانا کھاؤ پیو۔ میں نے ان میں سے ایک روٹی کھائی اور پانی پیا۔ پھر مجھ سے کہا سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا اور وہ بھی سوار ہوا اور میرے سامنے بیٹھا اور ہم نے ایک دن اور دو راتیں چلتے ہی میں گزاریں کہ اچانک ایک قافلہ نظر آیا اور ہم اس میں جا ملے۔ وہاں اس نے اس جوان کا پتہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں موجود ہے۔ وہ شخص مجھے چھوڑ کر آگے گیا اور تھوڑی دیر بعد میرے پاس آیا۔ وہ جوان بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے بیٹے اس شخص کی ملاقات کی برکت سے اللہ نے تیری تلاش آسان کر دی۔ پھر میں نے انہیں الوداع کیا اور قافلہ کے ساتھ جا ملا۔ پھر وہ شخص مجھ سے آملا اور ایک لپٹا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دیا اور میرے ہاتھ کو بوسہ دے کر لوٹ گیا' میں نے جب وہ کاغذ کھولا تو اس میں پانچ درہم کھرے تھے ان میں سے میں نے بعض سے تو اونٹ کا کرایہ ادا کیا اور باقی سے توشہ خرید کر اس سال حج کیا اور زیارت (روضہ اقدس) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف گیا۔ اور جب کبھی مجھے تنگی یا کوئی مصیبت پہنچی تو میں نے وہی کلمات پڑھے جن کی حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم کی تھی۔ میں آپ کے فضل و کرم کا معترف ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر گزار ہوں۔

مصیبت میں صبر پر ولایت کی سند مل گئی

ایک اللہ والے سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ابتداء ارادت میں ایک شیخ کی خدمت میں گیا اور وہ مجھے خدمت کا حکم فرماتے تھے اور میں خدمت سے خوش ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے قصائی کے یہاں بھیجا تاکہ فقیروں (اللہ والوں) کے واسطے گوشت اٹھا کر لے آؤں۔ چنانچہ میں حسب ضرورت گوشت خرید کر اٹھالیا۔ اور چلنے کے ارادہ سے مڑنے ہی والا تھا کہ سامنے سے ایک آدمی نظر آیا جو ایک لدے ہوئے جانور کو ہانکتے ہوئے لا رہا تھا۔ مجھے اس شخص کا دھکا لگا کہ میں قصائی کی دکان کی ایک میخ پر گر پڑا اور میرا پہلو زخمی ہو گیا۔ دوکاندار نے مجھے اس میخ پر سے اٹھایا لیکن مجھے بہت تکلیف ہوئی اور زخم پر پٹی بندھ ہی رہا تھا کہ اتنے میں وہ گدھے والا تین آدمیوں کو ساتھ لئے آموجود ہوا اور کہا میرا بٹوہ گر پڑا ہے جس میں دس دینار تھے اور وہ میرے سر پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے اور قصاب کو اور دو اور آدمیوں کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گیا اور کہا انہوں نے بٹوا چرایا ہے۔ چنانچہ میرے سب ساتھیوں کو کوڑے لگے اور مجھے بھی آخر میں پیٹا گیا اور مار میرے زخم ہی پر لگ رہی تھی۔ اتنے میں ایک سپاہی کی نظر اس برتن پر پڑی جس میں گوشت تھا۔ دیکھا تو اس میں بٹوہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا یہی چور ہے کوتوال نے کہا اس کا ہاتھ کاٹا جائے چنانچہ اس کے حکم سے تیل گرم کیا گیا اور مجھ پر ایک مخلوق جمع ہو گئی۔ کوئی مارتا تھا۔ کوئی گالیاں دیتا تھا اور میں چار آدمیوں کے بیچ میں تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی کہ تیل گرم ہو چکا چور کو حاضر کرو' میں اپنا کام اللہ کے سپرد کر چکا تھا جس کے ہاتھ میں ہر شے کی حکومت ہے۔ ایک شخص نے اس زور سے میرے ایک طمانچہ مارا کہ میرے ہوش بالکل جاتے رہے۔ اس وقت بھی میں اس بلا پر صابر تھا' اور اپنا کام اللہ ہی کے سپرد کرتا تھا' پھر اس نے کہا اے چور اے ڈاکو! اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا جس سے میں منہ کے بل زمین پر سجدے کی شکل میں گر پڑا۔ اس وقت میں نے جناب نبی صلعم کو دیکھا کہ آپ مسکرا رہے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں ابھی وہاں پر سیدھا بھی کھڑا نہ ہو پایا تھا کہ یہ ساری مصیبت مجھ سے دور ہو گئی' اور ایک شخص نے چلا کر کہا کہ یہ شخص جس کو تم نے گرفتار کیا ہے شیخ کا خادم ہے اس وقت لوگوں نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اب تو سب لوگ میرے پاؤں پر گرنے لگے اور کوتوال صاحب بھی دوڑتے ہوئے آئے اور میرا پاؤں چومنے لگے اور کہا حضرت خدا کے

واسطے عرض کرتا ہوں کہ آپ ہماری خطا معاف کریں۔ پھر بٹوے والا آکر گریہ و زاری کرنے لگا اور کہا حضرت مجھ سے راضی ہو جایئے۔ میں نے کہا خدا مجھے اور تمہیں معاف کرے یہ ایک آزمائش تھی جس سے میرے ضبط کی پوشیدہ طاقت ظاہر ہوئی۔ پھر بٹوا کھولا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بوجھ اور بٹوہ دونوں شیخ ہی کے واسطے بھیجے گئے تھے۔ اتفاقاً" اس واقعہ کے وقت شیخ اور باقی فقراء آپس کے ایک نزاع کے سبب استغفار میں مشغول تھے اور کوئی باہر نہ نکلا یہاں تک کہ میں دروازے پر آکھڑا ہوا۔ میرے پاس گوشت اور وہ بٹوا تھا۔ میں نے سارا قصہ بیان کیا فرمایا جس نے صبر کیا اس نے جمال اور کمال حاصل کیا۔ پھر فرمایا اے بیٹے میں بھی فقیروں کے ساتھ تیری یہ حالت دیکھ رہا تھا کیونکہ مجھے اس کا پہلے سے علم تھا۔ پھر فرمایا اے محمد! یہ واقعہ طریقت میں تمہارے کامل ہونے کا سبب بن گیا۔ اب جہاں چاہو سفر کرو۔

ایک ابدال کی عجیب کرامات

ایک بزرگ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ دریا میں کشتی پر سوار ہوا۔ جب کشتی چلی تو ہوا رک گئی کشتی بانوں نے ساحل کے قریب لیجا کر لنگر ڈال دیا۔ میرے پہلو میں ایک خوبصورت جوان تھا وہ کشتی سے اترا اور سمندر کے کنارے کچھ درخت تھے ان کے درمیان گھسا اور پھر وہاں سے نکل کر کشتی میں آیا۔ جب آفتاب غروب ہوا تو اس نے مجھ سے اور میرے ساتھی سے کہا کہ میں ابھی مرنے والا ہوں اور تم سے میری ایک ضرورت وابستہ ہے ہم نے کہا وہ کیا کہا جب میں مرجاؤں تو اس گٹھڑی کے کپڑوں میں مجھے کفنا کر دفن کر دینا اور میرے پہنے ہوئے کپڑے اور یہ لوٹا اپنے ساتھ رکھ لینا اور جب تم شہر صور میں پہنچو تو جو شخص تم سے پہلے ملاقات کرے اور کہے کہ امانت لاؤ تو اس کے حوالہ کر دینا۔ جب ہم مغرب کی نماز ادا کر چکے تو اس شخص کو بلایا تو وہ انتقال کر چکے تھے۔ ہم انہیں (دریا کے) کنارے پر اٹھالے گئے اور غسل دیا۔ اور میں نے ان کی گٹھڑی کھولی اس میں دو سبز کپڑے تھے جن پر زرین تحریر تھی اور ایک پر سپید کپڑا تھا اور اس میں ایک تھیلی تھی جس کے اندر کچھ تھا۔ اس کی صورت تو کافور کی سی تھی لیکن اس سے خوشبو مشک کی آتی تھی۔ ہم نے انہیں غسل دے کر وہ کفن پہنایا اور وہ کافور لگایا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر انہیں دفنا دیا۔ جب ہم شہر صور میں پہنچے تو ہمارے پاس ایک خوبصورت امرد لڑکا آیا۔ اس کے کپڑے پسینہ میں بھیگے ہوئے تھے اور سر پر ریشمی رومال بندھا ہوا تھا۔ اس نے آکر ہمیں سلام کیا اور کہا امانت لاؤ۔ ہم نے کہا ہاں لیجئے۔ مہربانی

فرمایئے مگر ہمارے ساتھ اس مسجد میں چل کر ایک مسئلہ حل کر دیجئے۔ کہا اچھا ہم انھیں لے کر مسجد میں گئے اور کہا یہ بتلایئے وہ مرنے والا شخص کون تھا اور آپ کون ہیں اور ان کو وہ کفن کس نے دیا تھا۔ کہا وہ شخص ان چالیس ابدال میں سے ایک تھا اور میں ان کا قائم مقام ہوں اور کفن ان کو حضرت خضر علیہ السلام نے لا کر دیا تھا اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر اس لڑکے نے ہمارے پاس کے کپڑے لے کر پہنے اور اپنے اتارے ہوئے کپڑے ہمیں دیدیئے اور کہا اگر تمہیں ان کے پہننے کی ضرورت نہ ہو تو انہیں بیچ کر ان کی قیمت صدقہ کر دینا ہم نے وہ کپڑے لے لئے اور پاجامہ ایک پھیری والے کو بیچنے کے لئے دیدیا۔ اچانک وہ پھیری والا ایک جماعت کو ساتھ لئے ہمارے پاس آیا اور ہمیں ایک بڑے مکان میں لے گیا۔ وہاں ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور ایک بڑے بوڑھے آدمی رو رہے تھے اور اندر سے کچھ عورتوں کے رونے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ جب ہم اس شیخ کے پاس پہنچے تو انہوں نے پاجامہ اور کمر بند کا حال دریافت کیا۔ میں نے سارا قصہ از اول تا آخر کہہ سنایا۔ اسی وقت وہ سجدے میں گر پڑے پھر سر اٹھا کر کہا۔ ''شکر ہے اس اللہ کا جس نے میری پشت سے ایسا آدمی پیدا کیا۔'' پھر اس کی ماں کو بلایا اور ہم سے کہا۔ اس سے یہ قصہ بیان کرو۔ ہم نے بیان کیا۔ پھر شیخ نے اس سے کہا اللہ کا شکر کر جس نے تجھے ایسا لڑکا دیا۔ کئی سال کے بعد ایک دن میں میدان عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک ایک جوان ریشمی رومال اوڑھے میرے سامنے آئے اور مجھے سلام کر کے پوچھا۔ مجھے پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں کہا میں وہی ہوں جس کو تم نے شہر صور میں امانت پہنچائی تھی پھر مجھے وداع کر کے غائب ہو گئے اور کہا اگر میرے ساتھی منتظر نہ ہوتے تو میں تمہارے پاس ٹھہرتا۔ پھر وہ چلے گئے اتنے میں میرے پیچھے سے ایک شیخ مغربی آئے میں انہیں پہچانتا تھا۔ وہ ہر سال حج کو آیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم اس جوان کو کہاں سے جانتے ہو۔ میں نے کہا یہ چالیس ابدال میں سے ایک ہیں۔ کہا اب تو وہ دس ابدال میں سے ایک ہیں ان کے وسیلہ سے لوگ فریاد رسی کے لئے جاتے ہیں۔

کوہ لکام کے ایک ولی
مسلمان کے سات قلعے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ہمراہ کوہ لکام پر گیا۔ کئی دن ہم وہاں سیر کرتے رہے اور پہاڑ سے اتر کر ایک میدان میں پہنچے وہاں ایک میٹھے پانی کا تالاب تھا۔ اس

کے کنارے ایک سفید سنگ مرمر کی مسجد بنی ہوئی تھی اور ایک چشمہ مسجد کے ایک پتھر کے نیچے سے بہہ کر اس تالاب میں جا ملتا تھا۔ ہم اس مسجد میں بیٹھ گئے۔ جب ظہر کا وقت آیا تو ایک شخص نے آکر اذان کہی اور اندر آکر ہمیں سلام کیا اور دو رکعات پڑھیں اور اقامت کہی۔ اتنے میں ایک شیخ تیس آدمیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے۔ اور محراب میں جا کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھا کر فارغ ہوئے۔ پھر چلے گئے اور ہم سے کچھ نہ کہا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو ہم ہی نے نماز ادا کی اور ان میں سے کوئی نہ آیا۔ جب مغرب ہوئی تو اس شخص نے اذان کہی اور شیخ نے آکر نماز پڑھائی۔ پھر سرخ شفق کے غائب ہونے تک نماز پڑھتے رہے پھر اذان دی گئی اور انہیں شیخ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور چلے گئے۔ نہ ہم نے ان سے کوئی بات کی نہ انہوں نے ہم سے کوئی بات کی۔ جب تھوڑی دیر گزری تو ایک شخص ان میں سے کچھ لئے ہوئے آیا اور مسجد کے ایک کونہ میں رکھ کر ہم سے کہا چلو خدا تم پر رحم کرے۔ ہم اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک سفید دستر خوان ہے۔ اس جیسا ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا اسے کھولا تو اس کے اندر ایک سبز زمرد کا سرپوش تھا اور اس کے نیچے ایک سرخ یاقوت کا خوانچہ تھا اس پر ایک کھانا ثرید کی مثل چنا ہوا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھایا۔ لیکن ہمارے کھانے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ صبح کے وقت وہ شخص آیا اور خوانچہ اٹھا کر لے گیا پھر اذان اور اقامت کہی اور اس شیخ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور محراب میں بیٹھ کر قرآن شریف ختم کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور ایک اچھی دعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک دو فرض مقرر فرمائے ہیں اور سب لوگ اس سے غافل ہیں۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے وہ کیا ہیں۔ فرمایا خدا تمہاری سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرے آگے آؤ پھر مجھے جماعت سے آگے بٹھایا۔ اور کہا ہاں خدا تمہاری سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرے۔ اے میرے بیٹے اللہ جلیل جل جلالہ نے فرمایا۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ اور اس کی تعریف برائی کے ساتھ کی۔ پھر فرمایا فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا یعنی شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی بنائے رکھو۔ یہ ہم کو اللہ کا حکم ہے کہ اسے دشمن بنائے رکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم اسے کیونکر دشمن بنائے رکھیں اور اس سے کیسے بچیں۔ فرمایا سن! اللہ تجھ پر رحم کرے ''اللہ تعالیٰ نے مومن کے لئے سات قلعے بنائے ہیں۔ میں نے کہا وہ قلعے کون سے ہیں۔ فرمایا پہلا قلعہ سونے کا ہے اور یہ معرفت الٰہی ہے' اور اس سے آگے چاندی کا قلعہ ہے۔ اور یہ ایمان کا قلعہ ہے' اور اس سے آگے لوہے کا قلعہ ہے اور یہ توکل علی اللہ ہے' اور اس

کے گرد پتھر کا قلعہ ہے اور یہ شکر اور رضا ہے' اور اس کے گرد اینٹوں کا قلعہ ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور انکی بجا آوری ہے' اور اس کے گرد زمرد کا قلعہ ہے وہ صدق اور اخلاص ہے تمام احوال میں' اور اس کے گرد تازہ موتیوں کا قلعہ ہے وہ نفس کی اصلاح اور تادیب ہے' مومن ان سات قلعوں کے اندر ہے اور ابلیس ان کے باہر رہتا ہے اور کتے کی مانند بھونکتا ہے اور مومن پروا نہیں کرتا کیونکہ وہ ان قلعوں کے اندر محفوظ ہے۔ پس مومن کو لازم ہے کہ کسی حال میں اپنے نفس کی اصلاح نہ چھوڑے اور کسی حالت میں اس سے سستی نہ کرے کیونکہ جو شخص نفس کی تادیب چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اصلاح میں سستی کرتا ہے اسے رسوائی ہوتی ہے اوپر سے بوجہ ترک ادب کے ابلیس لعین اس کے درپے ہو جاتا ہے اور اس کی تاک میں لگا رہتا ہے حتی کہ پہلے قلعہ پر قابض ہو جاتا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے سارے قلعے لے لیتا ہے اور ترک ادب کی وجہ سے اللہ کی طرف سے خسارہ اور رسوائی ہوتی ہے جب ساتوں قلعے لے چکتا ہے تو اسے کفر میں پھنساتا ہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔ نعوذ باللہ من جمیع ذالک۔

ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور حسن ادب کی استدعا کرتے ہیں

میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا ہاں خدا تعالیٰ تمہاری کوتاہی کی تلافی کرے۔ اللہ کی رضا میں کوشش کرو جس قدر کہ تم اپنے نفس کی رضا میں کوشش کرتے ہو۔ اور دنیا کا کام اس کی زندگی کی مقدار پر کرو۔ اللہ کی فرمانبرداری اتنی کرو جتنی تم کو اس سے حاجت ہے اور ابلیس کی فرمانبرداری اتنی کرو جتنا وہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ وہ خیر خواہی دھوکے کے واسطے کرتا ہے۔ اور گناہ اس قدر کر جتنی تجھ میں دوزخ کی برداشت ہو اور زبان کو ایسی باتوں سے جس میں ثواب نہیں ہے روکے رکھ جیسا کہ تو نے اپنے کو ایسی تجارت سے باز رکھا ہے جس میں کوئی نفع نہ ہو۔ اور چار چیزیں چار چیزوں کے واسطے چھوڑ دے۔ پھر تجھے پروا نہیں کہ تو کس وقت مرے۔ اول خواہش نفسانی کو جنت میں پہنچ جانے تک چھوڑے رکھ' اور نیند کو قبر میں جانے تک' اور آرام کو پل صراط سے گزر جانے تک' اور فخر کو نامہ اعمال کے تولے جانے تک روکے رکھ۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ اٹھ کر چلدئے ہم اس دن وہیں رہے۔ جب رات ہوئی تو وہی شخص اس خوان میں ویسا ہی کھانا لے آیا۔ ہم نے کھایا۔ اسی طرح ہم تین دن وہاں رہے۔ جب چوتھا دن ہوا تو ہم نے شیخ سے رخصت

چاہی- آخر میں آپ نے یہ فرمایا- اے جوانو یہاں کاذکر پوشیدہ رکھو خدا بھی دنیاو آخرت میں تمہارے عیب چھپائے ہم ان کے پاس سے نکل کر اس میدان میں پھلدار درختوں کی جانب سے ہوتے ہوئے چلے ان میں ہر قسم کے میوے لگے ہوئے تھے- ہم نے دور سے نہر کے کنارے ایک پرندہ کھڑا ہوا دیکھا- جب ہم قریب ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی تھیں- ہم اس کی حالت پر تعجب کر رہے تھے- اتنے میں ایک سیاہ شہد کی مکھی آئی اس کے پیچھے بہت سی شہد کی مکھیاں تھیں اس مکھی نے آکر اس پرندے کو پاؤں سے دبایا اس نے منہ کھول دیا اور اس مکھی نے اس کے منہ میں شہد لا رکھا اس کے بعد ساری مکھیاں شہد لے کر اسکے منہ میں گھستی گئیں- اور شہد رکھتی گئیں حتی کہ اس کا منہ شہد سے بھر گیا- اس نے چونچ بند کر لی- اس میں سے کچھ نیچے گرا تو اسے لیکر میں نے چاٹا اور وہاں سے لوٹ آئے خدا ان پر اور جملہ صالحین پر رحم فرمائے-

اولیاء کا شہر اور اس کے عجائبات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا اور میرے ساتھ بحرین کا ایک شخص بھی تھا جسے خیر کہتے تھے مسجد کے دروازہ سے سات آدمی آئے مجھ سے خیر نے کہا تم ان لوگوں کے ساتھ رہو کہیں یہ تم سے بچ کر نہ چل دیں یہ اولیاء اللہ ہیں- میں ان کے پیچھے پیچھے چلا وہ لوگ روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے- میں آگے بڑھا تو ایک نے مجھے گھورا اور اسکے خوف سے میرا پیشاب خطا ہو گیا- وہ لوگ چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چلا- ایک شخص نے مجھے دیکھ کر کہا- کہاں آتا ہے لوٹ جا تو ہم تک نہ پہنچ سکے گا انہیں میں سے ایک نے کہا آنے دو شاید اللہ تعالیٰ اسے بھی نفع پہنچادے- اس نے کہا اس کی عمر چالیس سال کی نہیں ہے انہوں نے کہا چھوڑ دے شاید کچھ سابقہ کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے اور اسے اللہ تعالیٰ اولیاء کے درجہ پر پہنچادے میں ان کے ساتھ چلا جب ہم چلتے تھے تو پہاڑ اور زمین لپٹی جاتی تھی- دور سے ہم پہاڑ دیکھتے تھے اتنے میں اس کے پار اتر جاتے تھے اور گڑھا دیکھتے تھے اور فوراً آگے نکل جاتے تھے اور زمین کی آواز چکی کی سی میں سنتا تھا اور خزانے زمین کے ہمیں نظر آتے تھے اور پھر غائب ہو جاتے تھے- یہاں تک کہ ہم ایک میدان میں پہنچے جہاں بہت سے درخت تھے اور اس میں سبزہ لہلہا رہا تھا- وہاں تقریباً ستر آدمی تھے جو نماز ادا کر رہے تھے- ہم نے اس

میدان میں رات گزاری۔ صبح کے وقت جب آفتاب طلوع ہوا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اچانک ہم ایک شہر میں پہنچے جس کی دیوار ایک ہی سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی اور ایک بڑی نہر شہر کے اندر کو جا رہی تھی۔ اس شہر کا کوئی دروازہ نہ تھا سوائے اس جگہ کے جہاں سے پانی شہر کے اندر جاتا تھا' اور اس میں سونے کا جال لگا ہوا تھا' ہم سب آدمی سو کے قریب تھے۔ اس نہر میں گھسے اور اندر گئے دیکھا تو اس کے اندر سونے کے قبے بنے ہوئے تھے جن کے نیچے چاندی اور سونے کے ستون تھے اور ان کے درمیان سے چاندی کی نہر میں پانی بہتا تھا اور ان قبوں کے درمیان میوہ دار درخت تھے اور اس کی زمین ریحان کے فرش سے بچھی ہوئی تھی اور اس میں ہر قسم کے رنگا رنگ پرندے اور بہت سے میوے تھے اور سیب پانچ رطل بغدادی کے ہم وزن تھے۔ اور ان میووں کو دنیا کے میووں سے کچھ مشابہت نہ تھی نہ مزے میں نہ رنگ میں نہ خوشبو میں۔ ہم وہ سیب وغیرہ کھاتے تھے اور ایک ایک آدمی سو سو ایک ہی وقت میں کھالیتا تھا اور سیب' بہی اور انار' امرود سے پیٹ نہ بھرتا تھا۔ البتہ کھجور سے پیٹ بھرتا تھا۔ ہم وہاں چالیس دن رہے اور سوائے کھانے اور نماز پڑھنے کے کوئی کام نہ تھا۔ ہمیں وضو کی اور پانی پینے کی اور سونے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ چالیس دن کے بعد ہم وہاں سے نکلے' میں نے وہاں سے تین سیب لے لئے انہوں نے مجھے منع نہ کیا اور جس جگہ سے پانی اندر داخل ہوتا تھا اور جہاں سے ہم اندر گئے تھے۔ وہیں سے باہر نکلے۔ تھوڑی دیر چلے تھے کہ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ ہم تمہیں کہاں پہنچائیں؟ میں نے کہا جہاں سے مجھے لے آئے ہو۔ میں نے (ان سے) اس شہر کا نام دریافت کیا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا یہ مدینۃ الاولیاء ہے حق تعالیٰ نے اسے دنیا میں اپنے اولیاء کی سیر کے واسطے پیدا کیا ہے۔ کبھی یہ یمن میں ظاہر ہوتا ہے کبھی کوفہ میں۔ کبھی شام میں اور اس شہر میں چالیس برس سے کم عمر والا تمہارے سوا کوئی نہیں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر میں ہم ایک مقام پر پہنچے۔ میں نے کہا یہ کونسا مقام ہے۔ کہا یہ یمن ہے۔ میں نے ان جو سیب لئے تھے سے تھوڑا سا کھالیتا تھا تو کئی دن تک مجھے بھوک نہیں لگتی تھی۔ اور وہ سیب میرے پاس تھے اور میں انہیں کھاتا تھا حتی کہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا وہاں کتانی سے ملاقات ہوئی میں نے ایک سیب انہیں دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو ان میں سے مجھ سے ایک شخص نے ملاقات کی اور کہا تو نے ایسا کیوں کیا اور تو نے کیوں اپنا دیکھا ہوا واقعہ بیان کیا۔ تو نے جو کچھ کتانی کو دیا وہ ہم نے لے کر اس کی جگہ پر پہنچا دیا۔ میں نے کتانی سے ملاقات کی انہوں نے کہا میں نے

اسے ایک ڈبہ میں بند کر کے رکھا تھا۔ شام کے وقت میں اس میں سے کھانے گیا وہاں نہ پایا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ایسی ہی ایک حکایت گزری ہے وہ بعینہ یہ نہیں ہے اور ہر ایک میں بعض اشیاء ایسی ہیں جو دوسری میں نہیں ہیں اور یہ سب اللہ کی قدرت سے ممکن ہے اور اولیاء کی کرامت کے لحاظ سے جائز ہے

حضرت خضر کے اسرار

شیخ ابو عمران الواسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے ارادہ سے چلا۔ جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے شدت کی پیاس لگی۔ یہاں تک کہ میں اپنی جان سے ناامید ہو گیا اور ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی جان سے ناامید ہو گیا۔ ناگاہ ایک سوار سبز گھوڑے پر میرے پاس پہنچے اس کا زین لگا لباس اور ہتھیار سب کے سب سبز تھے' اور ان کے ہاتھ میں ایک سبز پیالہ تھا جس میں سبز رنگ کا شربت تھا۔ مجھے دے کر کہا اسے پی لے۔ میں نے اسے تین بار پیا لیکن پیالے میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا مدینہ منورہ جا رہا ہوں تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما کو سلام کروں۔ فرمایا جب تم مدینہ منورہ پہنچ کر سلام کر چکو تو میری طرف سے کہدینا کہ خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور بزرگ سے بھی مذکور ہے فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں سلیمان علیہ السلام کے منبر کے پاس جمعہ کے روز بعد عصر بیٹھا تھا۔ ناگاہ دو شخص آئے ایک تو قد و قامت میں ہماری طرح تھے اور دوسرے ہم سے بہت دراز قد تھے اور بڑے قوی آدمی تھے ان کی پیشانی ایک ہاتھ سے بھی زیادہ کشادہ تھی اور اس میں ایک چوٹ تھی جو سی گئی تھی۔ وہ شخص جو ہمارے مثل تھے وہ سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے شخص مجھ سے بہت دور بیٹھے۔ میں نے سوال کیا کہ اللہ رحم کرے آپ پر آپ کون ہیں۔ فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے کہا وہ شخص کون ہیں۔ فرمایا وہ میرے بھائی الیاس ہیں۔ مجھے خوف طاری ہوا جیسا کہ اجنبی آدمی کے دیکھنے سے ہوتا ہے فرمایا تم کچھ خوف مت کرو ہم تم سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز ادا کر کے قبلہ رخ ہو بیٹھے اور غروب آفتاب تک یا اللہ یا رحمٰن پڑھا کرے اس کے بعد جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگے وہ اسے دی جائے گی۔ میں نے کہا آپ نے مجھ سے انس کیا خدا تعالیٰ

آپ کو اپنے ذکر کا انس عطا کرے جتنے اولیاء اللہ زمین پر ہیں آپ ان سب کو جانتے ہیں؟ فرمایا معدودین کو جانتا ہوں۔ میں نے کہا معدودین کے کیا معنی ہیں فرمایا جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو زمین نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شکایت کی کہ میں قیامت تک ایسی رہ گئی کہ مجھ پر کوئی نبی نہیں چلیں پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب میں اس امت سے ایسے لوگ پیدا کرونگا جو انبیاء کے مثل ہوں گے۔ ان کے قلوب انبیاء علیہم السلام کے قلوب کے مثل ہوں گے۔ میں نے کہاوہ کتنے ہیں۔ فرمایا تین سو اولیاء، ستر نجیب، چالیس اوتاد، دس نقباء، سات عرفاء، تین مختار اور ایک غوث ہیں۔ جب غوث کی وفات ہوتی ہے تو تین مختاروں میں سے ایک ان کے قائم مقام کیئے جاتے ہیں۔ اور سات میں سے ایک ان کی جگہ اور دس میں سے ایک ان کی جگہ اور چالیس میں سے ایک ان کی جگہ اور ستر میں سے ایک ان کی جگہ اور تین سو میں سے ایک انکی جگہ اور تمام دنیا میں سے ایک ان کی جگہ قائم مقام کیئے جاتے ہیں اور یہی حالت صور پھونکنے تک رہے گی ان میں سے بعض کا قلب مثل حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے ہے، اور بعض کا قلب مثل قلب نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے ہے، میں نے تعظیما کہا کہ مثل قلب ابراہیم علیہ السلام کے فرمایا ہاں، اور مثل قلب جبرئیل اور داود اور سلیمان علیہم السلام کے ہوتا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا فبھداھم اقتدہ۔ کوئی نبی وفات نہیں پاتے مگر ان کے مثل ایک آدمی پیدا ہوتا ہے جو قیامت تک انہیں کے طریقہ پر چلتا رہے گا۔ اگر ان چالیس آدمیوں میں سے کوئی ان دس آدمیوں کے قلب پر مطلع ہوں تو انکا قتل و خون حلال جانیں اسی طرح ستر میں سے کوئی ان چالیس کے قلب سے مطلع ہو جائے تو ان کا قتل و خون حلال سمجھے کیا تم نے میرا اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ نہیں سنا، میں نے دریافت کیا آپ کیا کھاتے ہیں؟ فرمایا کہ فس اور کماۃ، میں نے پوچھا کہ حضرت الیاس کی کیا خوراک ہے فرمایا دو روٹیاں چپاتی ہر رات ملتی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کا اور ان کا مقام کہاں رہتا ہے؟ فرمایا سمندر کے جزیروں میں۔ میں نے کہا آپ آپس میں ملتے بھی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ جب کوئی ولی اللہ وفات پاتے ہیں تو ہم نماز میں شریک ہوتے ہیں اور جب حج کا زمانہ آتا ہے تو اس وقت ہم بھی شریک حج ہوتے ہیں وہ میرے بال مونڈتے ہیں میں انکے بال مونڈتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے آپ ان لوگوں کا جن کا ذکر فرمایا نام بتائیے؟ آپ نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں ان سب کے نام لکھے ہوئے

تھے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں کھڑا ہوا تو کہا کہاں جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ فرمایا تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ میں نے پوچھا آپ کہاں جائیں گے؟ فرمایا اس سوال سے تمہاری کیا غرض ہے؟ میں نے کہا میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ کے برکت حاصل کرونگا فرمایا میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں حطیم میں ادا کر کے طلوع آفتاب تک رکن شامی کے قریب بیٹھوں گا پھر سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کروں گا اور ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں' اور عصر کی بیت المقدس میں' اور مغرب کی کوہ طور پر' اور عشاء کی سد سکندری پر ادا کر کے صبح تک اس کے سب مقامات کی حفاظت کروں گا۔

فرشتوں کی عبادت کے طریقے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں صلحاء کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیٹھا تھا ہم میں ایک شخص ہاشمی بھی تھے ان پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا تو انہوں نے ہم سے کہا کیا تم لوگوں نے وہ نہیں دیکھا جو میں نے دیکھا؟ ہم نے کہا ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا کہا میں نے فرشتوں کو احرام باندھے ہوئے کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا ملائکہ۔ میں نے پوچھا تم اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت رکھتے ہو فرمایا ہماری محبت اندرونی ہے اور تمہاری محبت بیرونی ہے۔

یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیت المقدس کے قبہ میں جا کر رات کو وہاں رہا میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اچانک قبہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ویسے ہی رہے اور میں آسمان کو دیکھتا تھا۔ آسمان سے ایک بڑی مخلوق اتری جن کا شمار سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ہو سکتا وہ یہ تسبیح پڑھتے تھے سبحان من ھو ھو' سبحان من لیس الا ھو اھیا اشر اھیا جب اخیر رات ہوئی تو ایک نے ان میں سے مجھ سے کہا جو میرے پہلو میں تھا تیرا کیا ارادہ ہے میں نے کہا میں نے چاہا ہے کہ رات کو اس مقام پر عبادت کروں۔ آپ کون لوگ ہیں؟ کہا ہم ملائکہ ہیں ہم بیت المعمور میں داخل ہوئے تھے اور اب قیامت تک وہاں نہیں جائیں گے کیونکہ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت تک دوبارہ وہاں نہیں جاتے اور جب بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں تو اس رات کو بیت المقدس میں جاتے ہیں اور صخرہ پر جاتے ہیں پھر بیت اللہ الحرام میں

جاتے ہیں وہاں سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر مدینہ منورہ جا کر نبی علیہ السلام کو سلام کرتے ہیں پھر اپنی صف میں پہنچ جاتے ہیں۔ جب وہ وہاں سے اوپر چڑھ گئے تو قبہ مل گیا اور صبح ہو گئی۔

ولی کے دکھ کی شفاء کے لئے دوا کا عجیب طریقہ

اسی طرح ایک اور بزرگ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مصیصہ میں جبل نور پر تھا۔ وہاں میرے پاؤں میں ایک بڑی ہڈی گھس گئی۔ میں نے اس کے نکالنے میں حتی المقدور کوشش کی مگر نہ نکال سکا اور میرے پاؤں ہی میں ایک مدت تک رہی یہاں تک کہ پاؤں سوج گیا اور اس میں پیپ پڑ گئی اور سیاہ ہو گیا اور بھری ہوئی مشک کی مانند پھول گیا اور میں ایک درخت کے نیچے پڑا رہا۔ میری آنکھ لگ گئی اور سو گیا۔ اس وقت مجھے کچھ بو محسوس ہونے لگی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا کالا سانپ اس ہڈی کی جگہ پر منہ لگائے پڑا ہے اور زخم کو چوس چوس کر خون اور پیپ پھینکتا جاتا ہے۔ میں نے آنکھ بند کر لی وہ سانپ اسی طرح خون اور پیپ چوس چوس کر پھینکتا جاتا تھا حتی کہ ہڈی تک پہنچا اور اسے ہلا کر نکال ڈالا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ کوئی نرم چیز میرے پاؤں پر لگائی نہ معلوم اس نے اپنی زبان لگائی یا دم' اسکے بعد میں اٹھ بیٹھا تو خون پیپ اور ہڈی سب چیز پڑی ہوئی تھی اور مجھے یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ میرے کس پیر میں درد تھا اور سارا درد جاتا رہا اس پر اللہ کا بڑا شکر ہے سبحان اللطیف الخبیر الذی ھو علی کل شی قدیر۔

شفاء' کشائش اور دشمن پر کامیابی کا مجرب نبوی عمل

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ایک بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ مجھے اور دیکھنے والوں کو میری زندگی کی امید نہ رہی میں اسی تکلیف شدید میں مبتلا تھا کہ میں نے جمعہ کی شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور میرے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کے پیچھے بہت سی مخلوق آئی اور وہ داخل ہوتے وقت پرندوں کی شکل پر تھے اور بیٹھنے کے بعد آدمیوں کی شکل بن گئے۔ وہ داخل ہوتے رہے اور میں دروازہ کو دیکھتا رہا جب وہ داخل ہو چکے تو اس شخص نے سر اٹھایا اور فرمایا میں اس شہر میں تین آدمیوں کی عیادت کے لئے

آیا ہوں- ایک تو یہ شخص میری طرف اشارہ کر کے- دوسرا صالح خلقانی- میں ان کو اس سے پہلے نہیں جانتا تھا- تیسرے ایک عورت جس کا نام نہ لیا- پھر اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھی

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ حَسْبِیَ اللّٰهُ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ عَلَی اللّٰهِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

پھر مجھ سے فرمایا ان کلمات کو بہت پڑھا کرو- اس میں ہر بیماری کی شفا اور ہر تکلیف کی کشائش اور ہر دشمن پر کامیابی ہے- پہلے پہل اسے حاملین عرش نے پڑھا تھا جب انہیں عرش کے اٹھانے کا حکم ہوا اور قیامت تک اسے پڑھتے رہیں گے- ایک شخص جو آپ کے دائیں یا بائیں جانب بیٹھے تھے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر کوئی اسے دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے فرمایا واہ واہ اس میں فتح و نصرت اور خوشخبری ہے میں نے خیال کیا کہ وہ ابوبکر ہیں- میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ابوبکر ہیں- فرمایا یہ میرے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر اپنے دست مبارک سے بائیں طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ شہداء ہیں اور پھر پیچھے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ صالحین ہیں اور پھر تشریف لے گئے- میں بیدار ہوا تو میری بیماری جاتی رہی اور صبح تک پہلے سے بھی زیادہ تندرست ہو گیا- والحمدللہ رب العلمین-

بدکاری سے بچنے پر جسم سے خوشبو

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے تھے- کیونکہ ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی حتی کہ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے ہیں کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی اسی طرح جب بازار میں گزرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی' میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا میں نے ان سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے لئے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہو گی؟ اس نے کہا بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی- نہ کبھی خوشبو لگائی- میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے لئے دعا کرو میری ولادت بغداد میں ہوئی- میرے والد امیر آدمی

تھے اور جس طرح امراء اپنی اولاد کو تعلیم دیتے ہیں مجھے بھی تعلیم دیتے تھے اور میں بہت خوبصورت تھا اور بہت حیا دار تھا میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ اس کی دل بستگی ہو اور اس کی طبیعت کھلے چنانچہ مجھے ایک کپڑا فروش کی دکان پر بٹھایا میں صبح و شام اس کی دکان پر جا بیٹھتا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس کپڑا فروش سے بھاری کپڑے مانگے۔ اس نے ویسے ہی کپڑے نکال کر دکھائے۔ اس نے کہا میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تاکہ جس کی ہمیں ضرورت ہو لے کر باقی کپڑا اور اسکی قیمت اس شخص کے ساتھ روانہ کر دیں اس نے مجھ سے کہا اس کے ہمراہ جا کر دل بہلا آؤ میں نے کہا اچھا میں اس کے ساتھ چلا۔ وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اسکے دروازہ پر پاسبان تھے اور دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔ میں اس میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش سب زرین اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ تخت سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے ڈر، اللہ سے ڈر۔ اس نے کہا کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دونگی۔ میں نے کہا مجھے استنجے کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں اس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلا میں لیجاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا۔ میں نے پاجامہ کھولکر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور مونہہ پر ملا اور اپنی آنکھیں نکالیں ایک لونڈی جو رومال اور پانی لے کر اندر آئی اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح دوڑا وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی یہ لڑکا دیوانہ ہے پھر ساری لونڈیاں جمع ہو کر آئیں اور مجھے ٹاٹ میں لپیٹا اور ایک باغ میں لیجا کر پھینک دیا۔ جب میں نے جان لیا کہ وہ چلی گئی ہیں تو میں نے اٹھ کر اپنے کپڑے، منہ اور تمام بدن کو دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہ رہا ہے کہ کہاں ہے یوسف علیہ السلام کا فعل تیرے فعل کے سامنے؟ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں! کہا میں جبرئیل ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے۔ یہ خوشبو جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ کی ہے۔

قبر میں قرآن پڑھ رہے تھے

ایک صالح فرماتے ہیں کہ اباوان میں ایک شخص زاہد بدوی کے نام سے مشہور تھے میں نے ان کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا ان کی وفات ہو گئی اور گورکن نے مجھ سے کہا کہ جب میں نے بدوی کے واسطے قبر کھودی اور لحد کے برابر کرنے کے لئے اندر گیا تو نزدیک والی قبر کی ایک اینٹ گر پڑی۔ میں نے دیکھا اس میں ایک شیخ نہایت سفید چمکتے ہوئے کپڑے پہنے ستھرے حرفوں والے قرآن شریف کو گود میں رکھے ہوئے تلاوت کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے سر اٹھایا اور کہا کیا قیامت قائم ہو گئی؟ خدا تجھ پر رحم کرے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو فرمایا اینٹ کو اسی جگہ پر لگا دے خدا تجھے عافیت دے۔ میں نے اینٹ وہیں لگا دی۔

جنگل میں عبادت گزار بڑھیا کی کرامات

ایک شیخ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو علی بدوی دونوں ایک بھائی کی ملاقات کے ارادے سے جنگل کی طرف چلے ہمیں شدت کی بھوک لگی اتنے میں ہم نے دیکھا کہ ایک لومڑی زمین کھود کر کھمبی نکالتی اور ہماری جانب پھینکتی تھی۔ ہم نے اپنی ضرورت جتنا لیا اور آگے چلے تو ناگاہ ہم نے ایک درندے کو سوتا ہوا پایا۔ جب ہم قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا ہے۔ ہم اسکے پاس کھڑے ہوئے تعجب کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک کوا آیا اور اسکی چونچ میں گوشت کا ٹکڑا تھا اس نے اس درندہ کے کان پر پر مارے اس نے منہ کھول دیا اور کوے نے گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔ مجھ سے ابو علی نے کہا یہ ہمارے لئے قدرت کی دلیل ہے نہ کہ اس درندہ کے لئے۔ ہم اس جنگل میں کئی روز تک چلتے رہے وہاں ایک جھونپڑا نظر آیا ہم اس کی طرف گئے دیکھا تو وہاں ایک بڑی بوڑھی عورت ہے اور ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور حجرہ کے دروازے پر ایک پتھر ہے جس میں ایک گڑھا بنا ہوا ہے ہم سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ جبکہ وہ اپنی عبادت میں مشغول تھیں جب آفتاب غروب ہو گیا تو وہ اپنے حجرہ سے نماز مغرب پڑھ کر باہر نکلیں ان کے ہاتھ میں دو روٹیاں اور ان پر تھوڑی سی کھجوریں رکھی ہوئی تھیں اور ہم سے کہا کہ جھونپڑی میں جا کر اپنا اپنا حصہ لے آؤ ہم اندر گئے تو وہاں چار روٹیاں اور کچھ کھجوریں رکھی تھیں حالانکہ اس جگہ نہ کھجور کا درخت تھا نہ کھجوریں تھیں ہم نے وہ کھا لیا تھوڑی

دیر میں ایک ابر آیا اور اس پتھر پر برسا جس سے وہ پتھر بھر گیا اور ایک قطرہ باہر نہ گرا میں نے پوچھا تمہیں یہاں کتنی مدت ہوئی۔ کہا ستر برس ہوئے میرا خدا کے ساتھ یہی معاملہ ہے یہی کھانا ہے اور یہی پانی جیسا کہ تم نے دیکھا ہم نے کہا پانی بھی اسی طرح آتا ہے کہا گرمی اور سردی میں ہر رات یہ ابر اسی طرح آکر برستا ہے اور اسی طرح یہ روٹیاں بھی پہنچتی ہیں۔ پھر ہم سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو ہم نے کہا ابو نصر سمرقندی کے پاس ان کی زیارت کی غرض سے جا رہے ہیں۔ کہا ابو نصر اچھے آدمی ہیں آؤ ان لوگوں سے ملاقات کرو اتنے میں دیکھا تو ابو نصر ہمارے پاس کھڑے ہیں انہوں نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے انہیں سلام کیا پھر کہا جب بندہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے تو حق تعالیٰ بھی اس کے ارادوں کو پورا کر دیتے ہیں۔

کنکریاں اشرفیاں بن گئیں

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور محمد عابد نامی ایک شخص بیت المقدس سے جمعہ کے دن رملہ کے ارادہ سے نکلے ہم ایک گھاٹی پر چڑھے تو ایک آواز سنائی دی کوئی کہتا تھا کہ آدمی کتنا گھبراتا ہے جب اس کا کوئی ساتھی نہ ہو اور راستہ کس قدر تنگ ہوتا ہے جب اس کا کوئی رہنما نہ ہو۔ ہم نے جھانک کر دیکھا تو ایک عورت تھیں ان کے جسم پر اون کا ایک کرتہ اور اسی کی ایک چادر تھی اور ہاتھ میں ایک لکڑی تھی ہم نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور پوچھا کہاں چلے؟ ہم نے کہا رملہ تک جاتے ہیں پوچھا رملہ میں کیا کرو گے؟ کہا وہاں ہمارے احباب ہیں۔ کہا تمہارے قلب میں حبیب اکبر کہاں ہے ہم نے کہا وہ ہمارا اور جملہ مومنین کا حبیب ہے۔ کہا وہ تمہارا اور جملہ مومنین کا زبانی حبیب ہے اور میرا زبانی اور قلبی حبیب ہے۔ ہم نے کہا آپ سمجھدار عورت معلوم ہوتی ہیں لیکن آپ میں ایک غلطی ہے کہا وہ کیا ہے ہم نے کہا تم جوان عورت ہو بغیر محرم کے سفر کرتی پھرتی ہو۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ۔ یعنی میرا سرپرست وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی ہے اور وہی نیکوں کا سرپرست ہے میں نے اپنے کمبل سے کچھ دراہم نکال کر انہیں دیئے۔ انہوں نے پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے۔ میں نے کہا میں مباح چیزوں سے کسب کر کے پیدا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں یہ کسب ضعیف ہے۔ میں نے کہا میرا ضعف کیا ہے کہا ضعف یقین ہے۔ ہم نے کہا یقین کی کیا علامت ہے۔ کہا تو اس وقت تک درجہ

یقین کو نہیں پہنچے گا جب تک کہ تو اس کے بلا رضا جو گوشت پیدا ہوا ہے اسے قینچی سے کاٹ کر پھینک نہ دے اور نیا گوشت اس کی رضامندی کے ساتھ پیدا نہ کرلے۔ ہم نے کہا ہر شے کی ایک علامت اور دلیل ہوتی ہے تمہاری حقانیت کی کیا دلیل ہے؟ انہوں نے فوراً" زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں اور کہا اے ضعیف الیقین اسے لے لے۔ اسے محمد عابد نے لے لیا تو سب کے سب دینار تھے اور کہا اسے لیجاؤ یہ نہ کبھی ترازو کے پلڑے میں تلا ہے نہ اس سے پہلے کسی انسان کے ہاتھ میں گیا ہے۔ اور مجھ سے کہا تمہیں اس سبب سے نہیں دیا کہ تم اس سے بھاگتے ہو۔ پھر کہا تم کہاں جا رہے ہو۔ ہم نے کہا رملہ کو' کہا رملہ تو یہی ہے ہم نے دیکھا تو ہم رملہ کی دیوار کے نیچے تھے۔ ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکل رہے تھے اور محمد عابد نے ان دیناروں سے عسقلان میں ایک مسجد بنوائی یہ مسجد آج تک مسجد مباحی کے نام سے مشہور ہے۔

غیب سے کھانا

حضرت ابو جعفر مدار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک کشتی پر سوار ہو کر بصرہ سے بغداد جا رہا تھا میرے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جو نہ کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا نہ نماز پڑھتا تھا میں نے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ کہا میں عیسائی ہوں۔ میں نے کہا کہ تو کھاتا کیوں نہیں۔ کہا میں متوکل ہوں۔ میں نے کہا میں بھی متوکل ہوں' اور ابھی ان لوگوں کا دستر خوان چنا جائے گا اور وہ ہمیں بلائیں گے ہم کیوں یہاں بیٹھیں اٹھو ہم پیدل چلیں۔ اس نے کہا ایک شرط پر چلتا ہوں کہ جب ہم کسی شہر میں پہنچیں تو نہ تم مسجد میں جاؤ نہ میں گرجا میں جاؤں میں نے کہا اچھا منظور ہے' ہم چل کر شام کے وقت ایک بستی میں پہنچے اور ایک کوڑے کے قریب بیٹھے ایک کالا کتا منہ میں ایک روٹی لئے ہوئے آیا اور نصرانی کے آگے رکھ کے چلا گیا اس نے وہ روٹی کھالی نہ میری طرف التفات کیا نہ مجھے کھانے کو کہا' ہم اسی طرح تین دن چلے۔ ہر شب اس کے پاس کتا ایک روٹی لے آتا تھا اور وہ اپنے آپ کھالیتا تھا۔ جب چوتھا دن ہوا تو ہم ایک گاؤں میں شام کے وقت پہنچے اور میں مغرب کی نماز کے لئے کھڑا ہوا ایک شخص ایک طبق میں روٹی اور ایک لوٹے میں پانی لے کر میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو اس نے میرے آگے لا کر رکھا۔ میں نے اس نصرانی کو دکھا کر کہا کہ اس شخص کے پاس لے جاؤ۔ یہ کہہ کر میں پھر نماز میں مشغول ہو گیا

وہ نصرانی طبق لیئے ہوئے میرے پاس آیا جب میں نے سلام پھیرا تو مجھ سے کہا تم اپنے دین کی مجھے تعلیم کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ دین سچا ہے میں نے کہا یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا؟ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ میری روزی میرے جیسے کتے کے ساتھ ہی روانہ کرتے تھے اور جو کچھ مجھے ملتا تھا اسے میں ہی کھالیا کرتا تھا اور تمہارے پاس تمہارے ہی جیسے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور تین دن کے بعد اس وقت بھی تم نے اپنے نفس پر مجھے مقدم کیا۔ اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارا دین میرے دین سے اچھا ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا

حور کی جوتی

ابو عمران سندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر کی فلاں جامع مسجد میں تھا میرے دل میں نکاح کا خیال آیا اور میرا پکا ارادہ ہو گیا۔ اس وقت قبلہ کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوا ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اس میں سرخ یاقوت کی ایک جوتی تھی اور اس کا تسمہ سبز زمرد کا تھا اور اس پر موتی بھی جڑے ہوئے تھے ایک ہاتف نے آواز دی کہ یہ اس کی (یعنی تمہاری حور کی) جوتی ہے وہ خود کیسی ہو گی۔ اس وقت سے میرے دل سے عورتوں کی خواہش جاتی رہی۔

تین حوروں سے نکاح

محمد وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبارک نامی ایک حبشی تھے وہ جائز کام کیا کرتے تھے ہم ان سے کہا کرتے تھے اے مبارک تم نکاح نہیں کرو گے؟ تو وہ جواب دیتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ حور سے میرا نکاح کر دے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں شریک ہوئے جس میں دشمن ہم پر حملہ آور ہوا اور اس میں مبارک شہید ہوئے اور جب ہم ان پر سے گزرے تو ہم نے دیکھا کہ ان کا سر الگ پڑا تھا اور دھڑ ایک طرف تھا اور وہ پیٹ کے بل گرے ہوئے تھے ان کے ہاتھ سینہ کے نیچے تھے۔ ہم ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا اے مبارک اللہ نے کتنی حوروں کے ساتھ تمہارا بیاہ کیا۔ انہوں نے سینہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر تین انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی تین حوروں سے۔

جنت کا تخت دنیا میں

حضرت ابو حامد حلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ بڑی نیک تھیں۔ ایک دن ہم بہت

محتاجی کی حالت میں تھے مجھ سے کہا اے بیٹے ہم کب تک اس تکلیف میں رہیں گے؟ جب سحر کا وقت ہوا تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ اگر ہمارے واسطے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے ہمیں دنیا میں کچھ عطا فرما دے۔ اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں مجھے ایک نور دکھائی دیا۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک تخت کے سونے کے پائے ہیں اور وہ جواہر سے مرصع کئے گئے ہیں۔ میں نے والدہ سے کہا کہ یہ لو اور کچھ جواہر بیچنے کے ارادہ سے بازار میں گیا اور جی میں کہتا تھا کہ ان میں سے کچھ جواہر جوہریوں کے ہاتھ فروخت کروں لیکن اس کا کیا طریقہ ہو گا۔ جب میں مسجد سے لوٹ کر آیا تو مجھ سے میری ماں نے کہا اے بیٹے تو مجھے معاف کر دے کیونکہ جب تو گھر سے نکلا تو میں سو گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے دروازہ پر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ مکان ابو احمد حلاس کا ہے۔ میں نے کہا میرے بیٹے کا؟ تو ایک شخص نے کہا ہاں۔ میں اس مکان میں جاکر اسکے کمروں میں گشت کرتی رہی میں نے ایک کمرے میں بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے۔ ان کے درمیان میں ایک تخت ٹوٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا ان تختوں کے بیچ میں یہ ٹوٹا ہوا تخت کس قدر بے موقع ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس کے پائے تم نے لے لئے ہیں۔ میں نے کہا اسے اپنی جگہ پہنچا دو۔ جب میں جاگی تو وہ غائب ہو گئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے۔

عالم بالا کے شربت کے عجائبات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم روم کے ملک میں تھے ایک شخص ہمارے ساتھ ہو لئے جو نہ کبھی کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ میں نے کہا میں نے تمہیں گیارہ روز سے کوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا۔ فرمایا جب تم سے جدا ہونے کا وقت آئے گا تو میں تم سے اس کی وجہ بیان کر دوں گا۔ جب جدائی کا وقت آیا تو میں نے کہا آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ فرمایا میں چار سو آدمیوں کے ہمراہ غزوہ میں شریک ہوا دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور میرے ساتھی شہید ہوئے صرف میں بچ نکلا۔ میں مقتولین کے درمیان میں تھا۔ جب غروب کا وقت ہوا تو مجھے اوپر کی جانب خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا بہت سی لڑکیاں آئیں اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھیں کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا ان کے ہاتھوں میں پیالے تھے اور ان مقتولین کے منہ میں ڈالتی جاتی تھیں۔ میں نے اپنی آنکھ بند

کرلی جب میرے پاس آئیں تو ایک نے کہا جلدی سے اس کے حلق میں ڈال کر چلو تاکہ ہم آسمان کے دروازے بند ہونے سے پہلے پہنچ جائیں ایسا نہ ہو کہ ہم زمین پر رہ جائیں۔ دوسری نے کہا اسے پلا دو اس میں کچھ رمق باقی ہے۔ تیسری نے کہا کچھ خوف نہ کر پلا دے اے بہن' اس نے میرے منہ میں ڈال دیا۔ میں نے جب سے وہ شربت نوش کیا ہے مجھے کھانے پینے کی کوئی حاجت نہیں رہی۔

پھل کے چھلکے اور مچھلی کے کانوں پر کلمہ طیبہ

ایک شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہندوستان گیا ایک شہر میں پہنچا تو وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ تھے اس کے دو چھلکے ہوتے تھے۔ جب انہیں توڑا جاتا تھا تو اس کے اندر سے ایک لپٹا ہوا سبز ورق نکلتا تھا۔ جب اسے کھولا جاتا تھا تو اس کے اندر فطرتی طور پر سرخ روشنائی سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا تھا اور اہل ہند اس سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ اور بارش رک جاتی تو اس کے وسیلہ سے طلب باراں کرتے تھے۔ اور اسکے پاس گڑگڑا کر رویا کرتے تھے۔ میں نے یہ قصہ ابویعقوب صیاد سے بیان کیا انہوں نے فرمایا میں اس میں کوئی تعجب انگیز بات نہیں سمجھتا میں جب ایلہ میں تھا تو میں نے ایک مچھلی شکار کی۔ اس کے دائیں کان پر لاالہ الا اللہ اور بائیں پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو اسے دریا میں ڈال دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے اس وجہ سے اس مچھلی کو پانی میں ڈال دیا تاکہ اللہ اور رسول کے نام کا احترام رہے۔

عجیب کرامات

ایک رومی کہتے ہیں میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمان ہم پر چڑھ آئے اور میں ان کی تاک میں ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اتفاقاً" ایک دن اخیر کی فوج کو غافل پا کر میں نے ان میں سے تقریباً" دس آدمی گرفتار کر لئے اور باندھ کر خچروں پر سوار کیا اور ہر ایک پر ایک ایک پہرہ دار مقرر کیا۔ ایک دن میں نے ان میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے اس کے نگہبان سے اس کے متعلق جواب طلب کیا۔ اس نے کہا کہ یہ شخص جب نماز کا وقت آتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے ایک اشرفی دوں گا مجھے نماز پڑھ لینے دے

ہمیشہ سے یہ اسی طرح سے دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے میں نے کہا اس کے پاس کچھ ہے؟ کہا نہیں ہے لیکن جب وہ نماز ادا کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک اشرفی آ جاتی ہے اور وہ مجھے دے دیتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں نے پرانے کپڑے پہنے اور ایک ادنی درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس شخص کے سپاہی کے ساتھ ہو لیا تاکہ اس کی سچائی دیکھوں۔ جب ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ سے اشارہ سے کہا اگر نماز پڑھنے دو گے تو میں تمہیں ایک دینار دونگا۔ میں نے اشارہ سے کہا میں دو دینار لوں گا پھر انہوں نے اشارہ سے کہا اچھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو زمین پر ہاتھ مار کر دو دینار نکالے اور میرے حوالے کئے۔ جب عصر کا وقت آیا تو انہوں نے پھر پہلے ہی کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار سے کم نہ لون گا کہا اچھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار مجھے اٹھا دیئے۔ جب مغرب کا وقت آیا تو پھر اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں دس دینار سے کم نہ لوں گا۔ انہوں نے قبول کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر دس دینار میرے حوالے کئے۔ جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کی حالت دریافت کی اور انہیں دارالاسلام کی جانب لوٹنے کی اجازت دی انہوں نے لوٹ جانا قبول کیا۔ میں نے انہیں ایک خچر پر سوار کر کے ان کے ساتھ توشہ بھی رکھ دیا اور اپنے آپ میں نے خچر پر سوار کیا اس وقت انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اس کے پاس اپنے پسندیدہ دین میں قوت دے۔ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں نے ان کے ہمراہ اپنی مقرب جماعت سے کئی آدمی حفاظت کے لئے بھیجے اور ان سے کہدیا کہ دارالاسلام میں جو پہلا شہر تمہیں ملے اس میں انہیں پہنچا دو۔ اور ان کو دوات اور کاغذ دیا اور ایک نشان مقرر کیا کہ تم پہنچ کر یہ نشان کاغذ پر لکھ دو تاکہ میں جان لوں کہ انہوں نے احتیاط سے تمہیں پہنچا دیا۔ ہمارے اور اس شہر کے درمیان چار روز کا راستہ تھا۔ جب پانچواں روز ہوا تو وہ لوگ واپس لوٹ آئے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان لوگوں نے قتل نہ کر دیا ہو۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم تم سے جدا ہوئے تو ایک لحظہ میں وہاں پہنچ گئے۔ اور یہ چار دن ہمیں لوٹنے میں لگے۔

گدھا زندہ ہو گیا

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل یمن کی ایک قوم جہاد کی نیت سے چلی ان میں سے ایک شخص کا گدھا مر گیا جب اور لوگ جانے لگے تو ان سے کہا تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور اٹھ کر وضو کیا' دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ میں تیرے راستہ میں جہاد کرنے چلا ہوں اور تیری رضا ہی مقصود ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور کو اٹھاتا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کر دے' اور پھر اٹھ کر گدھے کو مارا تو وہ کان جھاڑ کر کھڑا ہو گیا اس نے اس پر زین کس لیا اور لگام ڈال کر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا' انہوں نے کہا کیا بات ہے؟ کہا میں نے اللہ سے دعا کی کہ میرا گدھا زندہ کر دے تو اس نے زندہ کر دیا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اس گدھے کو کناسہ میں بکتے دیکھا میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے وہاں جا کر بیان کیا کہ۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اس گدھے کو کناسہ میں بکتے دیکھا میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے وہاں جا کر بیان کیا کہ حضرت شعبی کا بیان ہے کہ یہ گدھا مر کر زندہ ہوا ہے۔ لوگوں نے اسے جھٹلایا اور کہا مرنے کے بعد بھی کہیں گدھا زندہ ہوتا ہے؟ یہ شخص امام

شعبی پر بہتان لگاتا ہے۔ اور کہا کہ ہمارے ساتھ ان کے پاس چل پھر ان کے پاس جا کر اس شخص نے کہا اے ابو عمر! کیا آپ نے مجھ سے یہ نہیں بیان کیا تھا' اس وقت آپ نے کہا یہ کب کا ذکر ہے؟ اس وقت لوگوں نے کہا ہم جانتے تھے کہ اس نے حضرت ابو عمر پر بہتان باندھا ہے' جب وہ لوگ چلے گئے تو اس نے کہا اے ابو عمر! کیا آپ نے مجھ سے یہ قصہ بیان نہیں کیا تھا؟ اس وقت آپ نے فرمایا تم پر بھی افسوس ہے کہ تم مرغیوں کے بازار میں اونٹ بیچنے لے گئے تھے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت شعبی نے اس پر انکار اس لئے فرمایا کہ اس نے ایک بڑی کرامت ایسے شخصوں سے بیان کی جن کے عقل اسے قبول نہیں کرتے تھے نہ ان کے فہم وہاں تک پہنچ سکتے تھے اور ان کے علمی راس المال کو مرغیوں والے تاجر کے ساتھ تشبیہ دی اور اہل عقل کے علمی راس المال کو اونٹ کے تاجروں سے تشبیہ دی۔ اس دوسری تشبیہ میں آپ نے تساہل سے کام لیا ورنہ ان کا راس المال اونٹ

والے کیا بلکہ جو ہر نفیس سے بھی زیادہ اعلیٰ و اولیٰ ہے اور منکرین کا راس المال علمی ادنیٰ تانبے کے پیسے سے بھی اقل و اصغر و ادنیٰ و احقر ہے ایسے ہی دو فریقوں کی جانب نبی کریم نے اشارہ فرمایا ہے لاتعطوا الحکمت غیر اھلھا فتظلموھا ولاتمنعوا عن اھلھا فتظلموھم یعنی حکمت نااہل کے سامنے نہ پیش کرو کیونکہ یہ علم و حکمت پر ظلم ہے اور اہل سے مت چھپاؤ ورنہ ان پر ظلم ہو گا۔

چند قدم میں بیت المقدس پہنچادیا

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیت المقدس کے ارادہ سے چلا اور راستہ بھول گیا۔ اچانک ایک عورت ملی اور میرے سامنے آئی میں نے کہا اے مسافرہ کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے؟ اس نے کہا اس کا پہچاننے والا کیونکر مسافر ہو سکتا ہے اور اس کی محبت رکھنے والا کیونکر گمراہ ہو سکتا ہے؟ پھر مجھ سے کہا تو میری لکڑی کا سرا پکڑ کر میرے آگے آگے چل۔ چنانچہ میں اسی لکڑی کا سرا پکڑ کر آگے آگے اس کے سات قدم چلا تھا یا کچھ کم زیادہ کہ اتنے میں میں نے بیت المقدس کی مسجد دیکھی میں نے آنکھوں کو ہاتھ سے مل کر کہا شاید مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے کہا اے شخص تیری سیر و سیاحت زاہدوں کی سیر ہے اور میری سیر عارفوں کی سیر ہے۔ زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے اور چلنے والا اڑنے والوں کو کب پہنچ سکتا ہے پھر وہ غائب ہو گئیں۔ میں نے اس کے بعد انہیں نہ دیکھا۔

پتھر سے پانی نکل پڑا

حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس گیا اور کہا کہ تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے؟ کہا ہاں ہے تمہیں دونوں میں سے کون سا مرغوب ہے۔ میں نے کہا پانی۔ اسی وقت اس نے اپنی لکڑی نہایت سخت پتھر پر ماری تو اس میں سوراخ ہو گئے اور پانی بہنے لگا' میں نے پیا تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا میں حیران رہ گیا انہوں نے کہا تعجب نہ کرو کیونکہ جب بندہ مولا کی اطاعت کرتا ہے تو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔

جانور فرمانبردار بن گئے

اسی طرح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن سے چلے آپ کے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے دیکھا اور پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ جو موٹے ہوں میرے پاس آجائیں کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہے میں اس کا اکرام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں آگئے اس مہمان نے کہا سبحان اللہ کیا یہ ہوائی پرندے بھی آپ کے تابع فرمان ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ کیا تو جانتا ہے کہ کوئی بندہ خدا کی فرمان برداری کرے اور کوئی شے اس کی نافرمانی کرے۔

لکڑیوں کا گٹھڑ سونا بن گیا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایوب سختیانی سفر کو چلے، ہم ملک شام کے ایک راستہ پر جا رہے تھے کہ ہم نے ایک حبشی کو دیکھا جو لکڑیوں کا بوجھ اٹھائے ہمارے سامنے سے آرہا تھا۔ میں نے کہا اے حبشی تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا میرے جیسے آدمی کو تو یہ کہتا ہے؟ یہ کہہ کر بوجھ رکھدیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "اے پروردگار اسے سونا بنادے"۔ چنانچہ اسی وقت وہ بوجھ سونا بن گیا۔ پھر ہم سے کہا تم اسے دیکھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر کہا "اے اللہ! اسے لکڑی بنادے"۔ چنانچہ وہ لکڑی بن گیا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر ہم سے کہا عارفین سے سوال کرتے ہو؟ ان کے عجائب فنا نہیں ہوتے۔ حضرت ایوب فرماتے ہیں کہ میں اس حبشی غلام کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس سے ایسا شرمندہ ہوا کہ کبھی کسی سے نہ ہوا تھا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو ہمارے سامنے ایک پیالہ آگیا جس میں شہد تھا جو برف سے بھی زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا پھر کہا کھالو یہ شہد مکھیوں کے پیٹ کا نہیں ہے۔ ہم نے کھایا تو اس سے میٹھی کوئی چیز ہم نے نہیں دیکھی تھی ہم نے تعجب کیا۔ فرمایا ایسی کرامتوں پر تعجب کرنے والا عارف نہیں ہوتا اور جو تعجب کرے سمجھ جاؤ کہ وہ اللہ سے دور ہے اور جو کرامتوں کو دیکھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جاہل اور ناواقف ہے۔

نیک خاتون کا نکاح

شیخ ابو العباس کے شاگرد شیخ صفی الدین ابو منصور فرماتے ہیں کہ میرے استاد کی ایک صاحبزادی تھیں آپ کے دوستوں اور مصاحبوں میں سے بہت سے لوگ ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ شیخ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا میری اس لڑکی سے نکاح کا کوئی ارادہ نہ کرے کیونکہ جب یہ پیدا ہوئی تھی اسی وقت مجھے حق سبحانہ تعالیٰ نے اسکے خاوند کی اطلاع دے دی تھی اور میں اس کا منتظر ہوں۔

حضرت شیخ صفی الدین فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے والد کے ہمراہ (جو ملک اشرف کی وزارت پر تھے) نہر فرات کے پار تھا۔ جب ہم مصر آئے تو ملک عادل نے میرے والد کو قاصد بنا کر ابو عزیز کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ ملک مسعود ابن ملک کامل کی یمن میں جا کر مدد کرے۔ اس وقت میں شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو کر ان کا مصاحب ہوا میرے بچپن ہی میں جب کبھی شیوخ کا ذکر آتا تو ان کی صورت میرے سامنے آجاتی۔ جب میں ان کے سامنے بیٹھا تو میری شکل بدل گئی۔ جبکہ میری اچھی شکل تھی۔ زرین لباس تھا اور سواری کے لئے عمدہ خچر تھا۔ میں گھر بار چھوڑ کر شیخ ہی کے پاس آ رہا حتی کہ میرے والد بڑی حشمت کے ساتھ مکہ مکرمہ سے لوٹے اور ان کی ملاقات کے لئے مصر سے بڑی مخلوق پورے اہتمام اور ڈیرے خیموں کے ساتھ شہر کے باہر گئی، مجھ سے بھی شیخ نے فرمایا اپنے والد کی ملاقات کے لئے جاؤ۔ میں نے کہا میرا آپ کے سوا کوئی باپ نہیں اور اب میں نہ ان کی سواریوں پر سوار ہوں گا نہ انکے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ فرمایا اپنی بری حالت ہی کے ساتھ جاؤ چنانچہ میں ایک معمولی سواری پر ردی حالت میں سوار ہو کر چلا۔ میرے عزیز میری حالت دیکھ کر روتے تھے۔ جب والد صاحب سے حاجیوں کے پڑاؤ پر میں نے ملاقات کی تو میں تنہا تھا میں نے انہیں سلام کیا تو نہ انہوں نے مجھے پہچانا نہ ان کے ساتھیوں نے۔ انکے ہمراہ سالاران فوج اور غلام اور خادم سب تھے۔ جب اس کے بعد مجھے پہچانا تو دم بخود رہ گئے اور انکے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور سخت حیران ہوئے اور ہکا بکا رہ گئے خدا ان کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ پھر آگے چلے تو میرے اہل و اقرباء بھائی اور جو لوگ نکلے تھے ان سے آ ملے اور جمع ہو گئے اور میں تنہا ایک کونہ میں کھڑا رہا۔ جب وہ اپنے پڑاؤ پر آئے تو ان کے سامنے تحفے اور کھانے وغیرہ جو شہر سے ساتھ لائے تھے پیش کئے اور جو جو لوگ ان کے ہمراہ تھے اور جو ان سے ملنے آئے تھے سب دسترخوان پر جمع

ہو گئے مگر میں تنہا الگ رہا اور سخت گریہ و زاری کرتا رہا جیسا کہ قیدی کو جب اس کے اہل و عیال سے چھڑاتے ہیں تو آہ و زاری کرتا اور روتا ہے۔ اخیر میں مجھے والد نے قید کرنے کی دھمکی دی اگر میں اپنے اس طریقہ سے باز نہ آؤں اور پہلے کا طریقہ اختیار نہ کروں۔ میں نے شیخ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے مجھے اپنے یہاں سے نکال دیا اور کہا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور پھر کبھی میرے یہاں نہ آؤ۔ ایک مدت تک میں روتا تھا اور لیلیٰ کے مجنوں کا یہ شعر پڑھتا رہا۔

جننا بليلى ثم جنت بغيرنا　　　واخرى بنا مجنونة لا نريدها

(ترجمہ) میں لیلیٰ پر دیوانہ ہوا تو وہ غیر پر دیوانی ہو گئی اور ایک تو مجھ پر بھی دیوانی ہو گئی ہے جس کو میں نہیں چاہتا)

اس وقت اللہ نے مجھے شیخ کے مقصود کے راز پر مطلع فرمایا کہ شیخ نے میرے صدق کا امتحان کرنا چاہا ہے تاکہ میرے بارے میں وہ خواہش و ارادے سے بری ہو جائیں۔ اس وقت شیخ کی طرف سے میرا دل صاف ہو گیا اور اپنے باپ کے گھر جا کر ایک گوشہ میں بیٹھا رہا اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا نہ سوؤں گا نہ باہر نکلوں گا۔ والد نے میری حالت پوچھی تو لوگوں نے شیخ کے نکال دینے کا اور میرے قسم کھالینے کا سارا قصہ بیان کر دیا۔ کہا جب بھوک پیاس لگے گی تو خود بخود کھائے گا۔ چنانچہ میں تیسرے دن بھی اسی حالت پر رہا والد صاحب اس دن بیدار ہوئے اور فرمایا اس سے کہہ دو کہ شیخ کے پاس جائے اور جو چاہے کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ والد صاحب خود مجھ کو شیخ کے پاس لے جا کر ان کے حوالے نہ کر دیں۔ اس سے میری غرض شیخ کا اعزاز بڑھانا تھا۔ کہا اچھا اور مجھے ساتھ لے کر پیدل شیخ کی مسجد کی طرف گئے اور آپ کا ہاتھ چوم کر فرمایا حضرت یہ آپ کا لڑکا ہے اسے جو چاہے کیجئے۔ میری آرزو تو یہ تھی کہ اس کی جگہ پر میں خود آپ کا خدمت گزار ہوتا۔ شیخ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے آپ کو نفع پہنچائے گا۔ پھر مجھے شیخ کے سپرد کر کے چلے گئے خداوند عالم انہیں بڑی جزا عطاء فرمائے۔ اور میری جانب سے بھی جزائے خیر عطاء فرمائے۔ ایک مہینہ تک میں نے انہیں نہ دیکھا اور میں شیخ کے مکان پر دو گھڑے پانی سے بھر کر ننگے پاؤں لے جایا کرتا تھا اور لوگ مجھے دیکھ کر والد سے بیان کرتے تھے تو وہ فرماتے تھے میں نے اسے اللہ کے لئے چھوڑ دیا ہے اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کا یہ ثواب ضائع نہ

ہو گا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنے لائق اجر عطاء فرمائے۔ پھر والد کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ مجھ سے فرمارہے ہیں کہ اے صفی الدین میں نے اپنی لڑکی کا تجھ سے نکاح کردیا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میں حیران رہ گیا۔ شرم کی وجہ سے اس واقعہ کی شیخ کو اطلاع نہیں کر سکتا تھا۔ اگر نہ کروں تو خیانت کا اندیشہ تھا کہ میں ان سے کوئی بات دیکھی ہوئی نہ کہوں۔ اتنے میں شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا تو نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟ مجھ پر ان کی ہیبت طاری ہو گئی اور خاموش رہا۔ فرمایا بیان کرو تمہیں کہنا پڑے گا میں نے کہا میں نے یہ واقعہ دیکھا۔ فرمایا اے بیٹے! یہ تو ازل ہی سے ہو چکا تھا یا اس قسم کا کوئی اور فقرہ کہا۔ اور میرا عقد اپنی لڑکی کے ساتھ کردیا اور وہ اولیاء اللہ میں سے تھیں انکے چہرے پر ایسا نور تھا کہ کسی دیکھنے والے کو ان کے ولی اللہ ہونے میں شبہ نہیں ہوتا تھا نہ انکے جنتی ہونے میں شبہ ہوتا تھا' ان سے کئی بچے ہوئے اور سب کے سب فقہاء و فقراء ہوئے' اور ہم ان کی برکت سے ان کے والد کی وفات کے بعد بھی ایک مدت تک زندہ رہے۔

یہودی وزیر کو ذبح کر دیا

شیخ کبیر عارف باللہ حضرت سفیان یمنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ عدن میں داخل ہوئے ان سے کہا گیا کہ یہاں ایک یہودی ہے اسے بادشاہ نے ایک بڑے صوبہ کا حاکم بنا رکھا ہے اور اسے بڑا مرتبہ اور منصب حاصل ہو گیا ہے' اب مسلمان اسکی ہمرکابی میں چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اسکے سر پر کھڑے رہتے ہیں۔

چنانچہ شیخ سفیان اسکے پاس گئے اور یہ ان کی ریاضت اور تجرد اور فقیرانہ شکل کا زمانہ تھا' آپ نے دیکھا تو وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور مسلمان اسکے آگے زمین پر کھڑے تھے اور خدمت گذاری کرتے تھے' جب اسکے پاس پہنچے تو کہا کہ اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھو وہ چلایا اور اپنی فوج کو مدد کے لئے بلایا لیکن فوج کسی طرح اسکی مدد کو نہ پہنچ سکی پھر آپ نے اس پر کلمہ شہادت دوسری اور تیسری بار پیش کیا اور وہ ہر مرتبہ فوج کو پکارتا رہا اور فوج اسکی مدد نہیں کر سکتی تھی تیسری دفعہ کے بعد شیخ نے بائیں ہاتھ سے اس یہودی کے بال پکڑے اور سیدھے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا چاقو لیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کردیا اور اللہ کے نام پر قربانی کی پھر اپنی جگہ پر لوٹ گئے اور جامع مسجد کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ امیر تک پہنچی اس نے اس خبر کا

یقین نہ کیا کیونکہ وہ یہودی بادشاہ کا خادم اور اسکے خواص میں سے تھا خصوصاً" جب یہ سنا کہ قاتل ایک فقیر آدمی ہے۔ پھر جب متواتر خبر پہنچی تو غلاموں سے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس پکڑ لاؤ مگر غلام اسکے پاس تک نہ پہنچ سکے اور جامع مسجد تک جا کے واپس لوٹ گئے۔ اس وقت امیر خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور جامع مسجد میں پہنچا انہیں تکلیف تو کیا پہنچاتے ان میں سے بھی کسی کو حضرت کے پاس جانے کی جرات نہ ہوئی اس وقت امیر سمجھ گیا کہ ان کی اللہ کی جانب سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور وہاں سے لوٹا تو اسے بادشاہ کی جانب سے سختی کا اندیشہ ہوا کیونکہ شہر اسکی حفاظت میں تھا چنانچہ اس نے عقلمند اور اہل رائے سے مشورہ کیا بعض عقلمندوں نے رائے دی کہ یہ لوگ اولیاء اللہ ہیں اور آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور رج میں ایک ولی اللہ ہیں ان کا نام عابدی ہے ان کے پاس کسی کو بھیج کر انہیں بلواؤ اور ان سے اس قصہ کی شکایت کرو۔ چنانچہ قاصد بھیج کر انہیں بلوایا اور ان سے شکایت کی اور انہیں مجبور کیا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ قاتل بادشاہ کا جواب آنے تک شہر سے نہ نکلنے پائے۔ انھوں نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ پھر حضرت عابدی امیر کے پاس سے چل کر شیخ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے ان میں صحبت اور محبت تھی اور حضرت عابدی نے ان کے فعل کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا تم نے مسلمانوں کے راستہ سے یہ پتھر اکھیڑ دیا۔ پھر فرمایا ہمارے ساتھ ٹہلنے کیلئے چلو' حتی کہ قید خانہ کے دروازہ تک پہنچے اس وقت عابدی نے قید خانہ کے داروغہ سے فرمایا ان کو پکڑو اور بیڑیاں پہنا کر قید کردو اور حضرت سفیان نے بیڑیوں کے واسطے پیر پھیلا دیئے اور کہا ہم فرمانبردار ہیں چنانچہ قید ہو گئے اور کئی روز تک قید خانہ میں اس طرح پر رہے کہ جب چاہتے بیڑیاں پاؤں میں رہنے دیتے اور جب چاہتے اتار کر پھینک دیتے۔ جب جمعہ کا دن آیا اور نماز کا وقت قریب ہوا تو آپ بیڑیاں اتار کے جامع مسجد میں پہنچے' مسجد آدمیوں سے بھری ہوئی پائی' آپ مسجد میں داخل ہو کر امیر کے قریب جا پہنچے۔ پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں ان مردوں پر نماز پڑھتا ہوں اور چار تکبیریں کہتا ہوں پھر اللہ اکبر کہا اور مسجد سے نکل کر قید خانہ میں واپس لوٹ گئے اور ایک مدت تک وہاں رہے حتی کہ بادشاہ کا جواب آیا جس میں لکھا تھا اسے چھوڑ دو ہم خود اس سے سلامتی چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے انھوں نے دعوے کیا تھا کہ شہر اور ملک سب ان کا ہے تمہارا نہیں ہے۔ پھر وہ قید خانہ سے نکل گئے۔ اسکے بعد کسی بادشاہ یا کسی شیطان کا ان پر قابو نہ چلا۔

ایک مرتبہ اسی طرح ان کو سلطان کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا۔ ایک روز آپ بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور یہ مقام ابین میں جہاں سے عدن دو منزل پر واقع تھا' اور سلطان وہاں سے ڈر کر چلے بھی گئے تھے۔

اولیاء حکومت کی حفاظت بھی کرتے ہیں

شیخ ابو الغیث کے خادم اور بادشاہ کے غلام کے درمیان جھگڑا ہو گیا آپ کے خادم نے بادشاہ کے غلام کو پیٹ ڈالا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حضرت کے خادم کو قتل کروادیا۔ یہ خبر حضرت کو پہنچی تو آپ نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائی پھر سر اٹھا کر فرمایا مجھے حفاظت سے کیا کام۔ میں نگہداشت چھوڑدوں گا اور کھیتی وغیرہ کی حفاظت اور نگہبانی چھوڑ دوں گا' اس وقت بادشاہ قتل ہوئے اور بادشاہ کا لڑکا ملک مظفر شیخ کے پاس معافی مانگنے اس طور پر آئے کہ شیخ کے جوتے اس کے سر پر تھے یا گلے میں پڑے ہوئے تھے' شیخ نے پوچھا کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا بادشاہت؟ فرمایا میں نے تجھے مالک بنا دیا۔

بعض ائمہ اشراف یمن کے چند پہاڑوں پر قابض تھے پھر وہاں سے اتر کر تہامہ میں جانے کا قصد کیا' اس وقت شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ امام عالم حضرت محمد بن اسمٰعیل حضرمی کو لکھا کہ میں فتنہ پیدا ہونے کی وجہ سے یمن کا ملک چھوڑ کر نقل مکانی کرنا چاہتا ہوں کیا تم بھی میرے ساتھ موافقت کر سکتے ہو۔ اسکے جواب میں محمد ابن اسمٰعیل حضرمی نے لکھا کہ میرے اہل و اقرباء بہت ہیں ان کو لیکر ہجرت کرنا بہت دشوار ہے اور انہیں چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔ لہذا آپ اپنی جانب کو سنبھالیں اور اسکو بچائیں۔ میں اپنی جانب کو بچاؤں گا۔ جب شیخ ابو الغیث کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا اچھی بات ہے اسی روز فوراً وہ امام مذکور مر گئے یا مقتول ہوئے۔

(فائدہ) یہ سب امور تکوینیہ ہوتے ہیں جن کو ان کے متعلقہ حضرات اولیاء کے سپرد کیا جاتا ہے ان حضرت ابو الغیث میں بھی ایسی ہی شان تھی (امداد اللہ)

والی اور حاکم بنانے والے اولیاء

حضرت شیخ ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے تھے کہ ایک شیخ اور ایک فقیہ ہمارے شیخ حضرت علی اہدل کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ فلاں مقام پر چلو شیخ ساتھ ہو گئے اور

میں شیخ کے ہمراہ ہو گیا۔ رات کے وقت میں نے دیکھا کہ شیخ اور فقیہ دونوں ہوا میں ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں اور میں اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر چل رہے ہیں۔ میں نے جو کچھ دیکھا اپنے شیخ علی اہدل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا' فرمایا اے ابوالغیث یہ لوگ مقام تولیت اور عزل میں ہیں اللہ کے حکم سے جسے چاہتے ہیں والی اور حاکم بناتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں معزول کرتے ہیں عنقریب میں ان کا وارث ہو جاؤں گا۔ اور تم میرے وارث بنو گے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح یہ فرماتے ہیں کہ جب وہ حق تعالیٰ کے ارادے سے واقف ہو چکتے ہیں تو ان کو ملک میں تصرف کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انھیں اللہ کی طرف سے حکم ملا تھا کہ جب تم کوئی کام کرنا چاہو تو کرو اور مجھ سے نہ پوچھو میں تمہارے چہرے پر سوال کی ذلت نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں کہتا ہوں پہلی وجہ معقول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چکی خود بخود چل رہی تھی

ایک بزرگ نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا اسکے گھر والوں نے ان کے ساتھ نکاح کر دینے سے انکار کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اسکی خدمت کے لئے ایک لونڈی خریدو تو نکاح کر دیں گے اور بزرگ لونڈی کے خریدنے پر قادر نہ ہوئے۔ آپ نے اپنے ایک مرید سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا حضور آپ اس شرط پر نکاح کر لیجئے میں بجائے لونڈی کے خود خدمت کروں گا آپ ان سے جا کر فرمائیے کہ میرے پاس لونڈی ہے مگر وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جگہ پر ہی خدمت کروں گی نہ میں تمہیں دیکھوں گی نہ تم مجھے دیکھو۔ آپ نے جا کر ان لوگوں سے یہی فرمایا انھوں نے کہا اچھی بات ہے جب وہ ہماری مطلوبہ خدمت انجام دیگی تو ہمیں اسکے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور اپنے مرید کو لا کر ایک تنہا مکان میں کر گئے وہ حبشی تھے ان کی ڈاڑھی مونچھ بالکل نہ تھی اور وہ ان کے لئے چکی پیسا کرتے تھے اور منہ پر برقع ہوتا تھا اور بی بی جانتی تھیں کہ یہ لونڈی ہے۔ اور شیخ شب کو بیوی کے پاس سے عبادت کے لئے نکلتے۔ بیوی نے ان کا نکلنا عورتوں سے بیان کیا۔ عورتوں نے کہا ممکن ہے کہ وہ لونڈی کے پاس جاتے ہوں۔ جب اس رات وہ نکلے تو بیوی بھی پیچھے پیچھے نکلیں تاکہ دیکھیں کہ وہ لونڈی کے پاس تو نہیں ہیں۔ دیکھا تو لونڈی نماز پڑھ رہی ہے اور چکی خود بخود گھوم رہی ہے۔ انہیں تعجب ہوا اور شیخ کو وہاں نہ پایا وہاں سے لوٹ آئیں اور ٹھہری رہیں حتی کہ شیخ آئے تو ان سے سارا قصہ

بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس لونڈی کو دیکھا کہ وہ خود تو نماز پڑھ رہی تھیں اور چکی اپنے آپ گھوم رہی تھی۔ فرمایا وہ لونڈی نہیں ہے وہ میرا فلاں بھائی ہے انھوں نے کہا میں استغفار کرتی ہوں اور میں تم دونوں کی خدمت گار ہوں۔

۳۶۰ جہانوں کی سیر اور عجائبات عالم پر مشتمل ایک کرامت

حضرت شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو عبداللہ محمد ازہری عجمی بڑے ہی صاحب سیاحت تھے ان کی کرامتوں اور حکایتوں سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ آپ کے شاگرد شیخ کبیر ابوالحسن ابن الدقاق رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ محمد عجمی نے تین سو ساٹھ ایسے جہانوں میں داخل کیا جو عالم سموات والارض کے ماسوا تھے اور فرمایا ایک بار مجھے کوہ قاف پر پہنچایا اور ایک سانپ دکھایا جو پہاڑ پر حلقہ باندھے بیٹھا تھا اور اس کا سر دم پر رکھا تھا اور رنگ سبز تھا اور جب شیخ مجھے کسی امر خارق کی طرف لے جاتے یا زمین لپٹی جاتی تو میں ان کے ہمراہ اس موجودہ حس سے غائب رہتا تھا ایک دن دمشق سے نکلے اور میں آپ کے ساتھ تھا حتی کہ ہم طبریہ پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر پر کھڑے ہوئے میں نے کہا حضرت یہ قبر سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کی ہے۔ فرمایا یوں ہی کہا جاتا ہے پھر آگے بڑھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوا پر معلق چلا جا رہا تھا تو ہم کو ایک خوفناک مکان نظر آیا وہاں سے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے شیخ کو سلام کیا اور آپ کی تشریف آوری کی برکت حاصل کی اور آگے آگے چلے۔ میں نے ان سے وحشت دیکھی شیخ نے میری جانب التفات کیا اور فرمایا اے علی اپنے کو بچاؤ اور میرے ساتھ مشغول رہو اور ان لوگوں کے ساتھ جنہیں تم دیکھ رہے ہو مشغول مت رہو۔ یہ لوگ جن ہیں اور ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر پر جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم شہر میں پہنچے تو آپ کی ملاقات ایک دوسری قوم سے ہوئی اور ایک مکان میں لے گئے وہ ایک بہت ہی بڑا محل تھا شیخ آگے آگے جا رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا کہ صدر مکان میں ایک شخص کھڑے ہیں ان کی صورت پر بڑی ہیبت اور بڑا نور ہے اور ان کے ہاتھ میں عصا ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں پھر آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا ان کے ایک ہاتھ میں انگوٹھی تھی۔ پھر پیچھے ہٹے تو آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خدام جنوں نے ہاتھوں ہاتھ لے کر ایک مکان میں پہنچایا جہاں مہمانی کا سامان تیار تھا۔ وہاں کھانا

پیش کیا گیا۔ شیخ نے اور میں نے وہ کھانا کھایا۔ پھر شیخ کو سلیمان علیہ السلام کے ذخائر اور خزانے دکھانے اور سیر کرانے لے گئے اور آپ کو ایک فرش پر لاکر کھڑا کیا اتنے میں ہوا آئی اور اس فرش کو بچھا دیا۔ آپ نے اسے دیکھا۔ پھر تخت بلقیس کے پاس لے گئے۔ وہ بھی آپ نے دیکھا جب سلیمان علیہ السلام کے سب ذخائر دیکھ چکے تو ایک غار میں گئے۔ جہاں سے بھنبھناہٹ کی آواز اور بدبو آرہی تھی۔ عرض کیا حضرت یہ ابلیس کا قید خانہ ہے۔ وہ اس غار میں سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے مقید ہے[۱]۔

جب شیخ نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ کے واسطے تخت حاضر کیا گیا۔ آپ نے میری جانب اشارہ فرمایا تو میرے لئے بھی تخت لایا گیا جب ہم ان پر سوار ہوئے تو وہ ہمیں لے کر ہوا میں اڑے ہم یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ ہمیں کون لوگ لیکر اڑ رہے ہیں اور ہوا ہی ہوا پر سمندر کے پار تک پہنچے اور ایک جگہ پر پہنچ کر تختوں کو زمین پر اتارا ہم ان پر سے اتر گئے اور وہ تخت اسی طرح ہوا پر بلند ہو گئے وہاں سے شیخ چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی تھا کہ ناگاہ شہر دمشق سامنے آگیا۔

عالم ولایت کے کھجور

وہی راوی فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز دمشق میں تھے اور شیخ کے ہمراہیوں اور مریدوں میں کچھ لوگ حجازی بھی تھے اور عراقی بھی تھے رطب (تازہ پکی کھجور) کا ذکر آیا حجازیوں نے کہا ہمارے یہاں کے رطب اچھے ہوتے ہیں اور عراقیوں نے کہا ہمارے ملک کے اچھے ہوتے ہیں۔ شیخ کا ایک خادم تھا اسے یوسف کہتے تھے۔ آپ نے اسے دیکھا وہ خادم دروازے سے نکلا اور تھوڑی دیر غائب رہا پھر آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک تھال رطب کا بھرا ہوا تھا۔ گویا ابھی درخت سے توڑے گئے ہیں اس نے لاکر شیخ کے سامنے رکھ دیئے حضرت نے فرمایا اے حجازیو یہ ہمارے ملک کا رطب ہے تم اپنے ملک کا رطب حاضر کرو۔ ان کے عجائبات اور کرامات بہت ہیں۔

---

[۱] ابلیس کا مقید ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں بلکہ آیت انک من المنتظرین کے خلاف۔ ممکن ہے کہ راوی کو نقل کرنے میں یہ غلطی ہوئی ہو

ایک بزرگ کی صدیق سے ملاقات کا عجیب حال

شیخ مغاوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چند سال تک جنگ کا شوقین رہا اور چند سال سیرو سیاحت کا حریص رہا۔ میں بعض کاموں کے سبب حکمائے کفار کے شہروں میں داخل ہوتا تھا اور پوشیدہ ہو جانا میرے اختیار میں تھا۔ اگر میں چاہتا تو وہ مجھے دیکھ سکتے تھے اور اگر نہ چاہتا تو نہیں دیکھ سکتے تھے ایک بار حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کافروں کے شہر میں داخل ہو جاؤں اور ایک صدیق [۱] سے ملاقات کروں چنانچہ میں پہنچا اور اپنے آپ کو انھیں دکھایا۔ انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور میرا گرفتار کرنے والا بہت خوش ہوا اور میری مشکیں باندھ کر بازار میں لے آیا تاکہ مجھے بیچے اور یہی طریقہ مجھے بھی مطلوب تھا جس کا مجھے حکم ہوا تھا اس سے مجھے ایک معتبر سوار نے خریدا اور مجھے گرجا گھر پر وقف کر دیا تاکہ میں اسکی خدمت کیا کروں میں ایک مدت تک اسکی خدمت کرتا رہا۔ ایک دن گرجا میں ان لوگوں نے بہت سے فرش بچھائے اور بخور جلایا اور بہت سی خوشبو کی گئی میں نے کہا کیا بات ہے انہوں نے کہا بادشاہ کی عادت ہے کہ سال میں ایک بار گرجا گھر میں آتا ہے اب اسکی زیارت کا وقت آگیا ہے۔ ہم اسکے لئے تیاری کر رہے ہیں اور گرجا کو خالی کر دیتے ہیں اس میں وہ تنہا آکر عبادت کرتا ہے۔ جب انہوں نے دروازہ بند کر دیا تو میں وہاں رہا اور ان کی نظروں سے چھپ گیا وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اتنے میں بادشاہ آگئے اور ان کے لئے دروازہ کھولا گیا چنانچہ وہ تنہا داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ وہ لوگ مجھے گرجا گھر میں چاروں طرف تلاش کرتے رہے میں انہیں دیکھتا تھا مگر وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے جب

---

[۱] صدیق مفرد ہے اسکی جمع صدیقین ہے' صدیقین وہ اولیاء اکمل الکاملین ہیں جن کی صفائی باطن رسول کریم ﷺ جیسی ہو اور جن کو قرب حق تعالیٰ نبیوں جیسا میسر ہو اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ کی باتوں پر صدیقین کا سب سے زیادہ مضبوط یقین ہوتا ہے اور ان کا ایمان نبیوں کے ایمان کے قریب ہوتا ہے' اسی لئے نبیوں کے بعد صدیقین کا مرتبہ ہے تمام اولیاء اللہ میں صدیقین اکمل و افضل ہیں چنانچہ آیت مبارکہ (اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین) میں نبیوں کے بعد صدیقین کا ذکر فرمایا ہے' اور اولیاء صدیقین میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ان کا لقب صدیق اکبر ہے اور انبیاء کے بعد سب سے اعلیٰ مرتبہ حضرت صدیق اکبر کا ہی ہے (اصطلاحات صوفیہ صفحہ ۸۶ ـ ۸۷ ترتیب خواجہ محمد عبد الصمد چشتی")

نے انہیں درجہ صدیقین میں پایا۔ میں نے کہا آپ کی ان کفار کے درمیان باطنی حالت کیا ہو گی؟ فرمایا اے ابوالحجاج مجھے ان کے درمیان بڑا نفع ہے اور مسلمانوں کے درمیان رہ کر ویسے فوائد حاصل نہیں ہو سکتے میں نے کہا بیان فرمایئے۔ فرمایا کہ میری توحید اور اسلام اور اعمال صرف اللہ ہی کے واسطے خالص ہیں کسی کو اسکی اطلاع نہیں ہے اور حلال کھاتا ہوں جس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور مسلمانوں کو نفع پہنچاتا ہوں۔ اگر میں ان کا بڑا بادشاہ ہوتا تو بھی انہیں کفار سے بچا نہ سکتا۔ اب انہیں کفار کے شر سے بچاتا ہوں کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا اور کفار کے درمیان قتل فساد ایسے ایسے کراتا ہوں کہ اگر میں مسلمانوں کا سب سے بڑا بادشاہ ہوتا تو بھی نہ کر سکتا۔ انشاء اللہ میں عنقریب اپنے چند تصرفات تمہیں دکھاؤں گا۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کیا۔ اور میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا اور بادشاہ نکل کر گرجا کے دروازہ پر جا بیٹھے اور کہا گرجا کے سارے مخصوص لوگوں کو حاضر کرو چنانچہ حاضر کر کے پیش کئے گئے اور کہا گیا یہ اس کے بطریق (عالم) ہیں یہ شماس (محافظ) ہیں۔ یہ راہب (عابد) ہیں یہ ناظر او قاف ہیں اور یہ اسکی جائیداد کا محصول وصول انہوں نے اطمینان کر لیا' تو بادشاہ قربان گاہ میں پہنچے جو گرجا گھر میں تھا اور کعبہ شریف کی جانب منہ کر کے تکبیر کہی اس وقت مجھ سے فرمایا گیا کہ یہ وہی ہیں جن سے ہم تمہیں ملانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں ظاہر ہو کر ان کے پیچھے سلام پھیرنے تک کھڑا رہا۔ سلام پھیر کر انہوں نے میری طرف دیکھا کہا تو کون ہے میں نے کہا آپ جیسا مسلمان ہوں۔ فرمایا تمہیں یہاں کون چیز لے آئی۔ میں نے کہا آپ۔ اب وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور حال پوچھا میں نے کہا کہ مجھے آپ سے ملنے کا حکم ہوا تھا اور اس کا کوئی طریقہ سمجھ میں نہ آیا مگر اس صورت سے کہ قید ہو کر فروخت ہو جاؤں اور وہ مجھے گرجا کا خادم بنا دیں اور ہر موقعہ پر میں نے ان کو اپنے اوپر قادر کر دیا تاکہ ملاقات حاصل ہو جائے۔ مجھ سے مل کر وہ بہت خوش ہوئے میں نے ان کا حال کشف سے دیکھا۔ انہوں نے میرا حال دیکھا۔ میں کرنے والا ہے۔ فرمایا اسکی خدمت کون کرتا ہے؟ لوگوں نے اس شخص کے متعلق بتلایا جس نے مجھے خرید کر گرجا پر وقف کیا تھا اور کہا اس نے ایک قیدی کو خرید کر اسپر وقف کیا۔ اسپر بہت غصہ کا اظہار فرمایا اور کہا کیا تم سب کے سب خدا کے گھر کی خدمت سے متکبر ہو گئے اور ایک شخص کو جو غیر ملت کا نجس ہو اس سے خدا کے گھر کی خدمت لیتے ہو۔ اور تلوار لے کر اسکی آڑ میں کہ خدا کے گھر کو تم نے نجس کر دیا سب کی گردن ماری

اور میرے حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ میں ان پر ظاہر ہو گیا انھوں نے مجھے پیش کیا' فرمایا یہ ایسے گرجا کا خادم ہے جس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ ان لوگوں کے تکبر کے مقابلہ میں تو یہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو عزت' تعظیم اور خلعت و سواری دیکر اسکے وطن اور اہل کے پاس پہنچایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور میں اپنے وطن لوٹ آیا۔

شہادت کے بعد بول کر مسلمان کیا

بعض صاحب کشف بزرگوں نے فرمایا تھا کہ دمیاط کی فتح ایک یمنی کے ہاتھ پر ہوگی۔ دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والوں میں ایک حضرت فقیہ عالم ولی عارف عبدالرحمن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو اس میں شہید بھی ہوئے۔ آپ کا قاتل فرنگی کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمن کو قتل کیا پھر کہا اے مسلمانوں کے قسیس (عالم) تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ الایہ

یعنی تو ہرگز ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ گمان نہ کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پہنچائے جاتے ہیں

میں نے کہا یہ بھی تو تمہارا عالم ربانی ہے اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کے کہا

ہاں زندہ ہیں اسکے پاس رزق کھاتے ہیں۔

پھر خاموش ہو گئے جب میں نے یہ واقعہ دیکھا اور ان کی گفتگو سنی تو اس وقت سے اللہ نے میرے دل سے کفر کو نکالا اور میں ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ وہی فرنگی کہتے ہیں کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان کی برکت سے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے سبب اللہ تعالی میری مغفرت فرمائیں گے اور جب ہی سے حضرت عبدالرحمن کو شہید ناطق کہتے ہیں۔ آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔

سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی اولیاء ہیں

ایک بزرگ نے فرمایا کہ شام کے بادشاہ نور الدین ہمارے نزدیک چالیس اولیاء میں گنے جاتے ہیں اور سلطان صلاح الدین تین سو کے گروہ میں منسوب ہیں۔ ابدال جب

نورالدین کو دیکھتے ہیں اور نورالدین پوچھتے ہیں کہ میں تمہارے نزدیک کیسا ہوں تو ابدال فرماتے ہیں کہ تم ظالموں کی اصلاح کرنے والے ہو اور تم میں ولایت کے اوصاف ہیں۔

حضرت خضر سے ملاقات

شیخ ابو محمد ابن کبش اکثر اوقات خضر علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے ان کے ایک دوست امیر آدمی تھے۔ آپ سے ایک دن انہوں نے کہا بھائی صاحب آپ کی دوستی سے ہمارا کچھ بھی حصہ نہیں ہے؟ آپ نے پوچھا تمہیں کیا چاہئے۔ انہوں نے کہا تم حضرت خضر علیہ السلام سے روزانہ ملاقات کرتے ہو۔ ان سے فرمائیے کہ ایک دن مجھ سے بھی ملاقات کریں میں بھی انہیں دیکھوں۔ آپ نے فرمایا میں ان سے کہوں گا۔ جب حضرت خضر سے ملے تو کہا حضرت میرے ایک ساتھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارا ساتھی مجھ سے نہیں ملنا چاہتا کہا سبحان اللہ یوں ہی اس نے مجھ سے کہا ہے؟ فرمایا ان سے کہدو کہ میں جمعہ کے روز ان سے ملوں گا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو اس شخص نے ایک گیہوں کی گٹھیا کھلوائی اور اسے وقت جمعہ تک خوشی اور شکرانہ میں تقسیم کیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ملاقات کرنا منظور فرمایا ہے۔ پھر دروازہ بند کر کے وضو کیا اور جانماز پر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھا اور وعدہ کا منتظر رہا۔ اتنے میں ایک شخص نے دروازہ پر دستک دی اس نے لونڈی سے کہا دیکھو تو دروازہ پر کون ہے۔ اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک شخص چادر اوڑھے کھڑے ہیں۔ اس شخص نے کہا تو اپنے آقا سے کہدے کہ ایک شخص تم سے ملنا چاہتا ہے۔ لونڈی نے جا کر بیان کیا۔ پوچھا کیسا آدمی ہے؟ کہا ایک شخص چادر اوڑھے کھڑا ہے۔ کہنے لگا کوئی فقیر ہے گیہوں بانٹنے کی خبر سن کر آیا ہے۔ کہا اس سے کہدو کہ نماز پڑھ کر آویں گے۔ اس نے وہی آکے کہدیا وہ چلے گئے جب نماز ہو چکی تو وہ شخص ابن کبش سے ملا اور کہا میں انتظار میں رہا لیکن وہ نہیں آئے اور میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ تو ابن کبش نے فرمایا اے بے توفیق! وہی تو تھے جن کے پاس تو نے لونڈی کو بھیجا تھا اور ان سے کہلایا تھا جاؤ اور نماز کے بعد آؤ۔ پھر فرمایا تو چاہتا ہے کہ خضر سے ملاقات کرے اور دروازہ پر پہرہ لگاتا ہے۔ کہا میرے پاس جتنی لونڈیاں ہیں سب اللہ کے واسطے آزاد ہیں۔ پھر جب کوئی دروازہ پر آکر دستک دیتا تو خود نکل آتا۔

منکر کرامات کا حال

حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جبکہ قرشی نے شیخ سے ان کی ابتدائی حالت دریافت کی تاکہ اس سے کچھ نفع حاصل کرے۔ شیخ نے فرمایا اے بیٹے ایک نئی بات ہے مجھے اس طریق میں ایک اضطراب کی چیز نے داخل کیا ہے۔ میں تاجر تھا اور عطاروں میں میری دوکان تھی اور وہی چیز فروخت کرتا تھا جس کی قیمت بہت گراں ہوتی تھی اور جو چیز نایاب ہوتی تھی۔ میرا لباس بھی ایسا ہی نادر ہوا کرتا تھا ایک دن جامع مسجد میں گیا کہ صبح کی قضا نماز ادا کروں۔ جب نماز پوری کر چکا تو میں نے ایک بڑا حلقہ دیکھا۔ میں اس کی طرف گیا ان دنوں صالحین کی مجھے کوئی خبر نہ تھی جیسا کہ عوام جانتے ہیں اسی قدر جانتا تھا کہ وہ کوہ و بیابان میں رہتے ہیں۔ اس حلقہ پر جا کے کھڑا ہوا۔ ایک قاری ان میں صلحاء کی حکایتیں اور ان کے مجاہدات پڑھ کر سنا رہے تھے جیسے شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے۔ میں نے دل میں ایسی آواز سے کہا جسے میرے قریب والے کے سوا کوئی نہیں سن سکتا تھا کہ ایسی باتوں سے بھی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ پھر کن باتوں سے کتابیں لکھی جائیں؟ میں نے کہا یہ باتیں جو حکایت کی جا رہی ہیں جھوٹ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک شخص سال بھر پانی پینا چھوڑ دے پھر زندہ رہے۔ اس شخص نے کہا ان حکایات سے انکار مت کریں میں اس شخص سے سوال و جواب کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں حلقہ میں سے ایک شخص نے جو نہایت لاغر تھا سر اٹھایا اور کہا تجھے صالحین کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، میں نے کہا صالحین کہاں ہیں؟ اور وہاں سے اٹھ کر اپنی دکان پر آ گیا اور ان کی باتوں پر تعجب کرنے لگا۔ میں ظہر کے قریب عادت کے موافق دکان پر بیٹھا خرید و فروخت کر رہا تھا ناگاہ میں نے اس لاغر شخص کو دیکھا کہ وہ گذرا ہے اور مجھے نہیں دیکھا آگے بڑھ کے پھر لوٹا اور معلوم ہوا کہ میری ہی تلاش میں ہے چنانچہ مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے کہا وعلیکم السلام، تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام عبدالرحمٰن ہے۔ کیا تم نے مجھے پہچانا میں نے کہا ہاں آپ وہی ہیں جن سے میں نے حلقہ میں گفتگو کی تھی۔ کہا تو ابھی تک اس عقیدہ پر ہے تو نے اب تک توبہ نہیں کی؟ میں نے کہا میرا کوئی ایسا عقیدہ تو نہیں ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہو۔ وہ شخص میری دکان کے آگے پتھر سے سینہ لگا کے کھڑے ہوئے اور کہا اے ابو یزید تم صالحین کے عمل کی نسبت کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا صالحین کہاں ہیں؟ کہا یہیں بازار میں

پھرتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اگر اس پتھر کی طرف اشارہ کریں تو ان کے ساتھ ہو جائے اور ایک پتھر کی طرف جو دکان کے اندر تھا اشارہ کیا اسمیں سے دو سوراخ کھلے' اس کے اندر لوگوں کی رہن رکھی ہوئی چیزیں تھی وہ نکلیں۔ میں نے انھیں جلدی سے پکڑا اور ان کی جگہ پر لا کر رکھا۔ پھر میں نے کہا کیا آدمی کو ایسی قدرت مل جاتی ہے؟ کہا انسان کی قدرت کے مقابل یہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا اس کے سوا آدمی اور کسی چیز میں تصرف کر سکتا ہے؟ کہا اگر دکان سے کہدے کہ اپنی جگہ سے اکھڑ جا تو اسی وقت اکھڑ جائے گی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ دکان نے دوبارہ حرکت کی اور اس کا ہر برتن اور شے ہل گئی۔ حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑے اور میں حیران رہ گیا اور وہ شخص مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔ مجھ میں عقل کی تیزی تھی میں نے سوچا کہ اگر مجھ جیسا آدمی ساری عمر دکان میں صرف کر دے تو ایسے لوگوں کی ملاقات کیونکر نصیب ہو گی جب دوسرا دن ہوا تو میں پھر حلقہ میں گیا تاکہ قوم کی باتیں پھر سنوں اللہ کی قسم ہے کہ اس ساعت کے بعد مجھے اتنی بھی وسعت نہ رہی کہ دکان تک جاؤں۔ میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور دکان کی کنجیاں ان کے حوالہ کیں انہیں کی دکان تھی انھوں نے کہا کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا انشاء اللہ آؤں گا۔ انہیں میرے ارادے کی خبر نہ ہوئی۔ اسکے بعد ابتک لوٹ کے دکان پر نہ گیا۔

تصوف میں شراب محبت' ساقی' ذوق شوق' سیرابی' نشہ' ہوشیاری کی تعریف

خدا کی محبت کے مختلف درجات

حضرت شیخ عارف باللہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ شراب محبت کیا چیز ہے اور ساقی کون ہے اور ذوق کیا چیز ہے شوق کیا ہے اور سیرابی کیا ہے اور نشہ کیا ہے اور ہوشیاری کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا شراب تو جمال محبوب کا چمکتا ہوا نور ہے' اور پیالہ لطف ہے. جس سے دل کے منہ تک محبت پہنچ جاتی ہے' اور ساقی وہ ہے جو اپنے خاص مقرب بندوں اور صالحوں کے لئے پلانے کا انتظام و اہتمام کرتے ہیں یعنی حق تعالی جل جلالہ جو بندوں کی تقدیر اور ان کی مصلحت سے واقف ہے. جس شخص پر اسکے جمال کا کشف ہوا اور پھر ایک دو لحظہ کے بعد پردہ ڈال دیا گیا وہ شخص ذوق و شوق والا ہوتا ہے اور جس پر اس کا انکشاف ایک یا

دو گھنٹہ تک رہا تو وہ سچا پینے والا کہلاتا ہے' اور جس پر یہ حالت پے در پے طاری ہوئی اور شراب محبت کی مداومت ہوئی حتی کہ اسکے رگ رگ اور جوڑ جوڑ ان انوار سے پر ہو گئے جو مخزون تھے تو اس حالت کو سیرابی کہتے ہیں اور کبھی کبھی محسوس اور معقول سے غائب ہو جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے کیا کہا گیا ہے اور اس نے کیا کہا؟ یہ حالت سکر کہلاتی ہے' کبھی ان پیالوں کی گردش پے در پے ہوتی ہے اور حالات بدلتے رہتے ہیں اور ذکر و طاعت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور باوجود مقدرات کے بدلنے کے ان کے صفات نہیں بدلتے یہ حالت حالت ہوشیاری کہلاتی ہے اور یہ وسعت نظر کا زمانہ اور تزائد علم کا زمانہ بھی کہلاتا ہے۔ وہ لوگ علم کے ستاروں سے اور توحید کے چاند سے رات کے وقت ہدایت پاتے ہیں اور آفتاب عرفان سے دن کو روشنی حاصل کرتے ہیں وہی لوگ جماعت خداوندی کہلاتے ہیں اور اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے

اور بعض عارفین مشائخ کبار فرماتے ہیں کہ محبت اللہ تعالی کی جانب سے اس شخص کا دل لیتی ہے جس کو حق سبحانہ تعالی چاہتے ہیں کہ اپنے نور جمال کو اس پر منکشف فرمائیں اور اس پر قدس جلال کا اظہار فرمائیں' اور شراب محبت کبھی تو کوشش اور ہمت اور تہذیب نفس کے بعد پیدا ہوتی ہے اور ہر شخص کو اسکی استعداد کے موافق پلایا جاتا ہے۔ بعض کو بلا واسطہ بھی ملتا ہے اسکے خود حق تعالی ہی متولی ہیں اور کسی کو واسطہ سے ملتا ہے جیسا کہ فرشتے اور اکابر علماء اور اکابر مقربین اور صدیقین اور عارفین ان میں سے کوئی تو پیالہ دیکھتے ہی مست ہو جاتا ہے اگرچہ کچھ لیا نہیں ہوتا۔ پھر تم ہی سوچو کہ اسکے ملنے کے بعد اسکے ذوق و شوق کی کیا حالت ہو گی جب چکھ لے گا اور پھر پی لے گا اور پھر ہوشیار ہو جائے گا اور سیراب ہو جائے گا اور قسم قسم کی ہوشیاری ہو گی جیسا کہ مستی بھی طرح طرح کی ہوتی ہے اس وقت کتنا لطف ہو گا۔

نور سے لکھنے پڑھنے والے بزرگ'
رفاعی کبیر کے مریدوں کی دنیا ہی میں دوزخ سے آزادی

حضرت سید احمد ابن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی تعویذ لکھوانا چاہتا اور آپ کے پاس روشنائی نہ ہوتی کاغذ لیکر بغیر روشنائی کے لکھ دیتے تھے۔

چنانچہ ایک دن ایک شخص کو بغیر روشنائی کے تعویذ لکھ دیا وہ شخص کاغذ لے کر بہت دیر

تک غائب رہا پھر وہی کاغذ امتحان لینے کے لئے لے کر آیا اور آپ کو دیا کہ آپ اس پر تعویذ لکھدیں جب آپ نے دیکھا تو فرمایا بیٹے اسمیں لکھا ہوا ہے اور بغیر رنجش کے واپس کر دیا۔

آپ کے زمانہ میں دو آدمی تھے انھوں نے صرف اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کی تھی ایک زمانہ تک ان کی یہی حالت رہی۔ کئی سال کے بعد وہ دونوں جنگل میں گئے اور آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ان میں بڑے کا نام معالی ابن یوسف تھا دوسرے کا نام عبدالمنعم تھا۔ شیخ عبدالمنعم نے شیخ معالی سے ان حالات کا پوچھا جو ان کو شیخ کی صحبت میں حاصل ہوئیں، حضرت معالی نے فرمایا تم کسی چیز کی تمنا کرو؟ شیخ عبدالمنعم نے کہا کہ غلام کی تمنا یہ ہے کہ اسی وقت ہمیں دوزخ سے آزادی کا پرچہ مل جائے اور وہ نازل بھی آسمان سے ہو، اس وقت شیخ معالی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے اور فضل بے انتہاء ہے۔ وہ دونوں یہی گفتگو کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک نہایت سفید ورق گر پڑا۔ حضرت شیخ معالی نے عبدالمنعم سے کہا لو یہ رقعہ آگیا۔ انھوں نے اٹھ کر رقعہ لے لیا لیکن اسمیں کوئی چیز لکھی ہوئی نہ دیکھی، فرمایا چلو سید احمد ابن رفاعی کے یہاں چلیں اور یہ ان کی خدمت میں پیش کریں۔ چنانچہ دونوں آپ کے ہاں حاضر ہوئے اور ورق آپ کے سامنے رکھا اور واقعہ بیان نہ کیا آپ اسے دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑے۔ جب سر اٹھایا تو فرمایا اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے میرے مریدوں سمیت دوزخ سے آزاد ہونے کا رقعہ آخرت سے پہلے ہی دکھا دیا۔ پھر اس رقعہ کو چوما۔ ہم نے کہا حضرت یہ رقعہ تو سفید ہے اسمیں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ فرمایا صاجزادو! قدرت کا ہاتھ سیاہی سے نہیں لکھتا یہ نور سے لکھا ہوا ہے۔ پھر انہیں دیدیا اور جب عبدالمنعم کا انتقال ہوا تو یہ رقعہ ان کے کفن میں رکھ دیا گیا۔

جنت کے محل کے بدلہ میں باغ خریدا
سید احمد رفاعی کبیر کی ایک اور کرامت

حضرت شیخ جمال الدین خطیب اونیہ حضرت سید احمد (رفاعی کبیر) قدس اللہ روحہ کے بڑے مریدوں میں تھے اونیہ میں ایک باغ تھا آپ نے اس باغ کو خریدنا چاہا۔ ایک ضرورت کے سبب آپ خریدنے پر مجبور ہوئے ایک دن حضرت سید احمد سے کہا کہ باغ

والے کے پاس آدمی بھیجیں اور مالک باغ شیخ اسمٰعیل ابن عبدالمنعم سے جو کہ اونیہ کے ایک بزرگ تھے (جن کا اوپر ذکر آیا) گفتگو کر کے باغ خرید لیں۔ حضرت سید احمد رفاعی نے فرمایا بہت اچھا ضرور کریں گے (پھر فرمایا) بھائی میں خود ان کے پاس جاؤں گا۔ یہ کہہ کر ان کی طرف پیدل چلے گئے ان کا مکان اونیہ میں تھا ان سے باغ کے بیع کی سفارش کی انھوں نے انکار دیا' پھر انہوں نے سے کہا۔ حضرت میں جو چیز چاہتا ہوں اگر آپ اس کے بدلہ میں خریدیں تو میں بیچنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمایا اے اسمٰعیل کہو کتنی قیمت چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا حضور میں اسکو جنت کے ایک محل کے عوض بیچوں گا' فرمایا بیٹا میں کون ہوں جس سے تم یہ لینا چاہتے ہو۔ مجھ سے دنیا کی جو چیز چاہے مانگو۔ انہوں نے کہا حضرت میں دنیا کی کوئی چیز نہیں لے سکتا۔ وہی لوں گا جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے سر جھکا لیا اور آپ کا رنگ بدل کر زرد ہو گیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو چہرے کا رنگ سرخ ہو رہا تھا اور فرمایا اسمٰعیل تم نے جو چیز مانگی ہے میں نے اسکے عوض باغ خریدا۔ انھوں نے کہا مجھے ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھ دیں۔ چنانچہ آپ نے ایک کاغذ میں لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اس مکان کی دستاویز ہے جس کو اسمٰعیل ابن عبد المنعم نے عبد فقیر حقیر احمد ابن ابوالحسن رفاعی سے خریدا ہے اور اس نے اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے ضمانت اٹھائی ہے کہ جنت کا ایک محل جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ ایک جنت عدن تک۔ دوسری حد جنت الماویٰ تک۔ تیسری حد جنت الخلد تک اور چوتھی حد جنت الفردوس تک سارے حوروں اور غلمان کے ساتھ' اور فرش اور تخت اور نہروں اور درختوں کے ساتھ' ان کے اس باغ کے عوض جو میں نے دنیا میں خریدا ہے۔ اس کا گواہ اللہ ہے اور اللہ ہی کفیل ہے پھر کاغذ لپیٹ کر ان کے حوالہ کیا۔ اسے لیکر شیخ اسمٰعیل اپنے بیٹوں کے پاس گئے۔ دیکھا تو وہ لوگ جو اس باغ میں کھیت کو پانی دے رہے تھے ان سے کہا باہر آجاؤ میں نے باغ فروخت کر دیا ہے اور حضرت سید احمد کو دیدیا ہے۔ انھوں نے کہا آپ نے کیسے بیچ ڈالا ہمیں تو خود کو اسکی ضرورت ہے۔ انہوں نے سارا قصہ بیان کیا اور حضرت کی تحریر (جو) ان کے ہاتھ میں تھی۔ (ان کو دکھائی) انہوں نے کہا جب تک ہمیں اس محل میں شریک نہ کیا جائے ہم راضی نہیں ہوں گے۔ کہا باہر آجاؤ وہ محل میرا بھی ہے تمہارا بھی ہے اور خدا تعالیٰ اس کا وکیل ہے۔ چنانچہ وہ لوگ بھی راضی ہوئے

اور باہر آگئے اور حضرت خطیب اس پر قابض ہو گئے اور متصرف ہوئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد باغ بیچنے والے شیخ اسمٰعیل کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اولاد کو وصیت کی تھی کہ اس تحریر کو ان کے کفن میں رکھ دینا' انھوں نے ایسا ہی کیا اور انھیں دفنادیا۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو قبر پر یہ لکھا ہوا دیکھا قدو جدنا ماو عدنا ربنا حقا۔ الآیہ۔ ہم نے اللہ کا وعدہ سچا پایا۔

حضور کا دست مبارک روضہ سے ظاہر ہوا اور سید رفاعی نے مصافحہ کیا

(فائدہ) حضرت سید احمد رفاعی کبیر رحمتہ اللہ علیہ سے بہت عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئی تھیں ان کرامات میں سے ایک یہ ہے جس کو حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ کے مجموعہ میلاد النبی میں بحوالہ امام جلال الدین سیوطی ذکر فرمایا ہے کہ حضرت سید احمد رفاعی نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر ہزاروں حاضرین کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھی ارشاد فرمایا اور روضہ اقدس سے اپنا دست مبارک بھی نکالا اور مصافحہ فرمایا آپ کے دست مبارک کو اس وقت کے تمام حاضرین نے دیکھا تھا۔ سید احمد رفاعی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت ہوئی تو اپنے اندر عجب کے ہونے کے علاج کے لئے حاضرین کے سامنے لیٹ گئے اور ان سے فرمایا تم میرے اوپر سے بھلانگو چنانچہ حاضرین ان کے اوپر سے بھلانگتے تھے ایک بزرگ بھی وہاں موجود تھے جب انہوں نے لوگوں سے سید رفاعی کبیر کا عجب کا یہ طریقہ علاج سنایا تو کسی نے پوچھا حضرت آپ بھی ان کے اوپر سے پھلانگے تھے؟ فرمایا واہ واہ تم کیسی بات کرتے ہو جو حضرت کے اوپر سے پھلانگ رہے تھے وہ تو حضرت کے مرتبے کو نہیں جانتے تھے اگر میں جانتے ہوئے حضرت کے اوپر سے پھلانگ جاتا تو اللہ کے یہاں میری جو کچھ مقبولیت ہے سب چھن جاتی (امداد اللہ)

جنت کی حور

حضرت سفیان ثوری کو ان کے شاگردوں نے [illegible] حضرت مجاہدہ میں دیکھا تو عرض کیا اے شیخ اگر آپ اس مجاہدہ کو کچھ کم کریں گے تو بھی اپنی مراد کو پہنچ جائیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ۔ فرمایا کیونکر میں پوری کوشش نہ کروں میں نے سنا ہے کہ
"اہل جنت اپنی منزل میں ہوں گے کہ ان پر ایک بہت بڑا نور ظاہر ہو گا اور اس کی رونق اور شدت روشنی کی وجہ سے آٹھوں جنتیں روشن ہو جائیں گی اور اہل جنت سمجھیں گے کہ یہ نور اللہ کی جانب سے ہے اور سجدہ میں گر پڑیں گے اس وقت ایک منادی آواز دے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ یہ وہ نور نہیں ہے جس کا تمہیں گمان ہوا۔ یہ ایک حور کے چہرہ سے نور چمکا ہے جو اپنے خاوند کے سامنے مسکرائی ہے اور اس کے مسکرانے سے یہ نور ظاہر ہوا"

تو اے بھائیو! جو شخص خوبصورت حور کے لئے مجاہدہ کرے اسے تو ملامت نہیں کی جاتی' وہ شخص جو خدا کا طالب ہو اس کے مجاہدہ پر کیا ملامت ہے؟ پھر یہ اشعار پڑھے

ماضر من کانت الفردوس منزله ماذا تحمل من بؤس و اقتار

تراه یمشی نحیلا خائفا وجلا الی المساجد یمشی بین الخمار

یانفس مالك من صبر علی النار قد حان ان تقبلی من بعد ادبار

(ترجمہ) جس کا مقام فردوس ہو اسے کچھ ضرر نہیں ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی غم اور مصیبت کا تحمل کرے

تو اسے دبلا پتلا اور خوف زدہ گھبرایا ہوا مساجد کی طرف جاتے دیکھے کہ چادر اوڑھے دوڑتا ہے

اے نفس تجھے آگ پر تو صبر نہیں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بدبختی کے بعد تو بخت بلند ہو جائے۔

جنت کی حور طلب کرنے والے بزرگ

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال تجرید کے ساتھ بیت اللہ کا حج اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا ارادہ کیا' میں ایک راستہ میں چل رہا تھا کہ ایک خوبصورت عراقی جوان کو دیکھا کہ وہ بھی سفر کر رہا ہے اور اس کا بھی وہی ارادہ ہے جو میرا ہے۔ جب اس کے رفقاء چلتے تھے تو وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا۔ اور جب منزل پر اترتے تھے تو وہ نماز پڑھتا تھا اور باوجود اس کے وہ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو تہجد پڑھتا تھا' اسی حالت میں وہ مکہ مکرمہ تک پہنچا' اس کے بعد اس نے مجھ سے جدا ہونا چاہا

اور مجھے رخصت کیا۔ میں نے کہا اے بیٹے کس چیز نے تجھے ایسی مصیبت شاقہ پر آمادہ کیا؟ کہا اے ابو سلیمان مجھے ملامت نہ کرو میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا ہے۔ وہ ایک چاندی کی اور ایک سونے کی اینٹ سے بنا ہے۔ اسی طرح اس کے بالا خانوں اور ان بالا خانوں کے درمیان ایک ایک حور ایسی تھی کہ کسی دیکھنے والے نے ایسے حسن و جمال اور رونق والی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ وہ زلفیں لٹکائے ہوئے تھیں۔ ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر مسکرائی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت روشن ہو گئی اور کہا اے جوان اللہ کی راہ میں کوشش اور مجاہدہ کر تاکہ میں تیری ہو جاؤں اور تو میرا ہو جائے پھر میں بیدار ہوا۔

یہ میرا قصہ اور حال ہے

اے ابو سلیمان مجھے لائق ہے کہ کوشش کروں کیونکہ کوشش کرنے والا ہی پانے والا ہے

یہ جو مجاہدہ تم نے دیکھا یہ ایک حور کی منگنی کی غرض سے تھا

میں نے اس سے دعا کی درخواست کی اس نے میرے لئے دعا کی اور مجھ سے دوستی کی اور رخصت ہو کر چلا گیا۔

حضرت ابو سلیمان فرماتے ہیں میں نے اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا اے نفس بیدار ہو جا اور یہ اشارہ سن لے جو ایک بشارت ہے جب ایک عورت کی طلب میں اتنی کوشش اور یہ مجاہدہ ہے تو اس شخص کو جو حور کے رب کا طالب ہے کس قدر مجاہدہ اور کوشش کرنا چاہئے۔

مئولف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خواب جنہیں نیک لوگ دیکھتے ہیں یہ اسرار ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ (خواب کی شکل میں) آئینہ قلب پر ظاہر فرماتے ہیں کیونکہ خواب اجزاء نبوت کا ایک جزو ہے اس سے انہیں بشارت دی جاتی ہے اور ان کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ کوشش اور پرہیز گاری میں ترقی کریں وہ ہماری طرح نہیں ہیں کہ اوروں کو تو نصیحت کریں اور خود نصیحت نہ پکڑیں۔

اس کتاب کے سنانے کے زمانے میں اتفاقاً ایک عجیب نصیحت حاصل ہوئی کہ ایک شخص کے نفس نے اس سے کہا کاش ایسا ہو تاکہ کوئی شخص ایک لونڈی زفاف کے لئے تجھے فروخت کر دیتا اور اس کی قیمت حج کے موسم میں وصول کرتا پھر تو اسے بیچ کر قیمت ادا کر دیتا۔ وہ شخص یہ تمنا کر ہی رہا تھا کہ اس کے پاس ایک بزرگ آئے۔ اس نے اب تک

اس خیال کا اظہار نہیں کیا تھا نہ اللہ کے سوا کوئی اسے جانتا تھا- اس بزرگ نے اس سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تو ایک قبہ میں ہے اور اس پر نور ہے اور تیرے پاس ایک لونڈی بھی ہے- اس قبہ سے باہر سات حوریں تھیں جو نہایت خوب صورت حسن و جمال میں یکتا وہ تیری مشتاق تھیں- ایک ان میں سے تیری طرف اشارہ کر کے کہتی تھی کہ یہ شیخ دیوانہ ہے میں (جنت کی حور) اس پر عاشق ہوں اور یہ (دنیا کی) ایک لونڈی پر عاشق ہے-

شیر کی پشت پر سامان لاد دیا

ایک صالحہ حضرت شعوانہ کو خدا نے ایک لڑکا عطا فرمایا انہوں نے اس کی اچھی طرح سے تربیت کی- جب وہ جوان ہوا تو کہا اے اماں میں خدا کے لئے تم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے خدا کی راہ میں ہبہ کر دو- کہا اے بیٹے قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہوں اور رئیسوں کو ایسا ہدیہ دیا جاتا ہے جس نے ادب حاصل کیا ہوا ہو اور تقوے والا ہو اور تو اے میرے بیٹے سیدھا سا لڑکا ہے' نہیں جانتا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا- وہ چپ ہو رہے اور کوئی جواب نہ دیا

ایک روز لکڑیاں لانے کے لئے پہاڑ پر گئے اور جانور بھی ساتھ تھا جس پر لکڑیاں لاد لاتے تھے پہاڑ کے درمیان پہنچ کر اس پر سے اترے اور لکڑیاں جمع کر کے رسی پر اکٹھی کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گٹھا ہو گیا اسے باندھا اور جانور کو ڈھونڈنے لگے تاکہ اس پر لاد کر لائیں- دیکھا تو شیر اسے پھاڑ چکا تھا آپ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا اے خدائی درندے! مالک کی قسم ہے تجھ ہی پر لکڑیاں لاد کر کے لیجاؤں گا جیسا کہ تو نے میرے جانور پر زیادتی کی ہے- یہ کہہ کر اس کی پیٹھ پر لکڑیوں کا بوجھ لادا اور کھینچتے ہوئے اسے گھر لے گئے اور وہ بالکل فرمانبردار ہو گیا تھا' حتی کہ اپنی ماں کے گھر لے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا- ماں نے پوچھا کون ہے؟ کہا اللہ کی رحمت کا محتاج آپ کا بیٹا- انہوں نے دروازہ کھول دیا- جب انہوں نے لکڑی کا بوجھ شیر پر لدا ہوا دیکھا تو فرمایا بیٹا یہ کیا ہے؟ انہوں نے قصہ بیان کیا' جس کو سن کر خوش ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ اللہ جل جلالہ نے اس کی مدد کی ہے اور اسے اپنی خدمت کے لئے پسند فرمایا ہے- پھر فرمایا اے بیٹے اب تو بادشاہوں کی خدمت کے قابل ہو گیا ہے جاؤ میں نے تمہیں خدا کے لئے ہبہ کر دیا تو اس کے پاس میری

امانت ہے پھر ان کے لئے دعا کی اور چند اشعار پڑھے

(ترجمہ) اس نے اپنی دوڑ کے لئے میدان رضا کو اختیار کیا۔ پھر ہاتھوں سے باگ چھوڑ کر چلا گیا

رات کی اندھیری میں وہ جنگل طے کر کے محبوب کے شہر کو ڈھونڈھتا ہے

محبوب کی رضا کیلئے ساری خلقت اور سارے علاقے اس نے چھوڑ دئے اور بھائیوں سے بچنے لگا

پھر تشنگی کی شراب نوش کی حتی کہ دل پیاسا ہو گیا۔ اب صبح و شام تشنگی ہی سے سیراب ہو کر پھرتا ہے۔

ایک لڑکی کی اللہ کی محبت میں عجیب شان

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے گیا مجھے سخت پیاس لگی تو میں قبیلہ بنی مخزوم میں چلا گیا میں نے ایک چھوٹی سی حسینہ جمیلہ لڑکی دیکھی وہ گنگنا کے اشعار پڑھ رہی تھی۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا حالانکہ وہ بالکل بچی تھی۔ میں نے کہا اے لڑکی تجھے حیا نہیں آتی؟ اس نے کہا چپ رہ اے ذوالنون۔ میں نے رات شراب محبت خوشی کے ساتھ نوش کی ہے اور صبح کے وقت مولا کی محبت میں مخمور اٹھی ہوں میں نے کہا اے لڑکی میں تجھے عقل مند پاتا ہوں مجھے کچھ نصیحت کر۔ کہا اے ذوالنون خاموشی کو لازم پکڑو اور دنیا سے تھوڑی سی روزی پر راضی رہو۔ تو تم جنت میں اس قیوم کی زیارت کرو گے جو کبھی نہیں مرتا۔ میں نے کہا تیرے پاس کچھ پانی ہے؟ کہا میں تجھے پانی بتاتی ہوں۔ میں نے سمجھا کہ وہ مجھے پانی کا کنواں یا چشمہ بتائے گی۔ میں نے کہا بتاؤ

کہا لوگ قیامت کے دن چار فریق ہو کر پانی پئیں گے۔ ایک گروہ کو ملائکہ پلائیں گے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِيْنَ۔ یعنی وہ شراب سفید ہو گی اور پینے والوں کو لذت بخشے گی

اور ایک گروہ کو رضوان داروغہ جنت پلائیں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ یعنی اس شراب میں تسنیم کا پانی ملایا جائیگا

اور ایک گروہ کو حق جل جلالہ پلائیں گے اور وہ لوگ بندگان خاص ہوں گے حق تعالیٰ

فرماتے ہیں وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا یعنی حق تعالیٰ ان کو شراب طہور پلائیں گے
پس تم دنیا میں کسی پر اپنے مولا کے سوا اپنا راز ظاہر نہ کرو تاکہ آخرت میں حق تعالیٰ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلائیں۔
مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل کتاب میں ان تین فرقوں کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم
شاید چوتھا گروہ وہ ہو گا جنہیں بچے پلائیں گے چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ

اللہ کی ایک عاشق عورت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک نور چمکا اور آسمان تک جا پہنچا اس سے میں حیران ہوا اور طواف کر کے کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھا رہا اور اس نور میں سوچتا اور غور کرتا رہا تو میں نے ایک خوب صورت غمگین آواز سنی' میں آواز کے پیچھے گیا تو میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو کعبہ کے پردہ سے لٹکی ہوئی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

انت تدری یا حبیبی — من حبیبی انت تدری

و نحول الجسم والدمع — یبوحان بسری

قد کتمت الحب حتی — ضاق بالکتمان صدری

(ترجمہ) اے میرے حبیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا حبیب کون ہے
جسم کی لاغری اور آنسو دونوں میرا راز ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے محبت کو چھپایا۔ حتی کہ پوشیدگی کی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا۔
اس کی باتیں سن کر میں بھی رونے لگا۔
پھر اس نے کہا اے الٰہی اے میرے مولا! تیری اس محبت کے صدقے جو تجھے مجھ سے ہے مجھے بخش دے۔

میں نے کہا اے لڑکی کیا یہ کافی نہ تھا کہ تم یہ کہتیں کہ میری اس محبت کے طفیل جو مجھے تیرے ساتھ ہے' اور تم کہتی ہو کہ تیری محبت کے صدقہ جو مجھ پر ہے' تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ اس کو تمہارے ساتھ محبت ہے؟ کہا اے ذوالنون میرے پاس سے ہٹ جاؤ- کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے' اور اللہ کی محبت ان کے ساتھ ان کی محبت سے پہلے ہوتی ہے- کیا تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان یاد نہیں ہے

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ

یعنی اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ایسی قوم لائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے-

یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت ان کی محبت باللہ سے پہلے ہوئی ہے-

میں نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہ میں ذوالنون ہوں کہا اے بیہودہ! جب دل نے میدان اسرار میں جولانی کی تو میں نے تجھے اللہ کی معرفت سے پہچان لیا-

میں نے کہا میں تم کو ضعیف البدن اور لاغر جسم دیکھتا ہوں تمہیں کچھ مرض تو نہیں- اس نے چند شعر پڑھے-

محب اللہ فی الدنیا علیل   تطاول سقمہ فدواہ داء

کذا من کان للباری محبا   یھیم بذکرہ حتی یراہ

(ترجمہ) اللہ کا دوست دنیا میں بیمار ہی رہتا ہے' اس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے اور دوا بھی بیماری ہو جاتی ہے-

اسی طرح جو اللہ کا محب ہوتا ہے وہ اللہ کے ذکر میں سرگردان رہتا ہے یہان تک کہ اسے دیکھ لے

پھر کہا اپنے پیچھے دیکھ کون ہے؟ میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو کوئی نہ تھا- پھر میں نے اس کی طرف نظر پھیری تو اسے بھی نہ دیکھا کہ وہ کہاں گئی اور میں ہر وقت اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں تو اس کی برکت سے قبولیت اور اجابت نظر آتی ہے-

اللہ کی ایک اور عاشق لڑکی

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں مکہ سے عرفات کو جارہا تھا مجھ سے ایک لڑکی نے ملاقات کی جو اونی ٹاٹ پہنے اور اونی چادر اوڑھے ہوئے تھی اس کے ہاتھ میں ایک جانماز اور ایک عصا تھا' اس کے چہرے پر طاعت و عبادت کا نور تھا' وہ بہت تیز چال چل رہی تھی اور اللہ اللہ کہتی جاتی تھی۔ میں نے جی میں کہا کہ یہ لڑکی ولایت کی دعویدار معلوم ہوتی ہے اپنے اللہ والی ہونے کا اظہار کر رہی ہے۔

اس نے کہا ویعلم ماتبدون وماتکتمون یعنی جو بات تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ یہ عورت ولی اللہ ہے۔

میں نے کہا اے لڑکی میں بالکل تیرے ساتھ مشغول ہوں اس نے کہا میں بھی تمہارے لئے حاضر ہوں لیکن میرے پیچھے مجھ سے بھی زیادہ حسین عورت آ رہی ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ اس نے فوراً چلا کر کہا۔ اے مدعی اے کذاب! احباب کا احباب کے ساتھ ایسا فعل تو نہیں ہوتا' پہلے تو تو نے خدام رب الارباب سے بدگمانی کی۔ اگر تو اس کے پاس سچ مچ آتا اور اسے اچھی طرح پہچان لیتا تو وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا کرتا۔ ہم نے جب تجھے دور سے دیکھا تو ہم نے سمجھا کہ تم عابد ہو جب قریب ہوئے تو ہم نے جانا کہ تم عارف ہو جب ہم سے بات چیت کی تو ہم نے جانا کہ تم عاشق مزاج ہو۔ اگر اسکی عبادت کرنے والا ہوتا تو اسے چھوڑ کر ہماری طرف رجوع نہ کرتا۔ اگر تو ہم پر عاشق ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف رخ نہ کرتا۔ پھر جلدی سے میرے پاس سے بھاگی اور کہتی جاتی تھی کہ اللہ کے ساتھ سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔

(یہ حکایت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بحر الدموع میں بھی ذکر کی ہے جس کا احقر نے اردو میں "آنسوؤں کا سمندر" کے نام سے ترجمہ کیا ہے جو خدا کے فضل سے چھپ چکا ہے (امداد اللہ انور)

عبادت گذار شہزادی کی شان

بنی اسرائیل میں ایک عورت بادشاہ کی بیٹی تھی اور بڑی عبادت گذار تھی۔ ایک شہزادہ

نے اس سے منگنی کی درخواست کی- اس نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کردیا اور اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے لئے ایک عابد زاہد نیک آدمی تلاش کر جو فقیر ہو- وہ لونڈی گئی اور ایک فقیر عابد زاہد ملا اسے لے آئی- اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے یہاں چلوں تاکہ وہ ہمارا نکاح کردے- اس فقیر نے منظور کرلیا- اور نکاح ہو گیا- پھر اس سے کہا مجھے اپنے گھر لے چل- اس نے کہا واللہ اس کمبل کے سوا کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں اسی کو رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور دن میں پہنتا ہوں- اس نے کہا میں اس حالت پر تیرے ساتھ راضی ہوں- چنانچہ وہ فقیر اس کو اپنے گھر لے گیا- وہ دن بھر محنت کرتا تھا اور رات کو اتنا پیدا کرلاتا تھا جس سے افطار ہو جائے- وہ دن کو نہیں کھاتی تھیں بلکہ روزہ رکھتی تھیں جب ان کے پاس کوئی چیز لاتے تو افطار کرتی تھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتی تھیں- اور کہتی تھیں اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہوئی- ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو ان کے واسطے لے جاتے- یہ امر ان پر شاق گزرا اور بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری بیوی روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کررہی ہے کہ میں کچھ لے جاؤنگا جس سے وہ افطار کرے گی- یہ سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کے دعا مانگی اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ طلب نہیں کرتا صرف اپنی نیک بیوی کی رضامندی کے واسطے مانگتا ہوں اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما تو ہی سب سے اچھا رزاق ہے- اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا- اسے لے کر اپنی بیوی کے پاس گئے جب انہوں نے اسے دیکھا تو ڈر گئیں اور کہا یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو اس جیسا تو میں نے کبھی اپنے گھرانے میں بھی نہیں دیکھا- کہا آج میں نے رزق کے لئے محنت کی بہت کوشش کی لیکن کہیں سے نہ ملا تو میں نے کہا میری بیوی گھر میں بیٹھی انتظار کررہی ہے کہ میں کچھ لے جاؤں جس سے وہ افطار کرے اور وہ شہزادی ہے میں اس کے پاس خالی ہاتھ نہیں جاسکتا میں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ موتی عطا فرمایا اور آسمان سے نازل کیا- کہا اس جگہ جاؤ جہاں تم نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری سے دعا کرو اور کہو کہ اے اللہ اے میرے مالک اے میرے مولا اگر یہ شے تو نے دنیا میں ہماری روزی بنا کر اتاری ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہماری آخرت کے ذخیرہ سے عطا فرمائی ہے تو اسے اٹھالے- اس شخص نے ایسا ہی کیا تو موتی اٹھالیا گیا فقیر نے واپس آکر اسے اٹھالئے جانے کا قصہ بیان کیا تو کہا شکر ہے اس اللہ

کا جس نے ہمیں وہ ذخیرہ دکھا دیا جو ہمارے واسطے آخرت میں جمع کیا گیا ہے۔ پھر کہا میں اس دنیائے فانی کی کسی شے پر قادر ہونے سے پرواہ نہیں کرتی اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی ولایت کے عجیب حالات

حضرت احمد بن عبداللہ المقدسی فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا شریک سفر رہا اور آپ سے آپ کا ابتدائی حال دریافت کیا اور ملک فانی کو ترک کر کے ملک باقی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا اے بھائی ایک دن میں اپنی سلطنت کے بلند محل پر بیٹھا تھا اور خواص میرے سر پر دست بستہ کھڑے تھے۔ میں نے کھڑکی سے جھانکا تو صحن میں ایک فقیر بیٹھا نظر پڑا اس کے ہاتھ میں ایک سوکھی روٹی تھی اس نے اسے پانی میں بھگو کر نمک سے کھایا جس کو میں دیکھ رہا تھا جب وہ کھا چکا تو کچھ پانی پیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجالایا اور وہیں صحن میں سو گیا۔ اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں اس کی حالت کو سوچوں۔ میں نے اپنے ایک غلام سے کہا جب یہ فقیر جاگے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس سے غلام نے کہا اے فقیر اس محل کے مالک تجھے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں کہ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اٹھ کر غلام کے ہمراہ میرے پاس چلا آیا مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور بیٹھنے کی درخواست کی اس پر وہ بیٹھ گیا جب وہ بیٹھ کر مطمئن ہوا تو میں نے کہا اے فقیر تو بھوکا تھا روٹی کھانے سے تیرا پیٹ بھر گیا؟ کہا ہاں' اور شوق سے پانی پیا اور سیراب ہو گیا؟ کہا ہاں۔ پھر بلا کسی رنج و غم کے سویا اور راحت پائی؟ کہا ہاں۔ اس وقت میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور عتاب کے ساتھ اس سے کہا اے نفس میں دنیا کو لے کر کیا کروں؟ اے نفس! تو اس چیز پر قناعت کر لیتا ہے جو تو نے اس فقیر سے دیکھا ہے اسی وقت میں نے اللہ سے توبہ کا عزم کر لیا۔ جب دن گزرا اور رات آئی تو میں نے اونی ٹاٹ پہنا اور اونی ٹوپی اوڑھی اور ننگے پیر اللہ کی طرف چلا۔ اتنے میں مجھے ایک خوش پوشاک خوبصورت آدمی ملے ان سے خوشبو مہک رہی تھی میں نے آگے بڑھ کر سلام اور مصافحہ کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا اے ابراہیم کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا اللہ سے بھاگ کر اسی کی طرف جاتا ہوں۔ مجھ سے کہا کیا تم بھوکے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس شیخ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے کہا تم بھی میری

طرح دو رکعت نماز پڑھو- میں نے بھی نماز پڑھی- پھر کر میں نے دیکھا تو ان کے پاس کھانا اور ٹھنڈا پانی رکھا ہوا تھا- مجھ سے کہا اے ابن ادہم آگے آؤ اور اللہ کے فضل سے کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ- میں نے آگے بڑھ کر کھایا اور اپنی حاجت پوری کی وہ کھانا ویسا ہی باقی تھا، اور وہ پانی پیا اور اللہ کا شکر بجالایا- پھر مجھ سے شیخ نے کہا اے ابن ادہم عقل و فہم کو کام میں لاؤ اور اس کام میں جلدی نہ کرو کیونکہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے اور جان لو حق تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کرتے ہیں تو اسے اپنے لئے برگزیدہ بناتے ہیں اور اسکے قلب میں اپنے قدس کا چراغ روشن فرماتے ہیں جس کی بدولت وہ بندہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے اور اسی سے اپنے نفس کے عیوب دیکھتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سکھاؤں جب کبھی تو بھوکا اور پیاسا ہو اس اسم اعظم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کر اللہ تعالیٰ تجھے کھلائیں پلائیں گے- اے ابن ادہم جب بزرگوں اور ابرار کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے کو ان کے لئے زمین بنادو کہ وہ تمہیں پامال کریں اور ان پر غصہ نہ کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کے ناراض ہونے سے غضب میں آجاتے ہیں اور ان کی رضامندی سے راضی ہوتے ہیں- پھر مجھے اسم اعظم بتایا اور کہا میں نے تمہیں اللہ حی و قیوم کے سپرد کیا پھر مجھ سے غائب ہو گئے- اتنے میں میں نے ایک خوبصورت خوشبودار خوش لباس جوان کو دیکھا میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا اے ابن ادہم تمہاری کیا ضرورت ہے اور اس سفر میں تم نے کس سے ملاقات کی- میں نے کہا میں نے ایک ایسے صفات والے شخص کو دیکھا ہے- وہ جوان اتنا روئے کہ میں بھی سن کر رو دیا- میں نے کہا حضرت قسم ہے اللہ کی سچ بتاؤ وہ شیخ کون تھے؟ اور آپ کون ہیں؟ فرمایا وہ شیخ میرے بھائی الیاس (علیہ السلام) تھے اور میں ابوالعباس خضر (علیہ السلام) ہوں- یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور انہیں سینے سے چمٹالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور مصافحہ کر کے ان سے دعا کی درخواست کی انہوں نے ثابت قدم رہنے کی اور عصمت کی دعا کی پھر غائب ہو گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گئے- یہ میرا ابتدائی حال کا قصہ ہے-

فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کرو

حضرت ابوالحسن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے منصور ابن عمار واعظ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب

میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا اللہ جل جلالہ و تقدست اسماؤہ نے فرمایا اے منصور ابن عمار! میں نے کہا لبیک اے میرے پروردگار! تو ہی ہے جو دنیا میں لوگوں کو پرہیز گاری سکھاتا تھا اور میری آخرت کی طرف رغبت دلاتا تھا میں نے عرض کیا الٰہی میں نے ایسا کیا ہے لیکن جب کسی محفل میں بیٹھا تو تیری حمد اور تیرے نبی کی ثنا کی۔ اس کے بعد میں نے نصیحت شروع کی۔ فرمایا تو نے سچ کہا۔ اس کے واسطے کرسی بچھاؤ تاکہ آسمان پر فرشتوں میں میری بزرگی بیان کرے جیسا کہ زمین پر میرے بندوں میں میری بزرگی بیان کرتا تھا۔

تین تین دن طویل سجدہ کرنے والے

حکایت ہے کہ ایک بار بغداد میں بارش رک گئی حتی کہ لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور سب لوگ غسل کر کے پاک ہوئے اور جنگل کی طرف نکلے تاکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ انہیں کسی نہ کسی روز بارش عطا کرے لیکن پانی نہ برسا اور یہ واقعہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوا تھا اس زمانہ میں وہ لوگ روز بروز جا جا کے سوال کرتے تھے۔ ایک شخص جنگل کے درمیان سے نکلا گرد آلود بال بکھرے ہوئے دو چادر اوڑھے ہوئے اور ان کے ساتھ تین کنواری لڑکیاں تھیں جو بہت خوبصورت تھیں اور آ کر لوگوں کے ایک جانب کھڑے ہو گئے اور سلام کیا لوگوں نے جواب دیا۔ انہوں نے کہا اے قوم تمہیں کیا ہو گیا ہے یہاں کیوں جمع ہو؟ کہا اے شیخ ہم نے اللہ سے دعا کی کہ ہم پر بارش برسادے لیکن نہیں برسائی۔

کہا اے لوگو کیا وہ شہر سے غائب ہے جو تم جنگل میں آئے ہو؟ کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر جگہ حاضر نہیں ہے کیا حق تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں یہ نہیں فرمایا ہے وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ یعنی اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل دیکھتا ہے۔

ہارون الرشید کو اس کی خبر ہوئی۔ کہا یہ کلام ایسے شخص کا ہے کہ اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی راز ہے پھر کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب ان کے پاس لایا گیا اور ایک نے دوسرے کو سلام کیا تو ہارون الرشید نے اس سے مصافحہ کیا اور اپنے آگے بیٹھایا اور کہا اے شیخ اللہ سے دعا کرو کہ ہم پر پانی برسائے۔ شاید آپ کا اس کے پاس کچھ مرتبہ ہو۔ یہ

سن کروہ مسکرایا اور کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے اللہ سے دعا کروں؟ کہا ہاں۔ کہا تو سب لوگ ہمارے ساتھ اللہ سے توبہ کرو' لوگوں میں توبہ کی ندا کی گئی اور سب نے توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔ پھر اس شیخ نے آگے بڑھ کر ہلکی دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر اپنی لڑکیوں کو دائیں بائیں کھڑا کیا اور ہاتھ پھیلائے اور آنسو جاری کئے اور دعا کی' ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان پر ابر گھر گیا اور بادل گرجنے لگا اور بجلی چمکنے لگی اور ایسی بارش ہوئی کہ گویا مشک کے دہانے کھولدیئے گئے' اس سے ہارون الرشید بہت خوش ہوئے اور ارکان دولت مبارکباد کے لئے جمع ہوئے۔ ہارون الرشید نے کہا میرے پاس اس نیک بزرگ کو لے آؤ۔ ڈھونڈا تو وہ اسی مقام پر کیچڑ میں اللہ کے لئے سجدہ میں پڑے تھے لوگوں نے لڑکیوں سے پوچھا کہ تمہارے باپ کو کیا ہوا کہ وہ سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے؟ انہوں نے کہا ان کی یہی عادت ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے ہیں تو تین دن تک سر نہیں اٹھاتے اس کی ہارون رشید کو خبر دی گئی یہ سن کروہ بہت روئے اور کہا اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیرے یہاں صالحین کا وسیلہ پکڑتے ہیں کہ تو انہیں ہم کو عطا کردے اور ان کی بڑی بڑی برکتیں اپنے فضل سے ہم پر برسادے۔

عبرت کا محل

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن احباب کی ایک جماعت کے ساتھ ایک جنگل میں گیا اور ایک مکان سے گزرا جس کو زمانہ نے اپنے سینہ کے نیچے دبالیا تھا۔ اس کے ستون ٹوٹ گئے تھے اور عمارت گر پڑی تھی۔ صرف اس کی شان اور دروازے قائم تھے اور دروازوں پر لکھی ہوئی تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے اس خط کے اوپر سے گرد کو صاف کیا اور غور سے دیکھا تو اس پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے۔

هو سبيل فمن يوم الى يوم   كفرحة النائم المهجوع فى النوم

ان المنايا و ان صحبت فى شغل   تحوم حولك حوما ايما حوم

لا تعجلن رويدا انها دول   دينا تنقل من قوم الى قوم

(ترجمہ) یہی راستہ ہے پس ایک دن سے دوسرے دن تک کا زندگی زمانہ کا ایسا ہے جیسا کہ سونے والا خواب میں خوشی دیکھتا ہے۔

تو کسی شغل میں مشغول ہو لیکن موت بڑے زور سے تیرے گرد چکر لگاتی ہے
ہرگز جلدی نہ کر اور رک جا دنیا کی یہ دولتیں ایک قوم سے منتقل ہو کر دوسری کی طرف جاتی ہیں۔
فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی اس محل میں گئے تو اس کے اندر ایک سبز زمرد کا قبہ تھا جسے موتی، جواہر اور یاقوت سے مرصع کیا گیا تھا پرانے ہونے کی وجہ سے اور بہت زمانہ گزرنے کی وجہ سے اس پر غبار چڑھا ہوا تھا اور وہ یاقوت کے چار ستونوں پر کھڑا تھا ہم نے بہت دیر تک اسے دیکھا اور غور کیا تو ایک نظم لکھی ہوئی تھی۔

قف بالقبور ونادالمستقربها　　من اعظم بليت فيها واجساد

قوم تقطعت الاسباب بينهم　　بعد الوصال فصاروا تحت الحاد

والله لو بعثروا يوما ولو نشروا　　قالوا بان التقى من افضل الزاد

(ترجمہ) قبروں پر کھڑے ہو کر اسکے رہنے والوں کو پکار (کر دیکھ لو) جو کہ صرف بوسیدہ ہڈیاں اور بوسیدہ جسم ہو کر اس میں رہ گئے ہیں۔
یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان وصال کے بعد تعلق کے اسباب منقطع ہو گئے ہیں۔ اور وہ لوگ لحد کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔
اللہ کی قسم ہے اگر وہ کسی دن زندہ کئے جائیں اور اٹھائے جائیں تو کہیں گے تقوی ہی اچھا توشہ ہے۔
ہم نے بادشاہ کی نشست گاہ دیکھی تو اس پر لکھا تھا۔

لا تامن الموت في طرف ولا نفس　　ولو تمنعت بالحجاب والحرس

واعلم بان سهام الموت نافذة　　في كل مدرع منا و مترس

ما بال دينك ترضى ان تدنسه　　وثوبك الدهر مغسول من الدنس

ترجو النجاة ولم تسلك مسالكها　　ان السفينة لا تجري على اليبس

(ترجمہ) کوئی لحظہ اور کسی سانس میں موت سے بے خوف نہ رہ۔ اگرچہ تو پاسبانوں اور سپاہیوں کے پہرہ میں کیوں نہ ہو۔
اور سمجھ لے کہ موت کے تیر گھسنے والے ہیں ہر زرہ پوش میں اور ہر ڈھال لگانے والے میں۔

تیرا کیا حال ہے کہ اپنے دین کو میلا کرنے پر راضی ہو گیا ہے اور اپنے کپڑے ہمیشہ میل سے دھوتا ہے۔
تو نجات کی امید کرتا ہے اور اس کے طریقہ پر نہیں چلتا' جان لے کشتی خشکی پر نہیں چلا کرتی۔
اور ایک شعر یہ تھا۔

کم قد وقفت کما وقفنا   وکم قرأت کما قرأت

(ترجمہ) میں نے بھی بہت سمجھا تھا جیسا کہ تو سمجھتا ہے۔ اور تیری طرح میں نے بھی بہت کچھ پڑھا ہے۔
مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بیت کے بعد دو رکیک شعر اور بھی بیان کئے گئے جو غلط ہیں اور اس کے معنی بھی صحیح نہیں ہیں نہ کوئی اس کا عمدہ مضمون تھا ان کے عوض میں نے تین شعر لکھے ہیں۔

وکم لهوت بطيب عيش   دهرا نسيت به المماتا

والآن مت و انت ایضا   لا بد يوما يقال ماتا

فجد واحذر تکون مثلی   کسبت شرا والخير فاتا

(ترجمہ) میں ہمیشہ ایک زمانہ تک خوش عیشی میں منہمک رہا اس کی وجہ سے موت کو بھول گیا۔
اب میں مر گیا اور تیرے بارے میں ایک دن ضرور کہا جائے گا کہ وہ بھی مر گیا۔
تو کوشش کر اور میرے جیسا بننے سے بچ جا۔ کہ میں نے برائی کمائی اور نیکی کھو دی۔

حضرت ابوالحسن شاذلی کے حالات ولایت

شیخ کبیر حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اسی (۸۰) دن بھوکا رہا میرے دل میں خطرہ گزرا کہ مجھے بزرگی کا کچھ حصہ مل گیا تو میں نے ایک عورت کو غار سے نکلتے دیکھا گویا اس کی صورت حسن میں آفتاب کے مثل تھی اور کہتی جاتی تھی کہ منحوس ہے منحوس ہے جو اسی روز بھوکا رہ کر اللہ تعالیٰ پر اپنے عمل کا دباؤ ڈالنے لگا مجھے چھ مہینے گزر گئے ہیں میں نے کچھ نہیں چکھا۔

آپ ہی نے فرمایا کہ میں اپنے سفر میں کہتا تھا کہ الٰہی میں کب تیرا شکر گزار بندہ بنوں گا؟ تو میں نے ایک قائل کو سنا جو کہتا تھا جب تو اپنے سوا کسی کو انعام یافتہ نہ جانے۔ میں نے کہا الٰہی اپنے سوا کسی کو انعام یافتہ کیسے نہ جانوں حالانکہ تو نے انبیاء' علماء اور بادشاہوں پر نعمت فرمائی ہے۔ تو سنا کہ وہ قائل کہہ رہا ہے کہ اگر انبیاء نہ ہوتے تو تجھے ہدایت نہ ہوتی۔ اگر علماء نہ ہوتے تو تو اقتداء نہ کرتا اگر بادشاہ نہ ہوتے تو تجھے امن نہ ملتا یہ سب میری نعمت تجھ ہی پر ہے۔

اور فرمایا کہ میں اور ایک میرا ساتھی دونوں ایک غار میں اللہ تک باریابی کے ارادہ سے جا رہے تھے ہم جی میں کہتے تھے کہ کل حاصل ہو جائے گی پرسوں حاصل ہو جائے گی۔ ہمارے پاس ایک آدمی آیا اسکے چہرہ پر ہیبت تھی' ہم نے کہا تم کون ہو؟ کہا عبدالملک۔ ہم نے جانا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ میں نے کہا آپ کا کیا حال ہے؟ کہا اس کا کیا حال ہو گا جو یہ کہتا ہے کہ کل فتح ہو گی پرسوں فتح ہو گی یعنی وصول الی اللہ حاصل ہو جائے گا۔ نہ ولایت ہے نہ فلاح ہے اے نفس اللہ کی عبادت اللہ کے لئے کر۔ فرماتے ہیں کہ ہم ہشیار ہوئے اور سمجھ گئے کہ وہ کس لئے آئے تھے۔ ہم نے توبہ و استغفار کی تو ہم پر کشائش ہو گئی۔

زہر قاتل پینے والے بزرگ کی کرامات

ایک کافر بادشاہ مسلمانوں کے شہروں پر قابض ہو گیا اور ان کا خون کیا اور مال لوٹا اور بعض فقراء اور مشائخ کے قتل کا بھی ارادہ کیا شیخ نے اس سے مل کے اس کام سے منع کیا۔ ان سے بادشاہ نے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے کچھ علامت دکھاؤ؟ چنانچہ شیخ نے اونٹ کی مینگنی کی طرف اشارہ کیا وہ فورا" جواہر بن کر چمکنے لگ گئے۔ اور خالی کوزوں کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر رکھے ہوئے تھے وہ ہوا پر معلق ہو گئے اور پانی سے بھر گئے ان کے منہ زمین کی طرف اوندھے ہوئے تھے اور ان میں سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکتا تھا۔

بادشاہ دیکھ کر گھبرایا اسکے ایک ہم نشین نے کہا اسے بڑی بات مت جان یہ جادو ہے۔

بادشاہ نے کہا کچھ اور دکھاؤ؟

شیخ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ خوب دہک گئی اس وقت فقراء سے کہا کہ مجلس سماع گرم کرو۔ جب ان پر وجد طاری ہو گیا تو شیخ ان فقراء کے ساتھ آگ میں گھس گئے

اور آگ بہت تیز تھی اس وقت شیخ نے بادشاہ کے لڑکے کو بھی ساتھ لے لیا اور آگ میں چاروں طرف گھمایا اور اسے لے کر چل دیئے اور غائب ہو گئے اور معلوم نہ ہوا کہ کہاں گئے بادشاہ موجود تھا دیکھ کر اپنے بچہ کے غائب ہونے پر بہت گھبرایا تھوڑی دیر کے بعد دونوں آموجود ہوئے اور بادشاہ کے بیٹے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے میں انار تھا۔ بادشاہ نے پوچھا تو کہاں تھا۔ کہا باغ میں تھا وہاں سے میں نے یہ دو عدد توڑ لئے اور نکل آیا بادشاہ متحیر ہوا اس کے بدمعاش ساتھیوں نے کہا کہ یہ بھی ایک باطل تماشا ہے۔
اس وقت بادشاہ نے کہا تم جو کچھ بتاؤ ہم اس کو سچ نہیں مانیں گے حتی کہ تم یہ پیالہ پیو' اور ایک پیالہ زہر قاتل سے لبریز جس کا ایک قطرہ بھی فوراً ہلاک کر دے نکالا' شیخ نے فقراء سے کہا کہ مجلس سماع گرم کرو جب ان پر حال طاری ہوا تو وہ پیالہ اٹھا کر سب کا سب پی گئے۔ ان پر جو لباس تھا وہ پارہ پارہ ہو گیا اور دوسرا لباس پہنایا گیا وہ بھی پھٹ گیا پھر اور بدلا گیا وہ بھی پھٹ گیا اس طرح کئی بار بدلا گیا پھر پسینہ آیا اور کپڑے ثابت رہے۔ بادشاہ نے ان کی عزت و حرمت کی اور اس قتل و فساد کے ارادہ سے باز رہا۔ شاید مسلمان بھی ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامت

حضرت شیخ کامل امام الاکابر سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ روحہ نے ایک شخص سے ایک غائب شخص کی امانت طلب کی اس امانت دار نے امانت دینے سے انکار کیا اور کہا اگر میں آپ سے فتویٰ طلب کروں تو آپ اس کو جائز نہیں رکھیں گے۔ اس لئے میں دوسرے کی امانت اسکی اجازت کے بغیر کس طرح دیدوں۔ بہت ہی تھوڑی دیر میں اس کے پاس امانت رکھنے والے کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری امانت حضرت شیخ عبدالقادر کے حوالہ کر دو وہ فقیروں کی ہو گئی ہے۔ اس نے اسے حضرت کے حوالہ کیا شیخ نے اس پر عتاب کیا اور فرمایا ایسی ذرا سی بات میں مجھے تو متہم جانتا ہے۔

فرش کے بدلے بیٹے کی حفاظت

ایک بہت بڑے شیخ ایک تاجر کے ہاں قلعہ اسکندریہ گئے تاجر نے آپ کو مرحبا کہا اور آپ کے آنے سے بہت خوش ہوا۔ شیخ نے اس تاجر کے دیوان خانہ میں پورے مکان کی

مقدار میں دو قیمتی فرش بچھے ہوئے دیکھے جو ملک روم میں مستعمل ہیں انہوں نے تاجر سے مانگا اسے بہت گراں گزرا اور کہا حضرت میں اس کی قیمت ادا کر دوں گا شیخ نے انکار کیا اور کہا میں بعینہ یہی چاہتا ہوں۔ پھر کہا اگر تم لینا ہی چاہتے ہو تو ایک لے لو چنانچہ شیخ نے ایک فرش اٹھالیا اور وہاں سے چلے اس وقت اس تاجر کے دو لڑکے مسافر تھے ہندوستان گئے تھے ہر ایک ان میں سے الگ الگ جہاز پر تھا ایک مدت کے بعد ان کے باپ نے سنا کہ ایک ان دونوں میں سے مع کشتی کے غرق ہوا اور سارا مال اور ساتھی بھی ڈوب گئے اور دوسرا عدن میں سلامتی کے ساتھ آیا۔ اور ایک مدت کے بعد اسکندریہ کے قریب آپہنچا۔ اس کا باپ ملاقات کے لئے شہر سے باہر آیا تو دیکھا کہ وہ فرش بعینہ جس کو شیخ نے مانگا تھا لدا ہوا آرہا ہے۔ اس نے فرش کا قصہ پوچھا کہ اسے یہ کہاں سے مل گیا کہا ابا جان اس فرش کا عجیب قصہ ہے اور ایک بڑی کرامت ہے۔ باپ نے کہا بیٹا بیان کرو وہ کیا ہے۔ کہا کہ میں اور میرا بھائی ہم دونوں اچھی ہوا میں ملک ہندوستان سے چلے۔ ہم الگ الگ کشتی پر سوار تھے۔ جب سمندر کے درمیان میں پہنچے تو مخالف ہوا چلی اور ہم پر حالت تنگ ہو گئی اور دونوں کشتیاں کھل گئیں اور ان کے تختے الگ ہو گئے ہم سب نے اپنا حال اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنی اپنی کشتی پر بیٹھے رہے اچانک ایک شیخ آئے اور ان کے ہاتھ میں یہ فرش تھا انہوں نے اس میں کشتی باندھی اور ہم سلامت چلے اور کشتی اس فرش میں بندھی ہوئی تھی۔ پھر ہم ایک بندرگاہ پر پہنچے اور کشتی کا سامان اتار کر اسے درست کیا اور شیخ اسی میں تھے اور میرے بھائی کی کشتی تمام ساتھیوں اور سامان سمیت غرق ہو گئی اور ان میں سے ایک نہیں بچا اس تاجر نے کہا اے بیٹے اگر تو شیخ کو دیکھے گا تو پہچان لے گا؟ کہاں ہاں۔ وہ بیٹے کو شیخ کے پاس لے گیا انہیں دیکھتے ہی اس نے زور کی چیخ ماری اور کہا یہی ہیں شیخ نے اس پر ہاتھ پھیرا حتی کہ اس کے ہوش ٹھکانے ہوئے اور سکون پیدا ہوا۔ اس وقت تاجر نے کہا حضرت آپ نے حقیقت امر کا اظہار کیوں نہ کیا تاکہ میں دوسرا فرش بھی دے دیتا شیخ نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا۔

حضرت امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روض الریاحین من حکایات الصالحین کا انتخاب مع تسہیل و عنوانات ختم ہوئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور دنیا اور آخرت میں اس کو مصنف مترجم اور تسہیل کنندہ اور ان کے جملہ متعلقین کیلئے ذخیرہ آخرت اور اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے (آمین)

رسید دار رشید ارشد عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ